سلسلة المناهج القرآنية

قرآنی تعلیمات میں ماہرینِ تجوید و قراءات کے اسالیب و مناہج

سُنن القراء ومناہج المجودین

www.KitaboSunnat.com

تالیف ڈاکٹر عبد العزیز القاری حفظہ اللہ

پسند فرمودہ فضیلۃ الشیخ استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ

ترجمہ قاری محمد احمد صدیق حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی

نظر ثانی فضیلۃ الشیخ قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ

الوقف القرآنی الخیری

كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

قراء کی تعلیمات میں ماہرین تجوید و قراءات کے اسالیب و مناہج

سُنن القراء
ومناهج المجودين

تالیف ڈاکٹر عبدالعزیز القاری حفظہ اللہ
پسند فرمودہ فضیلۃ الشیخ استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ
ترجمہ قاری محمد احمد صدیق حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی
نظر ثانی فضیلۃ الشیخ قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ

الوقف القرآنی الخیری
كلية القرآن الكريم والتربية الاسلامية

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب:

سنن القراء ومناهج المجودين

تالیف ______ ڈاکٹر عبدالعزیز القاری ﷾

ترجمہ ______ قاری محمد احمد صدیق ﷾

پسند فرمودہ ______ فضیلۃ الشیخ استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی ﷾

نظر ثانی ______ فضیلۃ الشیخ قاری صہیب احمد میر محمدی ﷾

ناشر ______ [illegible]

سن اشاعت ______ 2020ء

المکتبۃ الرحمانیہ
۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
32785

پرنٹنگ مارکیٹ
دار المصنفین
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز
G/F-6 [illegible] اردو بازار [illegible]

0300-4262092
0308-6222418
0321-4697056
Facebook/Dar-ul-Musannifeen
darulmusannifeen@gmail.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست

- عرض مترجم 7
- تمہید 14
- القرآن الکریم 14

باب 1

قرأتِ قرآن سیکھنے اور سکھانے میں نبی کریم ﷺ کا طریقہ

- العرض والسّماع: سنانا اور سننا (گردان کرنا، دَور کرنا) 23
- اسنادِ قراءات کے سلسلہ کی انتہا 27
- قرآن مجید سے علم وعمل کا حصول 29
- قرآن مجید کی مختلف قراءات کو سیکھنا 32
- قراءات کو جمع کرنا 36
- جمع کی کیفیت میں شیوخ کے مذاہب 40
- دوسرا مذہب وقف کے ساتھ جمع کرنا 41
- قرآن مجید کو باضابطہ قراء سے سیکھنا 43
- بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا 48
- عورت بھی قرآن مجید حفظ کرے 51
- قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا 55

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب 2

نبی کریم ﷺ کی قراءت کی کیفیت

- ترتیل قراءت 62
- حدر 64
- قرآن مجید کو خوبصورت پڑھنے کی سنت 70
- ترنم کے ساتھ پڑھنا 86
- فصل 99
- قرآن مجید کی تجوید کا حکم 101
- قراءت میں غلطی کا حکم 109
- پہلی صورت کی مثال 112
- دوسری صورت کی مثال 113
- وقف و اتمام کا خیال رکھنا 118
- فتح اور امالہ 125
- قرآن کے حزب [حصے بنانا] 128
- قرآن مجید کتنی دیر میں ختم کرنا چاہیے؟ 129
- فصل: جو رات کو اپنے حزب کی تلاوت کیے بغیر سو جائے 135
- قیام اللیل میں تلاوت کرنا 135
- قراءت کے دوران غور و فکر کرنا 141
- قرآن پڑھتے وقت رونا 146
- جب تو کسی صورت کی تلاوت کرے تو اسے پورا کیا کر 156
- نماز میں قراءت کا بیان 161

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

❀ جمعہ کی نماز فجر 171
❀ حالت سفر میں فجر کی نماز کو ہلکا پڑھنا 171
❀ ظہر اور عصر کی نماز 173
❀ طویل نماز کی مقدار کیا ہے؟ 174
❀ نماز مغرب 175
❀ نماز عشا 178
❀ امام کو کسی آیت میں تردد ہو تو کیا کرے؟ 180
❀ نماز جمعہ وعیدین اور وتر میں قراءت 181
❀ نماز کسوف 182
❀ دو یا دو سے زیادہ سورتوں کو جمع کرنا 182
❀ ایک جیسی سورتوں کی قراءت 183
❀ کیا ایک جیسی سورتوں کو ملانا نفلی نماز کے ساتھ خاص ہے یا کہ فرضی میں بھی
جائز ہے؟ 185
❀ ختم قرآن کے وقت تکبیر کہنا 186
❀ دعائے ختم قرآن اور حال ومرتحل 197

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

الحمدللّٰه رب العالمين والصلاة والسّلام على سيدالأنبياء والمرسلين، نبينا محمد ﷺ وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أمّا بعد:

شریعت اسلامیہ میں علوم قرآنیہ کو وہ خاص اہمیت حاصل ہے جو کتاب الٰہی کو دوسری کتابوں پر، کیونکہ اس علم جلیل کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ کتابِ مجید فرقانِ حمید کے ساتھ ہے۔ اسی لیے اہل قرآن کو حدیث مبارک کی روشنی میں "أهل الله وخاصته" کے امتیاز سے نوازا گیا ہے۔ قرآن مجید اپنے الفاظ وبیان کے اعجاز کا زندہ وجاوید مظہر ہے۔ اس کی قراءت وتلاوت دوسرے علوم سے اس لیے بھی ممتاز اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے کہ یہ علم روایت واسانید سے زیادہ تواتر کے ساتھ بالمشافہہ ہم تک نقل ہوتا آ رہا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ اس کو اسانید احادیث کے پیمانوں پہ پرکھنا اس کے تواتر میں کمزوری پیدا کرنے کے مترادف ہے اور یہی بنیادی وجہ ہے کہ علم حدیث میں شغف رکھنے والے بہت سے جید علماء جو شاید فنِ قراءت میں وہ یدِطولیٰ نہیں رکھتے جو علم حدیث میں رکھتے ہیں اس فن میں بھی جرح وتعدیل کے وہ ضوابط دیکھنا چاہتے ہیں جو احادیث میں ہوتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ علم قراءات میں تاویلات فاسدہ کی توجیہات کرتے نظر آتے ہیں۔ سبعہ اُحرف کی وضاحت و مراد میں اور کبھی تکبیرات وصدق الله العظيم جیسے موضوعات میں بدعت کے فتوے صادر کرتے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی فضیلۃ الشیخ بکر ابوزید رحمہ اللہ کی کتاب "بِدَعُ الْقُرَّاء" ہے جس میں بہت سے حقائق کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے ہی امور پر بدعت کا حکم بھی لگایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس کتاب "سنن القراء ومناهج المجوّدين" کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مؤلف پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری پر جنہوں نے بہت ہی عمدگی اور شائستگی سے انتہائی علمی انداز میں ان امور پر سیر حاصل بحث کی اور دلائل و براہین کے ذریعے جہاں احسن انداز میں "بدع القراء" کا علمی محاکمہ کیا وہاں علم قراءات کے مختلف موضوعات پر قلم اٹھانے کا حق ادا کر دیا۔ جزاہ اللّٰہ بکل کلمۃ کتبھا۔ یاد رہے کہ جن چند مقامات پر ضرورت محسوس ہوئی وہاں علامت (☆) کے ذریعے مترجم کی طرف سے مسئلہ کی نوعیت واضح کر دی گئی ہے۔

موصوف 1944ء کے آخر میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم ریاض میں حاصل کرنے کے بعد 1968ء میں مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہوئے، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ از ہر قاہرہ مصر کا رخ کیا جہاں سے 1978ء میں "فقہ السیاسۃ الشرعیۃ" پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ 1980ء میں مدینہ یونیورسٹی میں کلیۃ القرآن الکریم میں بطور عمید ان کی تقرری ہوئی۔ مجمع ملک فہد میں طباعت مصحفِ شریف کمیٹی کے رئیس بھی رہے۔ 1984ء میں مسجد قبا کی امامت کا شرف بھی آپ کو نصیب ہوا۔ علوم قرات، حدیث اور فقہ میں بہت سے جید علماء سے استفادہ کرنے کے بعد ان سے اجازات واسانید حاصل کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم سے امت اسلامیہ کو نفع بخشے! آمین

زیر نظر کتاب ان کے علمی مقام کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مولائے کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے بندہ عاجز کو اس گراں قدر علمی تالیف کی خدمت کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ اس کی تقصیر ولغزشوں سے درگزر فرمائے اور صواب اور درستگی کو درجہ قبولیت نصیب فرمائے! آمین۔

میں ازحد شکر گزار ہوں اپنے انتہائی مشفق، محسن اور مربی استاد مکرم جناب قاری محمد ابراہیم میر محمدی صاحب ﷾ اور محترم المقام قاری صہیب، احمد میر محمدی ﷾ کا کہ جن کی کاوشوں، محنتوں اور دعاؤں سے اور حوصلہ سے یہ ادنیٰ سی کاوش کے قابل ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، اور طباعت جیسے مراحل میں تعاون کرنے والے احباب محترم قاری غلام اللہ شارق صاحب، محترم اجمل طور صاحب اور محترم اورنگزیب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھائی کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کی کوششوں سے یہ علمی تالیف ترجمہ کے مراحل سے گزر کر قارئین کرام تک پہنچ سکی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے، میرے والدین، مؤلف، ناشرین، قارئین اور امت اسلامیہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور قرآن مجید کی خدمت کا ذریعہ بنائے! آمین ثم آمین۔

محمد احمد صدیق بن محمد صدیق
فاضل مدینہ یونیورسٹی
مدرس کلیۃ القرآن الکریم والتربیۃ الاسلامیۃ
البدر پھولنگر ضلع قصور

سوموار 31 جولائی 2017

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین، والعاقبة للمتقین، والصّلاة والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلٰی آلہ وصحبہ أجمعین أمّا بعد!

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے قرآن سکھایا، انسان کو پیدا کیا، اسے قوت گویائی نصیب فرمائی اور اپنے بندہ پہ کتاب فرقان کو نازل کیا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈرانے والے بن جائیں۔ درود وسلام اس کے بندے اور رسول جناب محمد ﷺ پہ جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ نمائی کرنے والا، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور آپ کو اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا روشن چراغ بنایا۔ جس نے لفظ (ضاد) کو فصیح نطق سے ادا کیا قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھا، اللہ تعالیٰ کسی شے کی آواز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جس توجہ سے اپنے نبی کی بہترین آواز کو قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہے۔ کیا آپ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے اس قول کو نہیں سنا؟ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، پس میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت آواز اور قراءت کسی کی نہیں سنی۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی یہ قراءت سنی:

﴿اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَیۡرِ شَیۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ﴾ (الطور : 35:52)

”کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟“

تو مجھے یوں لگا کہ میرا دل پھٹ گیا ہے۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے:

”قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا۔“ ❶

---

❶ بخاری: کتاب الأذان (194/1)، مسلم: کتاب الصلاة.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ آپ کے صحابہ کرام اور ائمہ اسلام پر راضی ہو کہ جنہوں نے آپ کی سنت کو اپنایا اور آپ کے طریقے اور نقشِ قدم پر چلے۔ پس ان سے بڑھ کر آپ کی عزت و توقیر کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی آپ کی سنت کی اتباع اور طور طریقے کو اپنانے میں کوئی ان کا ہمسر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی ترتیل و ترنم میں آپ کی اقتدا و پیروی کا اس قدر اہتمام کیا کہ آپ کی قرات سے اپنے دلوں کو جلا اور اپنے نفوس کو زندگی بخشی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خوبصورت آواز اور حسن لہجہ کے ساتھ قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے والوں کی ایک اچھی خاصی تعداد تھی جیسے ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن قیس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرھم۔

یقیناً اس امت نے الحمدللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھاما اور اپنے اسلاف کے عمل کو اپناتے ہوئے اس قرآن مجید کی خدمت کا بہت اہتمام کیا اور اس کی بہت زیادہ عظمت و توقیر کی، اس کے حفظ، تجوید و قراءت، ترتیل، حسن لہجہ اور خوبصورت تلاوت کا بہت اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے سینوں میں اٹھایا اور اسی کے ساتھ اپنے گلوں سے سریلی آواز کو بلند کیا، اپنی مجالس کو آباد کیا اور اس کے ہر گوشے کو اس کی اور اس کی تلاوت کی برکت سے منور کیا۔ وہ لوگ تو بعض سابقہ کتب کے اوصاف کی مانند تھے کہ ان کی انجیلیں ان کے سینوں میں تھیں۔ ❶

پس یہ قرآن باوجود زمانوں کے گزر جانے کے اس طرح عمدہ اور تروتازہ رہا جس طرح نازل ہوا، حفظِ الٰہی اور عنایت ربانی میں محفوظ رہا اور یہ اس کے اعجاز کا ایک پہلو اور اس کی عظمت کی ایک صورت ہے کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کی عبارت کو اس امت نے اسی طرح محفوظ رکھا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوا بلکہ اس کی قراءت بھی اسی طرح کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرماتے تھے۔

❶ ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے، دیکھیے: اتقان فصل 17۔ اور 185/1 طبع مصریہ 1974ء۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس جس طرح اس کی نص اور عبارت صحیح اور متواتر اسناد کے ساتھ درجہ کمال کی صحت کے ساتھ منقول ہے۔ اسی طرح اس کی قرأت کی کیفیت بھی صحیح اور متواتر سند کے ساتھ منقول ہے اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت یہ ہے کہ جب کبھی کسی خطہ میں مسلمانوں نے اس کتاب سے غفلت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت میں کسی دوسرے علاقہ کے لوگوں کو لگادیا پس ہمیشہ سے امت محمدیہ ﷺ میں ایسے لوگ قرآن عظیم کے لیے کام کرتے رہے جن کی بات کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

آج ہم الحمد للہ ہر لحاظ سے قرآنی ترقی کے دور کا مشاہدہ کر رہے ہیں، آج مشرق و مغرب کے بلادِ اسلامیہ میں آپ قرآن مجید کی تعلیم کے عروج کو دیکھ سکتے ہیں اور ہمارے ہاں بلاد حرمین، نجد، اور قصیم وغیرہ اور سعودی عرب کے اردگرد قرآن مجید کی تعلیم کا اہتمام پورے زور پہ ہے جس کی عملی شکل دیہاتوں اور شہروں کی مساجد میں حفظِ قرآن کے حلقات، وزارۃ المعارف کے تابع حفظِ قرآن کے مدارس اور پھر اسی سلسلہ مبارکہ کی کڑی اعلیٰ سطحی تعلیم کے لیے 1394ھ میں مدینہ یونیورسٹی میں کلیۃ القرآن الکریم والدراسات الاسلامیۃ کا قیام اور اُم القریٰ یونیورسٹی اور امام محمد بن سعود ریاض یونیورسٹی میں قسم القراء ات کا معرضِ وجود میں آنا ہے۔

پس میں نے بڑی شدت سے اس بات کو محسوس کیا کہ میں ایک ایسی کتاب مرتب کروں جس میں ابتدائی ضروری معلومات کو جمع کروں اور اس میں اہل فن کی اصطلاحات کی وضاحت کروں اور ان کے منہج اور طریقہ کو بیان کروں اور اس میں بعض اہم مسائل پر کلام کروں شاید کہ یہ عمل شوق رکھنے والوں کو قریب کرے، مبتدئین کے لیے معاون اور ماہرین کے لیے خوشخبری کا باعث بنے۔

پس میں نے اس کتاب کو مرتب کیا اور اس کا نام "سنن القراء ومناھج

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المجوّدین " رکھا۔ [1] اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہر محبِ قرآن کو خدمتِ قرآن اور شرعِ مستقیم پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور وہ ہمیں ایسا ہدایت یافتہ بنائے جو حق بات کہے اور اس کے مطابق انصاف کرے۔ (آمین)

کتبہ

ابو مجاہد ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری

المدینة المنورة

ذوالحجة ١٤١٠ھ

[1] جس چیز نے مجھے اس کتاب کو نشر کرنے کی طرف راغب کیا وہ شیخ بکر ابوزید کا عمدہ رسالہ (بدع القراء) ہے جس میں انھوں نے معاصر قراء کی بعض بدعات کو بڑے اچھے طریقہ سے بیان کیا ہے پس میں نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع کو سنن کے بیان کے ذریعے مکمل کر دوں تاکہ قراء اس کی اتباع کر سکیں پس یہ کتاب اس رسالہ کے ساتھ دو حقیقی بہنوں کی طرح ہے جو ایک دوسرے کو مکمل کرنے والی ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تمہید

القرآن الکریم

خاتم الرسل جناب محمد ﷺ پر نازل ہونے والی کلام کے بہت سے نام ہیں اور اس کے بہت سے اوصاف ہیں۔ کسی شے کے متعدد نام اور زیادہ اوصاف مسمی کے شرف اور موصوف کی عظمت وقدر کی دلیل ہیں۔

کلام اللہ کے مشہور ترین ناموں میں سے ''القرآن'' اور ''الکتاب'' ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ﴾ (الانعام : 19)

''اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تا کہ میں اس کے ذریعے تم کو اور جس کو یہ پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔''

اور فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی﴾ (الرعد : 31)

''اگر کسی قرآن (آسمانی کتاب) کے ذریعے پہاڑ چلا دیے جاتے، زمین ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاتی یا مردوں سے باتیں کروائی جاتیں۔'' (یعنی یہی قرآن ہی ہوتا)

اور فرمایا:

﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ﴾ (یوسف : 3)

''ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں کیونکہ ہم نے آپ کی طرف

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ قرآن وحی کے ذریعے نازل کیا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاسراء: 9)

"یقیناً یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو خوشخبری دیتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ (البقرۃ: 1)

"الم۔ اس کتاب (کے کتاب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں۔"

اور فرمایا:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (آل عمران: 3)

"جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (المائدۃ: 15)

"تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔"

اور فرمایا:

﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (الانعام: 92)

"اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے بڑی بابرکت ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔"

ان دونوں ناموں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں جمع کیا گیا ہے:

﴿الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الحجر: 1)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''الٓر ۔ یہ کتاب الٰہی اور کھلے اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔''

(القرآن) کا معنی ''المقروء'' یعنی پڑھی جانے والی کتاب ہے اور وہ اسم مفعول بمعنی مصدر کے فُعْلَانَ کے وزن پہ ہے جیسے رُجحان اور غُفران۔ اور اس کا مادہ (قرأ) ہے۔ جس کا معنی ہے ظاہر کرنا اور واضح کرنا۔ پس قاری قرآن مجید کو اپنے منہ سے ظاہر کرتا ہے۔ اس کو واضح کرتے ہوئے نکالتا ہے۔ اور یہ معنی اہل عرب کے اس قول سے ماخوذ ہے۔ ''مَاقَرأَتِ النَاقَةُ سَلاَّ قَطّ'' یعنی اونٹنی نے بچہ جنا نہ حاملہ ہوئی۔

پڑھنے والا قرآن کا تلفظ ادا کرتا ہے اور اس کو سناتا ہے، پس اسی سے اس کا نام قرآن رکھا گیا ہے۔ اس قول کو قطرب نے حکایت کیا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قراءت اس کے متعلق ہوتی ہے اور اس سے تلاوت ہوتی ہے یعنی اس کے بعض حصوں کی بھی قرأت کی جاتی ہے۔

بعض دوسرے اہل علم کا خیال ہے کہ اس کا معنی ہے جمع کرنا، ہروی کہتے ہیں: ہر وہ چیز جس کو آپ نے جمع کیا اس کو قرأت کیا۔

ابو عبید فرماتے ہیں: قرآن کو اس لیے قرآن کہتے ہیں کہ اس میں مختلف سورتیں جمع ہیں۔

راغب کہتے ہیں: قرآن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں سابقہ آسمانی کتابوں کے فوائد جمع ہیں۔ لیکن اس قول کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رد کرتا ہے:

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ (القیامۃ : 17)

''اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے پڑھنا) ہمارے ذمہ ہے۔''

پس جمع اور قرآن میں فرق کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا مادۃ قرأ ظاہر اور واضح کرنے کے معنی میں ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے: اس کو آپ کے دل میں زبانی جمع کرنا اور آپ کا زبان سے تلاوت کرنا ہمارے ذمہ ہے یعنی آپ کو اس کی تلاوت اور قرات کی تعلیم دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

لفظ (قرآن) کا استعمال قراءۃ کے معنی میں بھی ہے جیسے:

﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ (الاسراء : 78)

''اور فجر کا قرآن پڑھنا، بے شک فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔''

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ پر فجر کی قراءت لازمی ہے، کیونکہ فجر کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے یعنی فجر کی قرات کے وقت دن اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

زمخشری کہتے ہیں: ''وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ'' فجر کی نماز کو قرآن کہا گیا ہے جو کہ قرات ہے کیونکہ قرات رکن ہے جیسا کہ رکوع وسجود اور قنوت کو نام دیا گیا اور یہ ابن علیہ اور اصم کے قول کے خلاف دلیل ہے جو کہتے ہیں قراءت رکن نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء کا خیال ہے کہ القرآن اسم غیر مشتق ہے یعنی کسی شے سے نہیں بنا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کلام کا خاص نام ہے اسی لیے امام شافعی اس کو بغیر ہمزہ کے ادا کرتے تھے۔

میرا خیال ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اس لیے اس کو بغیر ہمزہ کے پڑھتے تھے کہ یہ اہل مکہ کی قرات ہے ابن کثیر مکی جو قراء سبعۃ میں سے ایک ہیں وہ اپنی قرات میں اس کو بغیر ہمزہ کے پڑھتے تھے اور ہمزہ قریش کی لغت بھی نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ بھی قریشی ہیں تاہم اس کا قراءۃ سے مشتق ہونا اس بات سے مانع نہیں کہ یہ اللہ کی کلام ہے جو کہ اظہار اور بیان کے معنی میں ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ یہ اسم مشتق ہے جو کہ علَم ہو گیا۔

اور اس بات میں یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہ کلام ایسی صفت سے متصف ہے کہ جو لوگوں کی زبانوں پر پڑھی جاتی اور تلاوت کی جاتی ہے بلکہ اس کی تلاوت باعث ثواب ہے۔

اسی طرح اس کے نام (الکتاب) میں کہا جاتا ہے کہ وہ بمعنی مکتوب ہے اور یہ خود قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ٥ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ﴾ (الواقعة : 77، 78)

''بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے جو کہ ایک محفوظ کتاب میں درج ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ پس کتاب کو مکتوب کے معنی میں بیان کیا گیا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے قلم کو قیامت تک ہونے والی ہر چیز کو لکھنے کا حکم نہیں دیا۔

پس جس طرح اس کلام الٰہی کی یہ خوبی ہے کہ یہ سینوں میں محفوظ پڑھی جانے والی کلام ہے، زبانوں پہ اس کی تلاوت عام ہے ایسے ہی یہ سطور میں لکھی ہوئی اور مصاحف میں منقول ہے۔

اس مقدمہ کا مقصد اس بات سے خبردار کرنا ہے کہ یہ قرآن اپنی عبارت، قراءت اور طریقہ ادائیگی کے ساتھ منقول ہے اس لیے اس کو صرف مصاحف میں لکھنا کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کو امت نے مشافہتاً قبول کیا ہے جس سے اس کی قرات اور ادائیگی کا طریقہ بھی معلوم کیا ہے کیونکہ ادائیگی اور تلاوت کی کیفیت بغیر سماع کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو کتابتِ قرآن کا حکم دیا جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

((لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا سِوَى الْقُرْاٰنِ .)) ❶

"مجھ سے سوائے قرآن مجید کے کچھ نہ لکھو۔" ☆

آپ نے یہ قرآن ان کو لکھوایا، کچھ کاتبین وحی خاص کیے جن میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بہت مشہور ہیں تاہم آپ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام کو یہ حکم ارشاد فرمایا کہ وہ ماہرین قرات سے تلقی بالمشافہ کی پوری کوشش کریں اور اس کی تلاوت اہل فن سے کریں۔ ان کو شمار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"قرآن مجید چار اشخاص سے پڑھو، عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔" ❷

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهد، حديث رقم: 2298.

☆ یہ حکم ابتدائی زمانہ رسالت کا تھا جب حفاظ وکاتبین کی کمی اور قرآن وحدیث کے اختلاط کا ڈر تھا جب یہ عذر ختم ہو گیا تو آپ نے کتابت حدیث کا بھی حکم جاری فرما دیا۔

❷ صحيح بخاري: فضائل القرآن، الفتح 46/9 .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور آپ نے فرمایا:

''جو چاہتا ہے کہ قرآن مجید کو اس کی اصل کیفیت میں پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن اُم عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی قرات پہ پڑھے۔'' ❶

آپ نے اپنے صحابہ میں چند چنیدہ لوگوں کا انتخاب کیا کہ وہ لوگوں کو مکمل یا کچھ قرآن پڑھائیں تا کہ لوگ اس کی ادائیگی اور کیفیت قرات میں ماہر ہوسکیں۔ پس امت نے انہی حضرات سے مشافہتاً قرآن مجید کو نقل کیا ہے۔

اگرچہ خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پانچ مصاحف لکھوائے اور مہاجرین و انصار کے اتفاق سے باقی کو جلا☆ کر مشہور مسلم ممالک کی طرف ایک ایک مصحف روانہ کیا جن میں مکہ، شام، کوفہ اور بصرہ ہیں تاہم قرآن مجید کو صرف مصاحف سے حاصل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مصحف غیر ناطق ہے اس سے کیفیتِ ادا اور طریقہ قرات کیسے ممکن ہوگا؟

لازمی بات ہے کہ یہ کیفیات اور صفات صرف سماع کے ذریعے ہی ممکن ہیں۔ خط چاہے کتنا عمدہ ہی کیوں نہ ہو کیفیات ادا سے عاجز ہے، اور یہی وجہ ہے کہ خلیفہ راشد نے صرف مصاحف بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر مصحف کے ساتھ ایک متقن حافظ اور مُقری کو بھی روانہ کیا اور آپ کا یہ انتخاب اس قدر دقت اور عمدگی سے تھا کہ جس سے آپ کا قراءت کے امور پہ ماہر ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

بلا شبہ آپ بنفس نفیس قراءت کے ائمہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔

پس اہل کوفہ کو قرآن پڑھانے والے ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ، اہل بصرہ کو ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ، اہل شام کو مغیرہ بن اَبی شہاب مخزومی اور اہل مکہ کو عبداللہ بن سائب بن ابی سائب مخزومی رضی اللہ عنہم تھے۔ جبکہ اہل مدینہ کو قرآن پڑھانے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔

پس اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان حضرات کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا

❶ امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ دیکھیے نمبر 4340/4255 طبع احمد شاکر۔

☆ مصاحف جلانے کی حکمت آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یا یہ لوگ پہلے سے ان شہروں میں قیام پذیر تھے اور ان کو انہوں نے اس کام پر مقرر کر دیا، مقصد یہی تھا کہ لوگ انہی قراء سے قراءت پڑھیں جیسا کہ لوگوں نے ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام اور آئمہ تابعین سے بھی قراءت اخذ کی۔ پس انہوں نے خط عثمانی کی موافقت کی اور علاوہ کو چھوڑ دیا، یہی پانچ علاقے اس وقت مسلمانوں کے مشہور شہر شمار ہوتے تھے اور یہی بعد میں علم وروایت کے مصادر، عدالت وسلطنت اور ثقافت وبہبود کے مراکز قرار پائے۔

یہاں کے رہنے والے ایسے عظیم قراء بنے کہ ان کی اقتدا کی جانے لگی جس بات پہ وہ متفق ہوئے وہ حجت ٹھہری اور جس کو انہوں نے قبول نہ کیا وہ مردود ومتروک ٹھہری، پس جب (قـراءة عـامة) کہا جاتا ہے تو صرف یہی مراد ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جب (قـراءة جماعة) کہا جاتا ہے تو انہی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

کبھی اس اصطلاح سے اہل علاقہ کی قراءت مراد لی جاتی ہے کیونکہ یہاں کے باشندے ان قرأت میں سے کوئی چیز چھوڑتے نہیں تھے۔ اور کبھی اس سے مراد صرف اہل مدینہ وکوفہ کی قرأت مراد ہوتی ہے۔ ان تمام اصطلاحات کو علم وبصارت رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں۔ ❶

پس اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اگر معاملہ اس طرح ہے کہ صرف مصاحف پہ اعتماد نا کافی ہے اور قراءات مقرئین سے مشافہتاً اور سماعاً قبول کی جائیں گی تو ان پانچ مصاحف کو لکھوانے کا کیا فائدہ جو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکھوا کر ان شہروں کی طرف روانہ کیے؟ ❷

تو ہم یہ جواب دیں گے کہ ان مصاحف کا مقصد بطور قانون اور مدون ضابطہ کے تھا جو لکھے ہوئے ہوں اور ثابت یا ناسخ ومنسوخ کے اختلاف کے وقت اور قرآن یا عدم قرآن بلکہ

---

❶ دیکھیے: "الإبانة عن معاني القراءات" ص 101۔

❷ یہ بھی روایت کیا جاتا ہے خلیفہ راشد نے سات مصاحف ارسال کیے جن میں ایک یمن اور دوسرا بحرین کی طرف اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو پھر ان دونوں کو وہ پذیرائی حاصل نہ ہو سکی جو دوسرے پانچ کو ہوئی جو مراکز علم کی طرف بھیجے گئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من قبیل التفسیر ❶ کے ہونے کے اختلاف کے وقت ان کی طرف رجوع کیا جا سکے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان مصاحف میں اس نص کو باقی رکھا ہے جو عرضہ اخیرہ (جبریل امین کے آخری دور) میں ثابت تھی اور اس کو انہوں نے منسوخ شدہ آیات اور اسی طرح صحابہ کرام کی تفسیری تعلیمات ،احکام اور اسباب نزول وغیرہ سے خالی کر دیا تھا کہ اگر یہ اسی طرح بعد والوں کے پاس پہنچ جاتے جو جلانے سے پہلے تھے تو ان حاشیہ جات سے قرات قرآنیہ کا وہم پیدا ہو جاتا۔ (یعنی ان کو قراءات سمجھ لیا جاتا)

پس مصاحف عثمانیہ خمسہ کا یہی فائدہ ہے کہ جب صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ مختلف روایات کسی علاقہ کے لوگوں کے پاس پہنچیں چاہے وہ صحیح سند کے ساتھ ہی ہوں تو ان روایات کو ان مصاحف پہ پیش کیا جائے اگر یہ مصحف امام کے موافق ہوں تو ان کو قبول کر لیا جائے ورنہ چھوڑ دیا جائے۔

یہی وجہ ہے کہ رسم مصحف متواتر قرأت کا اہم رکن قرار پایا۔ ابن جزری فرماتے ہیں۔

جو قرأت ہو وجہ نحوی کے مطابق
رکھتی ہو رسم عثمانی کی متابعت
سند صحیح ہے تو ہے قرآن
یہی تین ہیں قرأت کے ارکان
خلل جو آجائے ان ارکان میں
قرأت ہو گی شاذ چاہے ہو سات میں☆

❶ اس کی مثال ابن جریر کی روایت ہے کہ مصحف عائشہ میں (حافظو اعلی الصلوٰت والصلاۃ الوسطی وھی صلاۃ العصر) لکھا ہوا تھا۔ پس یہ روایت واضح کرتی ہے کہ (صلاۃ العصر) کی زیادتی جیسا کہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم میں ہے، تفسیر سے تعلق رکھتی تھی اور منسوخ حرف کی مثال براء ابن عازب کی روایت صحیح مسلم میں ہے کہ ﴿حافظوا علی الصلوٰت وصلاۃ العصر﴾ یہ آیت نازل ہوئی تو جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم اس کو پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ (مختصر)

☆ ابن جزری رحمہ اللہ کے اشعار کا ترجمہ شعری شکل میں ہی راقم کی طرف سے پیش کر دیا گیا ہے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسم کے احتمال سے ناظم کی مراد یہ ہے کہ وہ خط عثمانی کے موافق ہو چاہے بطور احتمال ہی ہو، صحت اِسناد سے ناظم کی مراد تواتر ہے لیکن نظم میں صحت کا حکم ذکر کیا ہے اگر ہم یہ کہیں ان کا ارادہ صحت سند کا ہے درجہ تواتر کا نہیں تو یہ بات مردود ہے اور عنقریب اس کا بیان آرہا ہے۔

باقی رہی بات نحوی وجہ کی مطابقت کی تو حقیقتاً یہ شرط نہیں بلکہ تحصیل حاصل ہے۔ پس جو قرأت سندِ تواتر سے خط عثمانی کے موافق ثابت ہو جائے اس کو نحویوں پہ پیش نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے نحوی استفادہ کریں گے چاہے وہ اس کو نہ ہی جانتے ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب 5

قرأتِ قرآن سیکھنے اور سکھانے میں نبی کریم ﷺ کا طریقہ

العرض والسّماع: سنانا اور سننا (گردان کرنا، دَور کرنا)

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو قرآن پڑھانے میں اس کا بہت اہتمام کیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے جبریل امین سے حاصل کرنے اور پڑھنے کا اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے سنا اور ان کے ساتھ دور کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِo إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُo فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُo ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُo﴾ (القیامۃ: 16 تا 19)

''(اے نبی) آپ قرآن کو جلدی (یاد کرنے کے لیے) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں اس کا جمع کرنا اور (آپ کی زبان) سے پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں، پھر اس کو واضح کر دینا ہماری ذمہ داری ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول کے وقت قدرے مشقت سے مشق فرماتے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِo إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُo فَإِذَا قَرَأْنَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُo﴾

''اس فرمان کو پڑھتے وقت آپ اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیں، اسے آپ کے سینے میں جمع کرنا اور آپ کا اس کو پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ غور سے سنیے اور خاموش رہیے۔﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ پھر ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو پڑھیں پس اس کے بعد جب جبریل علیہ السلام تشریف لاتے آپ غور سے سنتے، جب وہ چلے جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ایسا ہی پڑھ لیتے جیسا جبریل علیہ السلام آپ کو پڑھاتے۔ ❶

تو یہاں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بیانہ) کی تفسیر تجوید کے ساتھ پڑھنے کے ساتھ کی ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ قراۃ لغت میں اصلاً اظہار و بیان کے معنی میں ہے۔ ان سے اس کے علاوہ بھی تفسیر منقول ہے جیسا کہ ابن جریر نے ان سے فرمایا﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ حلال وحرام کی وضاحت کرنا۔ یہی تفسیر عطیہ عوفی اور قتادہ سے مروی ہے۔ ❷

پس ابتدائی زمانہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا جاتا تو آپ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرات کرنے میں گویا تنازع کا معاملہ فرماتے اور اس کو پورا کیے بغیر نہیں رکتے تھے اور یہ سب کچھ جلدی حفظ کرنے کی غرض سے ہوتا تا کہ وحی سے کوئی چیز رہ نہ جائے جیسا کہ حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اور سورہ طٰہٰ کی آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طٰهٰ: 114)

''وحی مکمل ہونے سے پہلے آپ اس قرآن کے ساتھ جلدی کا معاملہ نہ کیجیے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ قیامہ کی ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید حاصل کرنے کا طریقہ اور اس کو سیکھنے کا ادب سکھایا کہ آپ صبر سے بالغور سنیں اور جبریل علیہ السلام کی قرات ختم ہونے تک خاموش رہیں۔ اس وقت مراد صرف حفظ کرنا نہیں بلکہ قراءت کے حصول اور اس کی صفت و ادا کی کیفیت کو سیکھنا بھی ہے۔

❶ البخاری: بتصرف فتح الباری۔ 29/1.

❷ تفسیر ابن جریر: 117/29 طبع بولاق 1329ھ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر امام کرمانی تعلیقاً فرماتے ہیں (وقرآنه) یعنی آپ کو اس کا پڑھانا یہاں قرآن سے مراد قرات ہے نہ کہ کتاب جو بطور اعجاز محمد ﷺ پر نازل کی گئی یعنی یہ مصدر ہے نہ کہ کتاب کا نام۔ ❶

قلتُ :.....ان آیات میں تین باتیں ہیں۔

① قرآن مجید کی نص کو حفظ کرنا اور اس پر یہ فرمان ہے ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ یعنی آپ کے سینے میں اس کو جمع کرنا تا کہ آپ اس کی نص کو حفظ کر سکیں۔

② قراءت، اس کی کیفیت اور ادائیگی کا طریقہ اور اس کی طرف اشارہ اس فرمان میں ہے (وقرآنه) یعنی اس کی قرات کا سکھانا بھی ہم پہ ہے۔ پس ''القرآن'' یہاں مصدر ہے جو کہ قراءت کے معنی میں ہے علَم نہیں۔

③ قرآن مجید کے علم وعمل کی معرفت۔ اس کی طرف اشارہ اس فرمان میں ہے: ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ یعنی اس کے حلال وحرام کی تعلیم دینا بھی ہم پر اس طرح ہے جیسا اس کی قراءت کا سکھانا۔

امام بخاری و مسلم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور جب آپ رمضان میں جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے تو سب سے زیادہ سخاوت فرماتے، ہر رات رمضان میں جبریل علیہ السلام سے دور کرتے پس رسول اللہ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔ یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں۔ ❷

امام عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (فيدارسه) المدارسة سے باب مفاعلہ ہے جو کہ دَرَسَ سے ہے اور وہ جلدی قرأت کرنے کے معنی میں ہے۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی قرأت ہے ''وَلِيَقُولُوا دَارَسْتَ'' یعنی آپ یہودیوں پہ پڑھتے ہیں اور وہ آپ پہ پڑھتے ہیں پس چونکہ نبی کریم ﷺ جبریل علیہ السلام کو اور وہ آپ کو سناتے تھے۔

❶ شرح كرماني على البخاري :47/1.
❷ فتح الباري :1/ 30

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ قراء حضرات کا معمول ہے وہ ایک دوسرے کو ایک ایک پارہ سناتے ہیں تو لفظ (مـــدارسة) لایا گیا ہے یا پھر ممکن ہے کہ وہ دونوں قرآن مجید کو اکٹھا پڑھتے ہوں کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ باب مفاعلہ میں دو کی شراکت ہوتی ہے۔ ❶

قلتُ:...... یہاں صحیح بخاری کے الفاظ میں (فیدارسه) ہے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بخاری شریف کے فضائل القرآن میں روایت ہے آپ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے اس سال مجھے دو مرتبہ قرآن سنایا ہے'' جس کا مفہوم یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام قرآن سناتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے پھر آپ سناتے اور جبریل علیہ السلام سنتے اس بات پر ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بخاری میں فضائل القرآن کی روایت ہے ''جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر سال ایک مرتبہ قرآن سناتے تھے جس سال آپ رخصت ہوئے اس سال دو مرتبہ سنایا۔

فضائل قرآن میں ایسے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بخاری میں ہے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے کاموں میں بہت زیادہ سخی تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ رمضان میں فرماتے کیونکہ جبریل رمضان کی ہر رات آپ سے ملاقات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے اور آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔ ❷

خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کے حصول میں یہی طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو قراء کرام کا معمول اور طریقہ ٹھہرا جس کو عرض وسماع کا نام دیا جاتا ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے مشـافهتـًا قرآن مجید پڑھا۔ پہلے آپ نے جبریل سے سنا جیسا کہ سورہ قیامہ کی آیات دلالت کرتی ہیں اور مذکورہ بعض روایات بھی اور پھر آپ نے جبریل علیہ السلام کو سنایا جیسا کہ احادیث کا بقیہ حصہ دلالت کرتا ہے۔

---

❶ عمدۃ القاری: 57/1.

❷ مسلم مع النووی: 68/10.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسنادِ قراءت کے سلسلہ کی انتہا

جبریل علیہ السلام صرف اللہ تعالیٰ کے پیغام رساں ہیں تو انھوں نے حکیم وخبیر ذات سے کیسے قرآن مجید کو حاصل کیا؟ اہل تعطیل ملک العلام (اللہ تعالیٰ) کی صفت کلام کو ماننے سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور کہتے ہیں جبریل علیہ السلام نے لوح محفوظ سے قرآن کو نقل کیا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ قرآن لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ○ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ○ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ○﴾ (الواقعة : 77 تا 79)

”بے شک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔“

پس کتاب مکنون سے لوح محفوظ ہی مراد ہے۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جب بھی وحی کا ارادہ کیا تو اس قرآن مجید کا تکلم فرمایا جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت، بخاری میں اس کی دلیل ہے۔ ”جب اللہ تعالیٰ آسمان پہ کسی بات کا فیصلہ فرماتے ہیں تو اطاعت وفرماں برداری میں فرشتے اس کو نافذ کرنے کے لیے اپنے پردں کو حرکت دیتے ہیں گویا کہ زنجیر کے چٹان پہ گھسنے کی آواز ہو پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا حکم دیا جس سے پوچھتے ہیں وہ کہتا ہے حق فرمایا اور وہ علیِّ کبیر ذات ہے پس اس کو غور سے کان لگا کر سننے والے چوری کی کوشش کرتے ہیں سفیان نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے ان کی کیفیت کی طرف اشارہ کیا............الحدیث [1]

[1] البخاری :کتاب التفسیر 28/6، طبع استنبول 1315ھ-.

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی حاتم ❶، ابن جریر ❷ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ ❸ نے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ جب وحی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا تکلم فرماتے ہیں اور جب کلامِ وحی کا ظہور ہوتا ہے تو خوف خدا سے آسمانوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، جب اہل آسمان اس کو سنتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں سب سے قبل جبریل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت وارادہ کے مطابق جبریل علیہ السلام سے وحی کا کلام کرتے ہیں۔'' ❹

تب یہ بات ثابت ہوئی کہ جبریل علیہ السلام امین وحی ہیں اور انہوں نے قرآن مجید اللہ تعالیٰ سے سن کر حاصل کیا، پس سلسلہ سماع کی انتہا مقام الوہیت پہ ہوئی تو یہ کس قدر عظمت وجلالت والا سلسلہ ہے!

اسی تعظیم کے پیش نظر حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے حفص بن سلیمان کوفی کے طریق سے اپنی سند کو ''معرفة القراء'' میں ذکر کیا ہے جو کہ رب العالمین پہ ختم ہوئی ہے۔ ❺

اور یہی ابن جزری رحمہ اللہ کی کلام کا مطلب ہے جو انہوں نے مقدمہ میں کہی:

چونکہ اس کو اللہ نے ہے نازل کیا
اور یوں ہی اس سے ہے ہم تک پہنچا

یعنی تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی قرآن کو نازل فرمایا ہے۔

یہ چند باتیں ہم نے سورہ قیامہ کی تفسیر میں بھی ذکر کی ہیں۔ پس تجوید قرآن ایک جلیل القدر سلسلہ کے ذریعے ہم تک اللہ تعالیٰ سے حاصل شدہ ہے، طریقہ ادا اور قراءت کی کیفیت سے ہم یہی تجوید ہی مراد لیتے ہیں لہٰذا تجوید القرآن کی اصطلاحی تعریف یوں ہوگی: قرآن مجید کو اس کیفیت وادائیگی کے ساتھ پڑھنا جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھا ہے۔

❶ تفسیر ابن کثیر: 537/3۔ ❷ تفسیر ابن جریر: 63/22 طبع بولاق 1329ھ۔
❸ تفسیر ابن کثیر: 537/3۔ ❹ ابن کثیر تفسیر: سورة سبا، 537/3۔
❺ معرفة القراء الکبار: ترجمہ حفص رحمہ اللہ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید سے علم وعمل کا حصول

نبی کریم ﷺ کے طریقہ مبارکہ میں سے یہ تھا کہ آپ قرآن کی تعلیم کے وقت اس کو مختلف حصوں میں تقسیم فرماتے۔ جس کو تعلیم دیتے پانچ آیات سے زائد نہ دیتے اور بعض روایات میں دس آیات کا ذکر ہے پس وہ آپ سے نص قرآنی مع صفت وکیفیت ادائیگی سیکھتے اور ساتھ ساتھ علم وعمل دونوں سے بہرہ ور ہوتے۔ ❶

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابو العالیہ ❷ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

''قرآن مجید کی پانچ پانچ آیات سیکھو نبی کریم ﷺ پانچ پانچ آیات ہی سیکھتے تھے۔'' ❸

ابن سعد نے طبقات میں ❹ اور ابن أبی شیبہ نے مصنف میں ❺ ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے یہ قرآن ان ہستیوں سے سیکھا ہے جو کہتے ہیں کہ

---

❶ اسی بنیاد پہ ہمارے لیے بہتر ہے کہ ہم تحفیظ القرآن کا منہج مقرر کریں ابتدائی طالب علم کو صرف حفظ وتجوید پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کچھ نہ کچھ تفسیر اور فقہ آیات کو بھی حاصل کرے اور یہ اس کے مرحلہ تعلیمی کے مطابق ہونا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ پانچ یا دس آیات مقرر کرے اور ایک ہی وقت میں حفظ، تجوید، تفسیر اور فقہ کے علوم کو حاصل کرے یہ حفظ نصوص میں پختگی کا ذریعہ ہے۔ امید ہے کہ جو اس منہج نبوی ﷺ کا اہتمام کرے گا اس کے عمل میں برکت پیدا ہوگی۔

❷ ان کا نام رفیع ہے قبیلہ بنی لوئی کی شاخ بنی ریبوع کی ایک عورت کے غلام تھے، خلافت ابوبکر کے دو سال بعد اسلام لائے 93ھ میں فوت ہوئے بصرہ کے کبار تابعین میں تھے۔ (مشاهير علماء الامصار۔ ابن حبان ص90)

❸ مصنف ابن ابی شيبة: 10 / 461۔ ❹ طبقات ابن سعد: 6 / 172۔

❺ المصنف: 10 / 460۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم دس آیات سے تجاوز نہ کرتے تھے جب تک ان آیات کے مسائل سے آگاہی نہ ہو جاتی۔
پس ہم قرآن اور اس پر عمل بیک وقت سیکھتے اس قرآن کے وارث ہمارے بعد ایسے افراد ہوں گے جو اس کو پانی کی طرح پئیں گے لیکن یہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہ کرے گا بلکہ انہوں نے گلے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا یہاں سے تجاوز نہ کرے گا۔

امام حاکم نے اپنی مستدرک میں، ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ ❶ کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک اگلی دس آیات نہ سیکھتے جب تک پہلی دس آیات کے احکام نہ سیکھ لیتے۔'' ❷

پس یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنی تعلیم و تعلم میں منہج ہے کہ متعلم علم و عمل دونوں کو حاصل کرے اس لیے انہوں نے مکمل قرآن مجید حفظ نہیں کیا جب تک اس کے علم و عمل سے واقف نہیں ہوئے بلکہ وہ قرآن کا تھوڑا تھوڑا حصہ یاد کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ کو مکمل قرآن یاد کرنے میں کافی عرصہ لگا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سورہ بقرہ آٹھ سال میں سیکھی جب اس کو مکمل کیا تو ایک اونٹ ذبح کیا۔ ❸

پس اس سے یہ بات بھی ہمارے لیے واضح ہوتی ہے کہ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی وقت میں بہت کم صحابہ نے قرآن کو جمع کیا اور بہت کم نے اس کے بقیہ تمام حروف یعنی 'قراءات منزلۃ کو جمع کیا بلکہ یہ ان کے سینوں میں محفوظ تھیں۔ بہت شاذ و نادر ہے کہ کسی نے تمام

❶ ان کا نام عبداللہ بن حبیب ہے۔ دانی کہتے ہیں انہوں نے عثمان، علی، ابن مسعود، زید بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے عرضًا قراءۃ حاصل کی اور ان سے عاصم بن ابی نجود، یحییٰ بن مرتاب، عطاء بن سائب، شعبی اور اسماعیل بن خالد وغیرہ نے پڑھا حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کو سنایا، 74ھ میں فوت ہوئے۔ (مشاهير علماء الأمصار: ص 102، معرفة القراء الكبار 52/1۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے خود اسی طرح قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ (مختصر الطبقات: 172/6)

❷ المستدرك: 1/ 557.

❸ الموطا: 205/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حروف کو جمع کیا ہو۔

لہٰذا پڑھانے والے کو چاہیے کہ طالب علم کے لیے چند آیات کا تعین کرے اور اگر اس میں اہلیت زیادہ ہے تو پانچ یا دس سے زائد کا تعین بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ پہ قرأت کی یہاں تک کہ وہ اس آیت کریمہ تک پہنچ گئے ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ اور یہ آیت سورۃ نساء کی اکتالیسویں آیت ہے۔ ❶

---

❶ صحيح بخاری فضائل القرآن: 113/6، طبع استنبول ۔ دیکھئے مسند احمد بن حنبل، تحقيق احمد شاکر، نمبر: 3662 / 4255 / 4340.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی مختلف قراءات کو سیکھنا

رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کو سات حروف ❶ کے ساتھ پڑھا یعنی سات پڑھی جانے والی قراءات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی امت پر رخصت و وسعت کے طور پر قبول کیا اور یہ قرآن مجید کے اعجاز کا ایک پہلو بھی ہے۔ یہ قراءات جس طرح الفاظ اور طریقہ ادا میں مختلف ہیں ایسے ہی اپنے معانی میں بھی مختلف ہیں۔ ان قراءات کا نزول فتح مکہ کے بعد ہوا جب عرب کے قبائل مختلف زبانوں اور لہجوں کے ساتھ دین میں فوج درفوج داخل ہوئے۔ اس سے قبل قرآن مجید ایک حرف پہ تھا جو کہ لغت قریش اور ان کے لہجہ کے مطابق تھا۔ حتیٰ کہ حروف سبعہ کے نزول کے بعد بھی قرآن مجید کا اکثر اور معظم حصہ ایک وجہ پہ ہی رہا اس کو قراء کی زبان میں (مواضع الاتفاق) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کا بعض حصہ ایک، دو سے سات حروف تک میں نازل ہوا اور اس کا نام (مواضع الاختلاف) رکھا گیا ہے۔ ❷

یہ مقامات اکثر و بیشتر لغات عرب اور ان کے فصیح لہجات کے مطابق ہیں البتہ قرآن مجید کا معظم حصہ قریش کی لغت اور ان کے لہجہ کے مطابق ہے۔

چونکہ یہ حروف قرآن مجید کے ان پڑھنے والے قراء کی آسانی کے لیے تھے جو خود مختلف لغات اور لہجوں کے حامل تھے، لہٰذا نبی کریم ﷺ ہر عربی دان کو اس کے نازل شدہ لہجہ کے

❶ حرف لغوی طور پر وجہ کو کہتے ہیں جو قراءۃ کے معنی میں ہے۔ صحابہ کرام اس اصطلاح کو قراءۃ کے مرادف ہی استعمال کرتے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ''میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۃ فرقان پڑھتے ہوئے سنا وہ اس کو حروف کثیرہ پر پڑھ رہے تھے'' یعنی قراءات کثیرۃ پر۔ وہ کہتے تھے حرف زید، حرف اُبی، حرف ابن مسعود رضی اللہ عنہم، ان سب سے مراد ان حضرات کی قراءات تھیں جو وہ روایت کرتے تھے پس قراءات کی ان کی طرف نسبت حدیث کی اس کے راوی کی طرف نسبت کی طرح ہے۔

❷ یہی علم قراءات کا موضوع ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مطابق پڑھاتے تھے۔ یا جو اس کے لہجہ کے قریب ہوتا۔ کیونکہ اصل عرب کے لیے اپنے لب ولہجہ سے دوسرے میں منتقل ہونا اس قدر گراں اور مشکل تھا جس طرح پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانا مشکل ہے بلکہ شاید پہاڑ کا منتقل کرنا اس قدر مشقت کا باعث نہ ہو۔ جیسا کہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ ❶

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ نازل شدہ حروف مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں میں محفوظ تھے اور بعض دفعہ ان کے مصاحف میں لکھے ہوئے بھی تھے۔ تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے اہل فقہ اور اہل علم وفضل کے اعتبار سے کبار صحابہ کا انتخاب فرماتے جو کہ بعد میں لوگوں کو ایک سے زائد حرف پہ قرآن پڑھانے میں امامت کے درجہ پہ فائز ہوئے ان کو آپ ایک سے زائد حرف پہ قرآن پڑھاتے تاہم بعض کو تمام حروف پڑھانے کے لیے خاص فرمایا انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآن کو جمع کیا ہے، یعنی تمام منزلہ حروف کو حفظ کیا ہے۔ ❷ جیسے ابی بن کعب، زید بن ثابت، خلفائے اربعہ، معاذ بن جبل، عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابوالدرداء اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم وغیرھم۔

اور کبھی کبھار آپ نے بعض صحابہ کو وہ حروف سکھائے جو دوسروں کو نہ سکھائے جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۃ فرقان کی تلاوت ان حروف پہ کرتے ہوئے سنا جو انہوں نے نہ سیکھے تھے پس قریب تھا کہ وہ انہیں نماز میں ہی پکڑ لیتے...... الخ۔ دونوں نے باوجود قریشی ہونے کے اختلاف کیا۔

❶ تأويل مشكل القرآن: ص30 .

❷ اسی سے انس رضی اللہ عنہ کی بات سمجھ آتی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کس نے قرآن جمع کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: چار اشخاص نے اور وہ سب انصار ہیں: اُبی بن کعب، معاذ بن جبل، زید، ابوزید، ان کا یہ قول بھی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو سوائے چار لوگوں کے کسی نے قرآن کو جمع نہیں کیا اور ابی بن کعب کی جگہ ابودرداء کا نام ذکر کیا، تو اس سے مراد یہی ہے کہ انہوں نے تمام نازل شدہ حروف کو حفظ کیا۔ (المرشد الوجيز ص 39) (مختصر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ بعض دفعہ کسی صحابی کو اس کی لغت اور لہجہ سے ہٹ کر دوسرے حرف پہ قرآن سکھاتے جو دوسرے صحابی کو نہ سکھایا ہوتا۔ ❶

اس جیسا ہی مسئلہ شروع شروع میں ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان بھی پیش آیا۔ اُبی رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود کو وہ قراءت کرتے ہوئے سنا جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نہ سیکھی تھی۔ ❷

تاہم تمام صحابہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حفظ قراءت میں سبقت لے گئے۔ یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُبی رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں لیکن جہاں ان سے تقصیر سرزد ہوتی ہے وہاں ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اُبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا میں اسے چھوڑنے والا نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (البقرة: 106)

''جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں۔'' ❸

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد اس سے یہ ہے کہ اُبی رضی اللہ عنہ ان حروف کو چھوڑنے والے نہیں جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سیکھے، وہ ان کے نسخ کو تسلیم نہیں کرتے جبکہ عمر رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں

---

❶ اس طریقہ کو قراء نے اختیار کیا ہے: نافع بن ابونعیم مدنی نے ورش کے لیے جو مخصوص کیا، وہ حفص نے نہ پڑھا تھا۔ اور حفص نے عاصم سے جو پڑھا وہ شعبہ نے نہ پڑھا، جب انہوں نے اختلاف کیا تو عاصم نے حفص سے کہا، میں نے تجھے وہ پڑھایا جو مجھے ابوعبدالرحمن سلمی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پڑھایا، اور ابوبکر (شعبہ) کو میں نے وہ پڑھایا جو مجھے زر بن حبیش نے عبداللہ بن مسعود سے پڑھایا۔ (معرفة القراء الكبار للذهبي 92/1)

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضائل القرآن۔ 561/1 - ابن جرير في مقدمه تفسير 42/1۔

❸ البخاري فضائل القرآن۔ فتح الباري: 47/9

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان سے اختلاف کرتے ہیں تو اس سے یہ ظاہر ہوا کہ ابی رضی اللہ عنہ ان حروف کو بھی باقی رکھے ہوئے تھے جو کتابت کے وقت مصحف میں نہ لکھے گئے۔ ❶

❶ دیکھیے العینی علی البخاری (28/20) عینی کہتے ہیں: لحن القول فحواہ مضمون کلام میں غلطی کرنا۔ ہروی کہتے ہیں اللحن حاء کے سکون کے ساتھ لغۃ غلطی کے معنی میں ہے اور فتح کے ساتھ مہارت کے معنی میں ہے۔ (وأبي يقول) جملہ حالیہ (لشئ) یعنی ناسخ کو اور اُبی رضی اللہ عنہ نسخ قرآن کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ سے نسخ کا استدلال کیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قراءات کو جمع کرنا

نبی کریم ﷺ جب صحابہ کو مختلف قراءات پڑھاتے تو کیسے پڑھاتے تھے؟ کیا ایک ہی وقت میں ایک آیت کی قراءات کو جمع فرماتے یا تمام قراءات کا الگ اہتمام فرماتے جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے؟

جمع قراءات کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک آیت پڑھیں اور اس کے مقام اختلاف کو تمام قراءات کے ساتھ لوٹائیں یا شروع آیت سے یا حرف اختلاف کی جگہ سے۔

حدیث مدارسہ (آپ ﷺ کا جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور کرنا) سے (جمع) کی دلیل پکڑنا ممکن ہے آپ ﷺ کا فرمان (جبریل علیہ السلام ہر سال مجھے ایک مرتبہ قرآن سناتے ....) یعنی ایک مرتبہ مکمل قرآن ختم فرماتے اور اس ختم میں صاف ظاہر ہے کہ جتنا پہلے نازل ہو چکا ہوتا بشمول مختلف قراءات کے سب دہراتے کیونکہ یہ قراءات بھی قرآن ہیں ان کو اس گردان سے خارج کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اس گردان کا مقصد آپ کو نازل شدہ کی یاددہانی تھا۔ ان قراءات کو چھوڑ کر صرف نص قرآنی کی دہرائی اور یاددہانی کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر ان کو دہرانے اور یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: مختلف قراءات کو ایک ہی موضع اختلاف میں دہرانے کی کیا کیفیت تھی جب کہ آپ قرآن مجید بھی ایک مرتبہ ہی ختم فرماتے تھے؟

تو یہ جمع حروف کے ذریعے ہی ممکن ہے یعنی ان قراءات کو اس جگہ پہ دہراتے برابر ہے کہ یہ صرف اختلاف کی جگہ پر ہو یا آیت کریمہ کو شروع سے لوٹانے کے ساتھ ہر ایک کا ان میں سے احتمال ہے اور دونوں ہی معمول بہ ہیں۔ کسی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ملتی، تاہم ہمارے لیے اس قدر کافی ہے کہ (جمع قراءات) اصلاً نبی کریم ﷺ کی سنت سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے۔ ❶

پھر صحیح احادیث سے بعض ایسے واقعات کا رونما ہونا بھی ثابت ہے جہاں صحابہ کرام سے مختلف قراءات قرآنیہ کا پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورۃ فرقان کی ہشام بن حکیم بن حزام سے مختلف قراءات نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ سورۃ فرقان کی تلاوت ان حروف پہ کررہے تھے جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے۔ ❷

اور ایسے ہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کا حال بیان کرتے ہیں۔ ان کا نام صحیح حدیث میں ذکر نہیں کرتے ''ایک شخص داخل ہوا اس نے نماز پڑھائی اور ایسی قراءت کی کہ جس کو میں نہیں جانتا تھا'' ❸ ابن جریر نے ان کا نام ذکر کیا ہے۔ ❹

میں یہ کہوں گا کہ اگرچہ ان صریح روایات میں اس بات کا ذکر نہیں کہ وہ مختلف قراءات کو جمع کرتے تھے تاہم اس سے کوئی چیز مانع بھی نہیں۔ ❺

لیکن مختلف حروف کو ایک آیت کریمہ میں جمع کرنے میں صحابہ کا معاملہ جمع کی حد تک ہے۔ اسانید وطرق سے صرفِ نظر کیوں کہ اسانید وطرق کا وجود صحابہ کے بعد ہے۔ جب طرق واسانید کا سلسلہ چل نکلا تو پھر جمع ایک اور معنی کے لیے استعمال ہونے لگا، روایات کو

---

❶ حتی کہ آخری دور سے بھی یہ استدلال کیا جاتا ہے کیوں کہ موضع اختلاف بعض دفعہ دو سے زائد وجوہ پہ ہوتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ آپ نے انفرادی طور پر ہر قراءات کو لوٹایا ہو۔ اب جو شخص اس استدلال کو تسلیم نہیں کرتا وہ دو چیزوں کو مستلزم ہے یا تو وہ اقرار کرے کہ یہ مختلف قراءات آپ کے آخری دور میں شامل تھیں تو پھر بتائے کہ آپ نے ان کو کیسے پڑھا، یا پھر یہ کہے کہ داخل نہیں تھیں تو یہ قول اس بات کو لازم ہے کہ قرآن کا بعض حصہ اس سے ساقط ہو گیا تھا جب کہ صحابہ کے مصاحف پہ قراءات لکھی ہوئی تھیں اور اس کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان کے مصاحف پہ یہ ثابت ہیں جو عرضہ اخیرہ یعنی آخری دور کے موافق لکھے گئے ہیں۔

❷ بخاري فتح الباري: 23/9 . ❸ مسلم : 561/1 .

❹ ابن جرير مقدمه: 42/1 .

❺ سورۃ فرقان میں بہت سی قراءات ہیں بعض جگہوں میں دو بلکہ پانچ تک قراءات ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان کو جمع کیا ہے۔ فتح: 33/9

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت و درست لکھنا اور اسانید وطرق کو پاک صاف کرنا۔

ان طرق واسانید کی کثرت ہی مجبوری ہے ورنہ متقدمین کے حوصلے اور ہمتیں بہت بلند تھیں ان کے ہاں جمع کا تصور بھی نہیں وہ تو قراء اتِ افراد کے حصول میں لپکتے تھے تا کہ اتقان اور تمام روایات کا استیصاب (اکمال) ہو سکے حتی کہ استاد ابوالحسن علی بن عبدالغنی مصری قیروانی ❶ نے اپنے شیخ ابوبکر قصری ❷ سے قراء ات سبعہ نوے مرتبہ قرآن ختم کر کے پڑھیں۔ ہر مرتبہ دوسری قرات میں ختم فرماتے اور یہ عمل دس سال کے عرصہ پر محیط ہے اس کی طرف اپنے قصیدہ میں اشارہ فرماتے ہیں: ❸

قراء ات کے مشائخ کا میں کرتا ہوں ذکر

ابتدا میں ہیں ان کے امام ابوبکر

پڑھی ان پہ قرات سبعہ نوے بار میں

بارہ سال کی عمر میں مکمل کی دس سال میں

افرادِ قرات اَخذ کا طریقہ پانچویں صدی تک جاری رہا جو کہ دانی ، اہوازی اور ہذلی کا زمانہ ہے یہاں تک کہ ایک ہی ختم میں جمع قراء ات کا ظہور ہوا جو آج تک جاری ہے۔ ❹

حافظ ابن جزری فرماتے ہیں: بعض آئمہ اس طریقہ کا ناپسند جانتے تھے کیونکہ یہ سلف کا طریقہ نہیں لیکن اب اسی پہ عمل ہے اور اس کو اقرار اور تلقی بالقبول حاصل ہے۔ ❺

میں تو یہ کہتا ہوں کہ آج کے زمانہ میں اس کی اشد ضرورت ہے ہمتیں کم اور عزائم کمزور

❶ ابواسحاق ابراہیم مصری کے خالہ زاد ہیں جو زھرالآداب کے مصنف ہیں اور ابوالحسن قراءت کے ماہر استاد ہیں طنجہ مقام پر 468ھ میں فوت ہوئے۔ غاية النهاية: 550/1 ، ترجمه 2249

❷ جامع قیروان کے امام ہیں۔ ابن جزری نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے حالات نہیں لکھے۔ غـاية الـنـهـاية 185/1:

www.kitabosunnat.com

❸ النشر :194/2 اور لطائف الارشادات: 335/1

❹ ایضاً.

❺ النشر :195/2۔ غيث النفع صفاقسي (على هامش سراج انصاری) ص10۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں طلباء میں سے کون ابوالحسن کی طرح دس سال صبر کرے گا وہ تو اس سے کم پہ بھی صبر نہیں کر سکتے یعنی سبع کا طالب چودہ مرتبہ ختم کرے اور عشرہ کا طالب بیس مرتبہ ختم کرے۔

بعض مشائخ اپنے طلباء کو اس بات کا اہتمام کرواتے تھے جو سبعہ پڑھنا چاہتا ہے، وہ اکیس مرتبہ ختم کرے اور جو عشرہ پڑھنا چاہتا ہے، وہ تیس مرتبہ ختم کرے یعنی ہر راوی کی قرأت اور پھر ہر دو راوی کو ان کے شیخ کے ساتھ ایک ختم میں مکمل کرے۔

جمع قراءات کے ساتھ قرآن کو نماز اور غیر نماز میں پڑھنے اور اخذ کرنے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔ قاری کے لیے جائز ہے کہ وہ خلوص نیت، ارادے کی سلامتی اور فساد کا ڈر نہ ہونے کی صورت میں جمع کر لے ❶ کیونکہ یہ چیز اس رخصت کے عموم میں داخل ہے۔ (فَاقْرَؤا مِنْهَا مَا تَيَسَّر) جہاں سے آسان لگے اس کو پڑھو یعنی ان حروف منزلہ میں سے جو آسان لگے اس کو پڑھو اور یہ جمع بھی ایک آسانی ہے بلکہ آج تو یہ افراد سے زیادہ آسان ہے۔ بلکہ تعلیم و تعلم کے وقت تو اس کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اسی کو اختیار کرنا اور اسی کی طرف رجوع کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اس کے انکار کرنے والے کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے کیونکہ آئمہ سے اس کو تلقی بالقبول حاصل ہے، انہوں نے اس پر عمل بھی کیا ہے حتیٰ کہ افراد کو راجح کہنے والے اور جمع کا انکار کرنے والے نے بھی اس پہ عمل کیا ہے جیسا کہ صفاقسی۔ اور اس بات کی دلیل ان کا جمع کی کیفیت، اس کے آداب اور اس میں قراء کے مذاہب کو بیان کرنا ہے، ❷ البتہ بہتر یہی ہے کہ افراد یا جمع کا اختیار مقری کو قرات حاصل کرنے والے کی اہلیت و استعداد کے مطابق کرنا چاہیے۔

❶ ان شروط سے ہمارا قصد ان قراء کا خروج ہے جو عوام و جماہیر کے سامنے نشریات پر جمع کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اور ان سے داد وصول کرتے ہوئے ان کے جذبات پر حملہ کرتے ہیں پس ایسے قراء اور سامعین سے فرمان نبوی کے مطابق ''ان کے دل اور ان سے متاثرین کے دل فتنہ میں ہیں۔'' کا ڈر ہے۔ پس جہالت کی بنا پہ ایسے افراد سے جمع قراءات کے انکار کا ڈر ہوتا ہے، جو کہ ایک مفسدت ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ (مختصر)

❷ اصول ان قراءات کو کہتے ہیں جو اصل کے تحت داخل ہوتی ہیں اور فرش سے مراد وہ قراءات جو ایک اصل کے تحت نہیں ہوتیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعض مشائخ جب تک طرق وروایات کی معرفت اور افراد قراء ات میں اتقان پیدا نہ ہو جاتا جمع کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ پس کمال ضریر ❶ جو کہ امام شاطبی کے بہنوئی ہیں، نے جب ان پر قراء ات پڑھنے کا ارادہ کیا تو سبعہ قراء ات میں سے ہر ایک قراء ت کو تین ختموں میں پڑھا، جب وہ کسی قراء ت کو پڑھنے لگتے جیسے ابن کثیر کی قراء ت تو پہلے روایت بزی میں ختم فرماتے پھر روایت قنبل میں ختم کرتے پھر بزی اور قنبل کو جمع کر کے ختم کرتے اس طرح انہوں نے انیس ختموں میں قراء ات کو مکمل کیا، جب صرف ابو الحارث کی روایت باقی رہ گئی تو کہتے ہیں: میں نے جب ان کی روایت پڑھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے مجھے جمع کا حکم دیا اور ابو الحارث کو دوری کے ساتھ جمع کر دیا، جب سورۃ احقاف پہ پہنچا تو شیخ فوت ہو گئے رحمہ اللہ۔ ❷

(1) جمع کی کیفیت میں شیوخ کے مذاہب:

پہلا مذہب: اہل بصرہ کا مذہب ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قاری قرات شروع کرے جب ایسے کلمہ سے گزرے جہاں اصولی یا فرشی ❸ اختلاف ہو تو اس اکیلے کلمہ کو لوٹا دے تا کہ اختلاف مکمل ہو جائے پھر وہ کلمۃ اگر جائز الوقف ہو تو وقف کر کے مابعد سے ابتدا کرے ورنہ آخری وجہ کے ساتھ وصل کرتے ہوئے مقام وقف تک پہنچے اور وقف کرے اور اگر اختلاف دو کلموں سے تعلق رکھتا ہو جیسے مد منفصل اور سکتہ والے دو کلموں کا اختلاف تو دوسرے کلمہ پہ وقف کرے اور اختلاف مکمل کرے پھر مابعد کی طرف منتقل ہو جائے۔ اس کو جمع حرفی کہتے ہیں۔ ❹

---

❶ ان کا نام علی بن شجاع بن سالم ابو الحسن ہاشمی عباسی ضریر مصری شافعی ہے۔ دیار مصر کے قراء کے مشائخ ہیں، 661ھ میں فوت ہوئے۔ (غاية النهاية ترجمه 2231)

❷ النشر: 201/2.

❸ غیث النفع، علی هامش سراج انصاری: ص 10 - 15.

❹ النشر: 2 - 195.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ طریقہ اختلاف کی وجہوں کو مکمل کرنے میں زیادہ آسان اور مختصر ہے تاہم رونق قراء اور حسن ادا سے خالی ہے۔ ❶

دوسرا مذہب: وقف کے ساتھ جمع کرنا:

اور وہ یہ ہے کہ جب قاری کوئی قراءت شروع کرے تو متقدمین قراء کی قراءت کی وجہ پڑھے اور اس جگہ پہ وقف کرے جہاں مابعد سے ابتدا جائز ہو، پھر بعد والے قاری کی قراءت کو پڑھے بشرطیکہ اس کی قراءت میں ماقبل قاری کا اختلاف نہ ہو اور اسی جگہ پہ وقف کرے پھر اسی طرح ہر قاری کی قرات کو پڑھے اور اسی طریقہ پر مابعد سے شروع کرے۔

اس کو جمع شامیین کہا جاتا ہے اور یہ جمع حاضر دماغی کے لیے لاجواب اور استحضار میں حیران کن ہے۔ لمبی مدت اور عمدگی کے ساتھ تمکن اس کا خاصہ ہے۔

ابن جزری فرماتے ہیں: میں نے مصر اور شام میں جن سے قراءت پڑھی اکثر سے اسی طریقہ پہ پڑھی اور میں اسی کو اختیار کرتا ہوں۔ ❷

تیسرا مذہب:، مذہب ابن جزری:۔

النشر ❸ میں دونوں مذہب ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں لیکن میں نے ان دونوں سے تیسرا مذہب ترتیب دیا ہے جو کہ جمع کے محاسن کا خوبصورت طریقہ ہے پس میں کسی قاری سے شروع کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ قراء میں سے کون زیادہ اس قاری کی موافقت کرتا ہے پھر اختلافی کلمہ پر دونوں قاریوں کو نکال لیتا ہوں پھر وہاں تک پڑھتا ہوں جہاں وقف جائز ہو، اسی طرح اختلاف مکمل ہو جاتا ہے۔

جمع کے ان تمام مذاہب میں قاری کو فواصل معانی کا خیال رکھنا چاہیے۔ ایسی جگہ وقف کرنے سے گریز کرے جہاں وقف کرنے سے معنی میں خلل واقع ہو اور غیر مراد کا وہم ہونے لگے۔ پس ایسی جگہ پہ اس کو اختلاف مکمل کرنے کی حرص میں کسی ناجائز کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔

❶ النشر: 195/2۔ ❷ النشر: 201/2۔

❸ مصدر سابق۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن جزری نے واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص استاد بدر الدین محمد بن بضخان [1] پہ قراءت کر رہا تھا اور استاد انتہائی محتاط آدمی تھے، یہ شخص ﴿تبت يدا أبي﴾ پہ وقف کر کے جمع کر رہا تھا اور اسی کلمہ پر مراتب مد کو مکمل کر رہا تھا تو استاد نے اس سے کہا: تجھ جیسا شخص اتنا ہی اہل ہوگا۔ [2]

لہٰذا جو کوئی وقف کی رعایت کرتے ہوئے جمع کرے اسے چاہیے کہ وہ حسن ادا کا خیال کرے اور ترکیب سے بچے ، البتہ بعینہٖ قاری کی تقدیم میں ترتیب والتزام کا اہتمام کرنا ضروری نہیں اگرچہ مستحسن یہی ہے کہ جس کتاب سے حفظ کیا ہو اس کی ترتیب کا خیال رکھا جائے اور اس کے مضمون کے مطابق ہی پڑھا جائے۔

---

[1] محمد بن احمد بن بضخان بن عین الدولۃ ابوعبداللہ دمشقی۔ شام کے قراء کے مشائخ کے شیخ ہیں دمشق کی جامع اموی میں قراءِ کرام ان کی طرف قصد کرتے تھے۔ آپ کی فضیلت کے چرچے عام تھے۔ 743ھ میں فوت ہوئے۔ (غاية النهاية، ترجمة نمبر: 2710)

[2] النشر :204/2 .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو باضابطہ قراء سے سیکھنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ﴾ (النمل : 6)

''بے شک آپ ﷺ کو اللہ حکیم وعلیم کی طرف سے قرآن سکھایا جارہا ہے۔''

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو وحی کیا جاتا ہے اور مادہ (تـلـقـي) لُقیا سے ہے جس میں دو افراد کی ملاقات ہوتی ہے۔ سیکھنے والے (متـلـقِـيّ) رسول اللہ ﷺ ہیں اور (متلقیّ منه) سکھانے والے اللہ تعالیٰ ہیں لیکن جبریل علیہ السلام کے واسطہ کے ساتھ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾

''پس جب ہم اسے پڑھ لیں تو آپ ہمارے پڑھنے کی پیروی کرو۔''

یعنی جب ہمارا پیغام رساں اور قاصد (جبریل علیہ السلام) آپ پر ہماری وحی پڑھے۔ یہاں مفعول کے لیے فعل (التـلـقـی) کی بنا مُقری کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے جس سے قراءت اخذ کی جائے گی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ﴾

''حکیم وعلیم ذات کی طرف سے۔''

باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست حاصل نہیں کیا گیا، بلکہ واسطہ کے ذریعے ہے اور یہ واسطہ سلسلہ اسناد کی پہلی کڑی ہے۔ پس اس قرآن کا سیکھنا اسی بنیاد پہ ہے جس سلسلہ کی انتہا مقام رب العالمین پر ہے جیسا کہ ہم عنقریب بیان کر چکے ہیں۔ پس قرآن کریم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جبریل امین علیہ السلام نے رب العالمین سے تلقا حاصل کیا اور جبریل امین اللہ اور اس کے رسولوں اور نبیوں کے درمیان قاصد ہیں، قوت وامانت والے ہیں، وحی کو محفوظ ومضبوط کرنے والے ہیں، نہ غلطی کرتے ہیں نہ خیانت پس کس قدر رافضیوں اور یہودیوں کی بری تہمت ہے جو جبریل کے پہلے دشمن ہیں حالانکہ وہ اہل خیانت اور تحریف وتبدیل کرنے والے ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن جبریل سے سیکھا اس کو اپنے دل میں محفوظ کیا اور اس کی قراءت میں اتقان پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن پڑھایا اور آپ نہ بھولے یعنی جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ آپ کو پڑھائیں اور اس کی حفاظت وعصمت کا ذمہ اس نے خود لے لیا مبادا کہ اس سے کوئی چیز ضائع کردی جائے یا بھلا دی جائے کہ دوبارہ یاد نہ ہو پس یہ اسی نوٹس کی ابتدا ہے کہ قرآن مجید کو حافظ، ضابط اور متقن اشخاص سے سیکھنے کی بہت اہمیت ہے جنہوں نے اس کو متصل اسانید کے ساتھ حاصل کیا ہے۔

فضائل القرآن میں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ❶ مسروق سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا میں تب سے ان سے محبت کرتا ہوں جب سے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید چار افراد سے پڑھو: عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ، اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم پس ان مذکورین میں پہلے دونوں حضرات مہاجر ہیں۔

عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ کو حدیث میں ابن اُم عبد کا لقب دیا گیا ہے۔ قراءت کی نسبت سے ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو اس اصلی کیفیت پہ پڑھے جس پہ وہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن اُم عبد کی قراءت پہ پڑھے۔ ❷

یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے مشافہتاً سنا اور اس کو خوب اتقان کے ساتھ سیکھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ حسن صوت اور قوی تاثیر کے

❶ فتح الباری: 46/9.

❷ مسند احمد تحقیق احمد شاکر: حدیث نمبر 4340/4255 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب آپ سے ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ کی آیات سنی تو آپ رو دیے۔ ❶

صحیح بخاری میں ان سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ستر سے زائد سورتیں پڑھی ہیں اللہ کی قسم اصحاب نبی ﷺ جانتے ہیں کہ میں ان سب میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں۔ ❷

پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار قراء صحابہ اور قرآن کے بڑے عالموں میں سے ہوتا ہے آپ صحابہ میں سے حسن قراءت اور اتقان کی نعمت سے سرفراز تھے۔ عرضہ اخیرہ (آخری دور) کے متعلق ان میں سے زیادہ جاننے والے تھے اور شاید یہی راز تھا کہ آپ ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو باقی چار صحابہ سے پہلے ذکر فرمایا اور اسی نکتہ کے پیش نظر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کی فضیلت و امامت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ سے محبت کا اظہار فرمایا۔

باقی رہے سالم بن معقل تو وہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن عبد شمس کے غلام ہیں ، اور السابقون الأوّلون میں سے ہیں۔ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ وہ مہاجرین کو قبا میں امامت کرواتے جب وہ مکہ سے تشریف لائے تو ان میں عمر بن خطاب اور سلمہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اسی کو امام بخاری نے غلام کی امامت کے جواز کی دلیل بنایا ہے۔ ❸

ان مذکورین میں سے دو انصاری ہیں اور وہ معاذ اور اُبی رضی اللہ عنہم ہیں۔

معاذ:......معاذ بن جبل خزرجی انصاری ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن۔

أبـــي: ......ابن کعب نجاری انصاری ہیں ابوالمنذر، رسول اللہ ﷺ کے بعد قراء کے سردار تھے۔

ابن مسعود اور اُبی رضی اللہ عنہما خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے اور معاذ رضی اللہ عنہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ

❶ متفق عليه فتح الباري :98/9 ، مسلم :حديث نمبر 800.

❷ فتح الباري :64/9 .

❸ بخاري: كتاب الصلاة ، فتح الباري 184/2 .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں جبکہ سالم اپنے آقا کے ساتھ خلافت اَبی بکر کی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہم۔
پس یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کو حاصل کرنے کے لیے متقن ، اور ماہر اہلِ قرآن کو تلاش کرنا چاہیے، نہ کہ ہر ایک سے اس کو سیکھا جائے۔
اور اس سے قبل یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قراءت کو قرآن پڑھانے والے سے مشافہتاً سیکھا جائے کیا آپ اس بات سے واقف نہیں کہ آپ کا فرمان " خُذُوْا الْقُرآنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ" کن کے لیے تھا، اس کے مخاطب صحابہ تھے جو عرب کے بلکہ امت کے فصیح لوگ ہیں آپ نے اس قرآن کو ان کی فصاحت کے سپرد نہیں کیا بلکہ ان کو تلقی کا حکم دیا اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ قرآن کی قراءت کی ایک مخصوص کیفیت ہے جو توقیفی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس زمانہ اول کے ان عربوں کو بھی اپنی زبان کی آسانی پر قرأت کی اجازت نہ ہوئی جو خالص عرب تھے علاوہ ازیں اس حدیث میں اہلِ قرآن، حفاظ اور متقنین قراء سے محبت کی دلیل ہے اور یہ بالخصوص ہے ورنہ اہلِ فضل وعلم سے محبت عموماً ایمان کی نشانی ہے لیکن چونکہ ماہر قراءِ کرام کے سینے اللہ تعالیٰ کی معزز کلام کو محفوظ کرنے والے ہیں اور وہ مکرم فرشتوں کی طرح اس کی قرأت واداء اور حفظ میں متقن ہوتے ہیں اس لیے یہ افراد محبت کے زیادہ مستحق اور عزت کے زیادہ لائق ہیں۔
باقی رہی یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ کے بہت سے قراء صحابہ میں سے ان چاروں کو کیوں خاص کیا؟ عمومی طور پر یہ سوال سامنے آتا ہے تو ہم اس کا جواب یوں دیتے ہیں:
طبقہ صحابہ میں سے بہت سے قراء ان کے علاوہ بھی مشہور تھے جیسے زید بن ثابت ، ابوموسیٰ اشعری، ابوالدرداء اور خلفائے اربعہ۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے حضرت عثمان سے پڑھا پھر ان کو خلافت نے مشغول کر دیا اور ایسے ہی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور روایت حفص کی سند بھی انہی سے ملتی ہے تو آپ کا یہ فرمان ''چار حضرات سے قرآن پڑھو'' یہ بطور حصر نہیں یعنی ایسا نہیں کہ بس انہی سے پڑھو بلکہ یہ فرمان اس وقت کے ساتھ خاص ہے جب آپ نے ان کو دوسروں سے مقدم فرمایا ورنہ اس میں ان جیسے دوسرے صحابہ یا ان سے زیادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قراءت والوں سے پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔

زید بن ثابت صحابہ میں سے بہت بڑے قاری اور قرآن کے بہت بڑے عالم ہیں اور آخری دور کو ان سے زیادہ جاننے والے ہیں۔علاوہ ازیں وہ کتابت قرآن کے بھی ماہر ہیں کیونکہ وہی رسول اللہ ﷺ سے وحی لکھا کرتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ لوگ ان سے پڑھتے رہے اور ان سے کئی نسلوں نے نفع حاصل کیا۔ 42ھ میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ 43 یا 45 ہجری میں فوت ہوئے۔

ابوموسی اشعری عبداللہ بن قیس یمن کے بنی اشعر قبیلہ سے تھے، فتح خیبر کے بعد مدینہ تشریف لائے۔ 60 سال کے کم وبیش 42ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکہ میں فوت ہوئے۔

ابوالدرداء:...... ان کا نام عویمر بن عامر ہے۔ ان کے اور ان کے باپ کے نام میں اختلاف ہے خزرجی وانصاری ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی وفات خلافت عثمانیہ کے اختتام سے دوسال پہلے ہوئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا

اس کی اصل دلیل صحیح بخاری میں ❶ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"باب تعلیم الصبیان القرآن" "چھوٹے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے کا بیان" پھر سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: جس کو تم مفصل کہہ رہے ہو یہ محکم ہے اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میں دس سال کا تھا اور میں نے محکم کو پڑھ لیا تھا۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں ایسے ہی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں محکم کو جمع کیا، میں نے ان سے پوچھا محکم کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:"المفصل المحکم" ''مفصلات محکم ہیں'' اس کی ضد مشابہ ہے۔ مفصل وہ سورتیں ہیں جن میں فصل زیادہ ہے اور یہ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں۔ اسی کو حزب مفصل کہتے ہیں۔ اس کو محکم بھی کہتے ہیں۔

یہ حدیث اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ چھوٹوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا مستحب ہے جو کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے بخلاف ناپسند جاننے والوں کے، جیسے راوی حدیث سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا موقف ہے۔ ❷

اور یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ چھوٹوں کو ابتدا مفصل سے کروانی چاہیے کیونکہ یہ ان کے لیے آسان ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حالِ صغیر کے مطابق اس کی تقسیم کی جائے پس پہلے پہل اس کو قصار مفصل سے شروع کروایا جائے سورۃ الضحیٰ سے الناس تک مثلاً پھر عم یتساءلون سے الضحیٰ تک، پھر شروع الحجرات سے النبا تک اس میں کوئی مانع یا

❶ فتح الباری: 83/9.   ❷ فتح الباری: 83/9.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرج نہیں۔ ❶

لیکن چھوٹے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم کی ابتدا کس سال سے ہونی چاہیے؟

مذکورہ حدیث اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ مستحسن ہے کہ دس سال کی عمر سے تجاوز کرنے سے پہلے مفصل حفظ کر چکا ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ ساتویں سال سے اپنی تعلیم کی ابتدا کرے کیونکہ مفصلات کے حفظ و تجوید میں تین سال سے زیادہ وقت نہیں لگتا، اور میری رائے یہ ہے بچے کے عاقل اور باتمیز ہونے کے ساتھ ہی ہم اس کو قصار مفصل جیسے معوذتین اور اخلاص مع سورۃ فاتحہ کی تعلیم دینا شروع کر دیں اور یہ عمل اس کے لیے مفصلات کو حفظ کرنے کی ابتدا کا مقدمہ ثابت ہوگا لیکن اس کو بعض معینہ آیات کی تعلیم دینے میں بھی کوئی حرج نہیں کیا سات سال کی عمر میں اسے نماز کا حکم نہیں اور تلاوت قرآن نماز کا رکن ہے۔

بلکہ ہماری اس بات کی دلیل بعض صحابہ سے بھی مروی ہے۔ ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں: بنو عبدالمطلب سے جب کوئی بچہ سات سال کی عمر میں فصاحت سے بولنا شروع ہو جاتا تو آپ اس کو یہ آیات کریمہ سکھاتے

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا.)) ❷

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو اور تو اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتا رہ۔“

اور یوں ہی ابراہیم نخعی سے روایت ہے وہ اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ سمجھداری کی

---

❶ اس میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کی ترتیب الٹ ہوگئی ہے۔ یہ حدیث تعلیم قرآن میں اس کے جواز کی دلیل ہے بلکہ ترتیب یوں الٹ ہوتی ہے کہ الناس سے شروع کرے پھر الفلق پھر الاخلاص اور پھر المسد پڑھے یہ جائز نہیں ہے۔

❷ المصنف:556/10، عمل اليوم والليلة ابن سنى :ص160۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

عمر سے پہلے اپنی اولاد کو تعلیم دی جائے۔ ❶

جس نے چھوٹوں کی تعلیم کو ناپسند کیا ہے وہ اسی مقصد کے پیش نظر ہے کہ وہ اس کا متحمل اور اہل نہیں ہوتا، اسے اس سے اکتاہٹ کا شکار بھی ہوسکتا ہے۔ اور کبھی ناسمجھی میں وہ قرآن کی اہانت (بے ادبی) بھی کرسکتا ہے۔ ❷

---

❶ المصنف :557/10، المطالب المعالية:297/3.

❷ باقی رہا مسئلہ جو کہ اکثر اہل علم کے لیے باعث اشکال ہے کہ جو حدیث ابن عباس ہم نے اس باب کی ابتدا میں ذکر کی اور اس کو دلیل بنایا اس سے تو یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ نبی محمد ﷺ کی وفات کے وقت ابن عباس کی عمر دس سال تھی جبکہ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ میں ہے وہ حجۃ الوداع کے وقت سن بلوغت کو پہنچ گئے تھے اور آپ کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی جیسے عمرو بن فلاس کہتے ہیں تو اس کا جواب قاضی عیاض نے یوں دیا ہے کہ ان کا یہ کہنا '' میں دس سال کا تھا اس کا تعلق ان کے حفظ سے ہے نہ کہ نبی ﷺ کی وفات سے، تو کلام میں تقدیم و تاخیر کے ساتھ عبارت یوں ہوگی: نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو میں دس سال کی عمر میں ہی محکم جمع کر چکا تھا۔ دیکھیے فتح الباری:

84-9

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورت بھی قرآن مجید حفظ کرے

قرآن کی قراءت کے متعلق وارد، تمام امور میں مرد وعورت مخاطب ہوتے ہیں اور ایسے ہی ہر وہ نص جو اس کے زبانی پڑھنے پہ ترغیب دیتی ہے اور اس کے تعلیم وتعلم پہ ابھارتی ہے اس میں عورتیں بھی داخل ہیں، یہی وجہ ہے کہ صحابیات میں سے اس فضلِ عظیم کا بہت سی عورتوں نے اہتمام کیا اور ان میں سرفہرست امہات المومنین ہیں۔

ان کے اہتمام کی دلیل ان کا مصاحف کو مرتب کرنا ہے، جو شخص بھی کتب مصاحف اور تفاسیر کو پرکھے گا وہ اس میں مصاحف امہات المومنین کی عبارتیں پائے گا جن میں حضرت عائشہ، حفصہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن قابل ذکر ہیں۔ تاہم عورتوں میں قاریات اس قدر مشہور نہیں جس قدر مردوں کا حال ہے۔ ❶

اور یہ اس کے عدم کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ قرآن مجید کی حافظات اور اس کو جمع کرنے والی ہوں لیکن ان کا ذکر نہ ہو کیونکہ عورتوں کا مسئلہ اصل پردہ سے تعلق رکھتا ہے وہ ظاہر نہیں ہوتیں اور ان کو گھروں میں رہنے کا حکم ہے۔ کیا عورت کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم نہیں، اس کی گھر کی نماز مسجد کی نماز سے افضل ہے۔

پس قرأتِ قرآن میں بھی کچھ اس طرح کا ہی معاملہ ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو اور ان کو اپنی آواز سنائے بلکہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے اور اپنی

---

❶ حتیٰ کہ قراء کے حالات زندگی میں انہوں نے کسی عورت کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس کے لیے مستقل باب قائم کیا ہے آپ امام ذہبی کی "معرفة القراء الكبار" اور ابن جوزی کی "غاية النهاية فى طبقات القراء" میں بھی اس بارے میں کچھ نہیں پائیں گے حالانکہ انہوں نے اس میں تقریباً چار ہزار (4000) قراء کے حالات نقل کیے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءت کو سری کرے جہری نہ کرے سوائے اس صورت کے کہ اس کے سامنے اس جیسی عورتیں ہی ہوں یا چھوٹے بچے ہوں جن کو تعلیم دینا چاہتی ہو۔

ہاں بہت کم عورتیں ہیں جنھوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا حتی کہ امہات المومنین میں سے بھی باوجود اہتمام تلاوت وسماع قرآن کے کسی نے حفظ نہیں کیا دلائل کی روشنی میں ہمیں یہی پتہ چلتا ہے۔ اس وجہ سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا غلام ابوعمرو امامت کرواتا تھا۔ منصف ابن ابی شیبہ اور بخاری (معلق) روایت کے مطابق وہ مصحف سے دیکھ کر امامت کرواتے۔ ❶

صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے سوائے ام ورقہ بنت نوفل کے قرآن مجید حفظ کرنے میں کوئی مشہور نہیں۔ ❷

ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کی تیاری کی تو فرماتی ہیں میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ساتھ غزوہ کی اجازت عنائت فرمایئے مریضوں کا علاج کروں گی شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر میں قرار پکڑیئے اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت نصیب فرمائے گا پس آپ کو شہیدہ کہا جاتا ہے۔'' (راوی) کہتے ہیں انہوں نے قرآن مجید پڑھا اور آپ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ انھوں نے اپنا غلام اور لونڈی مدبر (جو مرنے کے بعد آزاد ہو) رکھا۔ پس ان دونوں نے رات کو ان پہ دھاری دار چادر ڈال کے ان کا سانس بند کر دیا جس سے وہ شہید ہوگئیں اور یہ دونوں فرار ہو گئے۔ اسی رات کو صبح عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی خبر گیری کے لیے لوگ روانہ کیے اور ان کو پھانسی کا حکم دیا۔ پس مدینہ میں یہ دونوں پھانسی پہ لٹکائے جانے والے افراد ہیں۔

دوسری روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں ان کی زیارت کے لیے

❶ تلخیص الحبیر: 43/1 .

❷ آپ کی حالات زندگی: الاصابہ: 322/8 طبع البجاوی میں ذکر ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے اور ان کا مؤذن مقرر کیا جو اذان دیتا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو امامت کروائیں۔

عبدالرحمٰن بن خلاد انصاری فرماتے ہیں۔ میں نے ان کے بوڑھے مؤذن کو دیکھا ہے۔ ❶

یہ حدیث عورتوں میں سے حفظ کرنے والی کی فضیلت پہ دلیل ہے جیسا کہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جو عورت قرآن مجید کو حفظ کرے اور اس کی تجوید وقراءت میں مشغول ہو اس کے لیے مردوں کے سامنے اظہار جائز نہیں تاکہ وہ اس کی آواز نہ سن سکیں۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پہ غور کیجیے ''اپنے گھر میں قرار پکڑو'' اور ایک روایت میں ہے ''اپنے گھر میں بیٹھی رہو'' ❷

یاد رہے قرار بیوت کا یہ حکم عورتوں کے لیے عام ہے۔ جہاد کی اجازت لینے والی کے لیے خاص نہیں اور اس عموم کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (الاحزاب: 33)

''اپنے گھروں میں رہو۔''

ایسے ہی اس حدیث کا عموم بھی اس پہ دلالت کرتا ہے ''عورت کی گھر کی نماز اس کی مسجد کی نماز سے افضل ہے۔'' اور اس جیسی دوسری احادیث بھی ہیں پھر یہ بھی بات ہے کہ اس حدیث میں گھر والوں کی امامت سے اس کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ گھر کی چاردیواری سے باہر اسے امامت کی اجازت نہیں ہے۔

---

❶ سنن ابی داؤد :باب امامة النساء (230/1) اس کی سند میں ولید بن جمع ازہری ہے۔ اس میں اگرچہ کلام ہے۔ تاہم مسلم نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ (مختصر سنن أبی داؤد: 307/1)

❷ ابن سکن نے اس کو ذکر کیا ہے دیکھیے الاصابة: 322/8۔ امام سیوطی الاتقان: 250/1) میں لکھتے ہیں صحابیات میں حفظ قرآن کی سعادت ان کو حاصل ہے لیکن ان کے بارہ میں کسی نے کچھ نہیں لکھا۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے (الطبقات) میں ان کا قصہ نقل کیا ہے۔ میرا خیال ہے شاید امام سیوطی رحمہ اللہ ابوداود کی روایت سے واقف نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں عورتوں کی امامت کے جواز کا بیان ہے اس کے ظاہر سے یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ گھر کے مردوں کو بھی امامت کروانے کی اجازت ہے کیونکہ آپ کے فرمان (اهل دارها) میں مؤذن، غلام، لونڈی اور گھر کی عورتیں شامل ہیں۔

یہی فہم ابوثور، مزنی اور طبری کا ہے جو کہ شاذ قول ہے۔ جمہور اہل علم اس کے مخالف ہیں۔ البتہ عورتوں کو عورت کا امامت کروانا بعض فقہ کے قول کے مطابق مشروع ہے البتہ وہ ان کے درمیان میں کھڑی ہو جیسا کہ ام المومنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

اور بعض علماء کا خیال ہے یہ حکم منسوخ ہے۔ ❶ عورت کے لیے امامت اور جماعت کی اجازت نہیں اگر وہ جماعت کی خواہاں ہے اور فرضی نمازوں اور تراویح میں قرآن سننا چاہتی ہے تو (مسجد میں) مردوں سے آخری صفوں میں شریک ہو۔

---

❶ نصب الراية زيلعى:2/33-30، التلخيص لابن حجر:1/43.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک جس چیز پر تم اجرت کے زیادہ حق دار ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔'' ❶

یہ حدیث تعلیم قرآن پہ اجرت کے جواز کی دلیل ہے اور شرط کے جواز پہ بھی۔ اگرچہ حدیث کا سبب دم کرنا ہے مگر اس کا لفظ عام ہے اسی لیے جمہور اہل علم نے اس کے جواز کی دلیل پکڑی ہے۔ یہی قول عطا، حکم، مالک، شافع، احمد، ابوثور کا ہے، حسن، ابن سیرین اور شعبی فرماتے ہیں: بغیر شرط کے مال لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اہل علم کی ایک جماعت کا خیال منع کا ہے اور یہ قول زہری ابوحنیفہ اور اسحاق ❷ کا ہے۔ احناف کا استدلال یہ ہے کہ ہر وہ طاعت جو مسلمان کے ساتھ خاص ہے اس پہ اجرت

❶ امام بخاری نے اس روایت کو کتاب الاجارۃ اور کتاب الطب میں ذکر کیا ہے۔ 'باب الشروط فی الرقیۃ بفاتحۃ الکتاب' اور اس کے لفظ یہ ہیں: نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ ایک قبیلہ والوں کے پاس سے گزرے جن میں کوئی زخمی یا ڈسا ہوا شخص تھا، اہل قبیلہ میں سے کسی نے آکر پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ پس صحابہ میں سے ایک شخص نے اسے جا کر سورہ فاتحہ کے ساتھ دم کیا (اور بکریوں کی شرط رکھی) تو وہ شفایاب ہوگیا پس وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو انھوں نے ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت کیوں طلب کی یہاں تک کہ وہ مدینہ آئے اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب پہ اجرت کے تم زیادہ حق دار ہو۔ ابوداؤد نے اپنی سنن کے "کتاب البیوع باب کسب الا طباء" میں ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں ہے۔:''تم نے کہاں سے یہ دم سیکھا؟ تم نے اچھا کیا، میرے لیے بھی ان بکریوں میں حصہ رکھو۔''

❷ اسحاق بن راھویہ۔ دیکھیے شرح السنۃ بغوی: 286/8 المغنی ابن قدامۃ حنبلی: 136/8 طبع ترکی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لینا جائز نہیں جیسے تعلیم قرآن، فقہ، اذان، وعظ ونصیحت، تدریس، حج، غزوہ، کیونکہ یہ اشیاء طاعت وقربت کی ہیں جو کہ نیکی کرنے والے سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ﴾ (النجم : 39)

''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔''

لہٰذا دوسروں سے اس کی اجرت لینا نماز اور روزہ کی اجرت کی طرح ناجائز ہے۔ ❶

اس کا جواب عبادات کی دو قسموں کی تفریق کے ساتھ دیا جاسکتا ہے۔ جن عبادات کا نفع دوسروں تک متعدی ہو وہ غالبا فرض کفایہ ہوتی ہیں جیسے تعلیم القرآن، فقہ، اذان، غزوہ اور جس کا نفع صرف کرنے والے پہ مشتمل ہوتا ہے تو وہ فرض عین ہوتی ہیں جیسے نماز اور روزہ۔ یعنی فرض عین عبادت ہو تو اجرت لینا منع ہے جبکہ فرض کفائی میں جائز ہے۔

عدم جواز کے قائلین نے چند احادیث سے بھی استدلال کیا ہے تاہم ان میں سے کوئی بھی حدیث صحیح نہیں اور اگر صحیح ہے تو وہ اس معنی پر دلالت نہیں کرتی۔ ان میں سے ایک روایت ابوداؤد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے طریق سے ذکر کی ہے فرماتے ہیں: اہل صفہ ❷ میں سے کچھ لوگوں کو میں نے قرآن سکھایا تو ایک شخص نے ان میں سے مجھے ایک کمان ہدیہ دی، میں نے سوچا یہ تو مال ہے اور اس کو میں اللہ کے راستہ میں استعمال کرتا ہوں۔ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کروں گا، پس میں نے آپ سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص جس کو میں نے کتاب وقرآن کی تعلیم دی مجھے یہ کمان ہدیہ میں دی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو چاہتا ہے تجھے آگ کا طوق پہنایا جائے تو پھر اسے قبول کر لے۔''

---

❶ عمدة القاري للعيني: 95/12 .

❷ صفہ مسجد نبوی کا وہ آخری حصہ ہے، جہاں فقراء صحابہ نے اپنا مسکن بنا رکھا تھا۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث ضعیف ہے۔ ❶ اور اگر صحیح بھی ہو تو یہ تعلیم قرآن پر اجرت کی ممانعت کی دلیل نہیں جبکہ ابن عباس اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی روایت جواز پہ دلالت کرتی ہے۔

ان میں یوں جمع کیا جائے گا کہ اہل صفہ فقراء تھے اور لوگوں کے صدقہ پر گزر بسر کرتے تھے ان کو مال دینا مستحب اور ان سے لینا مکروہ ہے تو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے لیے بہتر یہی تھا کہ وہ انہیں حصول ثواب کی نیت سے صرف رضائے الٰہی کے لیے تعلیم دیتے۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے بدلہ میں تعلیم دینے کو باطل قرار دیا۔

اہل علم کی ایک جماعت اس مسئلہ میں ان احادیث کے درمیان یوں جمع کرتی ہے، فرماتے ہیں: تعلیم قرآن پہ اجرت کے مختلف احوال ہیں:

جب مسلمانوں میں کئی لوگ اس کام کو کرنے والے ہوں تو اجرت جائز ہے کیونکہ تب یہ فرض عین نہیں اور جب ایسی حالت یا ایسی جگہ میں ہو جہاں اس کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو اجرت ناجائز ہے۔ ❷

لیکن اس مسئلہ میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں شرط کے ساتھ ناجائز ہے اگر اس کو بغیر شرط کے وہ کچھ دیں تو بغیر لالچ کے اس کو لینا جائز ہے۔ جیسا کہ حسن بصری، ابن سیرین اور شعبی کا خیال ہے۔

پھر ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر اس کی اجرت کا بندوبست کسی وقف (اہل خیر، ٹرسٹ) وغیرہ یا بیت المال سے ہو تو اس کو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مسلمانوں کے بہت سے ممالک میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ انہیں قرآن کی تعلیم کے لیے مستقل افراد چاہییں۔

❶ امام منذری فرماتے ہیں: اس کی سند میں مغیرہ بن زیاد ابو ہاشم موصلی ہے اس کو وکیع اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا جبکہ محدثین کی ایک جماعت نے ان میں کلام کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: ضعیف الحدیث منکر حدیثیں بیان کرتا ہے بلکہ اس کی ہر مرفوع روایت منکر ہے۔ ابو زرعہ کہتے ہیں: اس کی حدیث حجت نہیں (مختصر سنن ابی داؤد: 70/5) یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی ہے۔ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جہنم کا انگارہ تیرے کندھوں کے درمیان ہوگا'' اس سند میں بقیہ بن ولید ہے۔

❷ معالم السنن خطابی :70/5 تحقیق حامد الفقھی ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اگر یہ کام (اجرت) روک لیا جائے تو وہ اپنے اور گھر والوں کا خرچ کہاں سے لائے؟ پس اس مسئلہ میں زیادہ شدت بعض دفعہ اس کام کے رکنے کا باعث ہو سکتی ہے جبکہ تعلیم قرآن ایک اہم ترین ضرورت ہے۔

'عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ معلّمین کو وظیفہ دیتے اور اپنے گورنروں میں سے بعض کو یہ حکم لکھ بھیجا تھا کہ تعلیم قرآن پر لوگوں کو دیا کرو۔ ❶

❶ عمدة القاری: 12/95-97، نصب الراية زيلعى: 4/134-139، مصاعدالنظر أشراف على مقاصد السور، البقاعى: 1/350.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب 2

نبی کریم ﷺ کی قراءت کی کیفیت

آپ قرآن کو فصاحت سے پڑھتے اور غلطی سے بچتے تھے

اللّحن: سکونِ حاء کے ساتھ ہے، غلطی، اسی معنی میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ وہ ایک قوم کے پاس پہنچے جو ایک دوسرے کو پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو خاموش ہوگئے۔ انھوں نے پوچھا: تم لوگ ایک دوسرے کو کیا سنا رہے تھے، ہم نے کہا: ہم ایک دوسرے کو قرآن پڑھا رہے تھے تو انھوں نے کہا: پڑھو اور لحن نہ کرو۔ ❶

ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو لحن یعنی غلطی پہ مارتے تھے۔ ❷

اسی معنی میں حدیث عمر رضی اللہ عنہ ہے: لحن' فرائض اور سنت کو یوں سیکھو جیسے تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ ❸ لحن کی تفسیر (غلطی) کا معنی یہ ہے کہ کلام کی غلطی کو سیکھو تا کہ تم اس سے بچ سکو۔ ❹

اور ''لحن'' لغت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مذکور قول سے بعض نے اس کی تفسیر کی ہے یعنی ان کی مراد یہ تھی: لغت عرب کو فصاحت کے ساتھ سیکھو اور اسی سے عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اُبی رضی اللہ عنہ ہم میں سے بہت بڑے قاری ہیں۔ ہم انہی کی لغت کو پسند کرتے ہیں۔ ❺

لام کے فتح کے ساتھ (اللَّحَن) اسی معنی میں ہے جیسا کہ مروی ہے: "إِنَّ الْقُرْآنَ

---

❶ ابـن أبـي شيبه عن سليمان بن يسار ، المصنف: 459/10، شعب الايمان: 242/5، ايضاح الوقت والابتداء ابوبكر انبارى: 19/1.

❷ ابن أبي شيبه: 457/10، ابن سعد: 114/1/4، البخارى أدب المفرد: 229/2.

❸ ابن أبي شيبه: 459/10، شعب الايمان: 244/5.

❹ النهاية لابن لأثير: 242/4.

❺ صحيح البخارى فضائل القرآن (فتح البارى 47/9)، النهاية ابن اثير: 242/4.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُنزِلَ بِلَحْنِ قُرَيْشٍ ''بیشک یہ قرآن قریش کی لغت پہ نازل ہوا ہے۔'' ❶
لفظ''لحن''سُر لگانے، گانے، آواز کو خوبصورتی سے لوٹانے، قراءت، اشعار اور گانے میں ترنم پیدا کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اسی کے متعلق حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے: قرآن کو عربوں کے لہجے اور آوازوں میں پڑھو۔ ❷ اس کے علاوہ بھی لحن کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس باب میں مقصود قراءت میں غلطی سے بچنا ہے، صحابہ کرام کی عادت شریفہ تھی کہ وہ قرآن کو فصاحت کے ساتھ پڑھنے پہ بہت حریص تھے اور جس طرح یہ نازل ہوا اسی کیفیت میں قراءت کے متمنی تھے کیونکہ اعراب قرآن صرف حرکات کو نہیں بلکہ لہجوں کو بھی شامل ہے کیونکہ یہ لغت عرب ہے تو ان کے مختلف لہجات لسانی کا بھی اعتبار ہے۔

ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں قرآن کو ایسے ہی پڑھنا پسند کرتی ہوں جیسے وہ نازل ہوا ہے۔ ❸ ان کا مقصد اعراب قرآن ہے۔

ابوجعفر سے مروی ہے انھوں نے فرمایا، آدمی کا لحن کو سیکھنا، اس کی سمجھداری کی علامت ہے یعنی لغت اور لہجہ کو سیکھنا تاکہ قرآن پڑھتے ہوئے زبان سیدھی رہے۔

ان کی یہ عادت مبارکہ ان کے متبع سنت ہونے کی وجہ سے ہے۔ آپ ﷺ سے ایک سے زائد حدیثوں میں اس کا حکم مروی ہے۔ انہی روایات میں سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کو (اعراب) فصاحت سے پڑھو اور اس کے غرائب (دشوار) کو تلاش کرو۔'' ❹

ابو بریدۃ رضی اللہ عنہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص سے بیان کرتے ہیں انھوں نے فرمایا اعراب کے ساتھ میں ایک ہی آیت پڑھ لوں مجھے بغیر اعراب کے اتنی اتنی آیات پڑھنے سے

❶ النهاية ايضاً . ❷ المصدر السابق 241/4 .
❸ مصنف ابن أبي شيبه :459/10 .
❹ مصنف ابن أبي شيبه :456/10، بيهقي شعب: 238/5 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کی طرف لکھا: آمّا بعد: سنت اور عربیت کی فقہ حاصل کرو اور قرآن کو فصاحت کے ساتھ (غلطی سے پاک) پڑھو بے شک یہ عربی ہے۔ ❶

یہ اوامر (حکم) وجوب کے لیے ہیں کیونکہ جو شخص قرآن مجید کی غلطی میں پڑجاتا ہے وہ اس کی ادائیگی نہیں کرسکتا قرآن الفاظ اور معانی کا مجموعہ ہے۔ الفاظ کو اسی کیفیت میں ادا کیا جائے جس طرح وہ نازل ہوا ہے یعنی اسی نطق وصورت پہ پڑھا جائے جس پہ نازل ہوا اور آپ ﷺ نے پڑھا اور پڑھایا کیونکہ اس کے الفاظ کی ادائیگی اس کیفیت کے علاوہ ممکن ہی نہیں۔ کوئی اور لہجہ وصورت اس کے مخالف اور بعید از عربی ہوگی اللہ تعالیٰ نے اس کو عربی میں نازل فرمایا تو اس کا نطق بھی عربی لہجہ کے مطابق ہوگا اس لیے کہا جاتا ہے۔ "اعــــربــوہ فھو عربی" اس کو وضاحت کے ساتھ غلطی سے مبرا پڑھو، یہ عربی ہے۔

(الاعراب) کا معنی وضاحت وفصاحت بھی ہے اور یہ دونوں تحقیق حروف، تصحیح نطق اور حرکات (فتحہ، ضمہ، کسرہ) کی تحقیق کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتے۔

پس قاری سے جس غلطی کا امکان ہوتا ہے، وہ یا تو تحقیق حروف کی غلطی ہے یعنی ایک حرف کو دوسرے سے ممتاز نہیں کیا جاتا اور حرف مخرج صحیح سے ادا نہیں ہوتا جیسا کہ ذ، ث، س، ظ، ذ، ز، د، ض، ظ، ح، ھ میں واقع ہوتا ہے۔

یا پھر حرف کے نطق کی کیفیت میں خلل ہوتا ہے مثلاً ادغام واظہار، فتح وامالہ، قصر و مد وغیرہ یا پھر حرکات اعراب میں خلل واقع ہوتا ہے جیسے مفتوح کو مضموم، مکسور کو مفتوح، متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کر دینا، اسی کا حکم اور مسائل مفصل طور پر آرہے ہیں۔ ❷

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: 456/10۔

❷ باب حکم اللّحن فی القراءۃ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترتیل قراءت

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾ (المزمل : 4)

''قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھیے۔''

اور حکم میں اصل وجوب ہی ہوتا ہے جب تک اس کو وجوب سے پھیرنے کا کوئی قرینہ نہ پایا جائے جبکہ ہمارے علم کے مطابق یہاں اصل سے پھیرنے کے لیے کوئی قرینہ نہیں لہٰذا ترتیل ہر پڑھنے والے کے لیے واجب ہے۔

ترتیل لغوی طور پر عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے۔ ''ثَغْرٌ مُرَتَّلٌ وَرَتَّلٌ'' یعنی دانتوں کا خوبصورت، ہموار اور الگ الگ ترتیب سے ہونا۔ ❶

الرتل کا اصل معنی کسی چیز کا خوبصورت ومنظم ہونا ❷ اور مجازی طور پر ان کا قول ہے۔ ''رتل الکلام ترتیلا'' کلام کا مرتب ہونا۔ اس معنی کے مطابق رتل القرآن کا مطلب یہ ہے: تلاوت میں آہستگی، حروف میں خوبصورتی اور قراءت میں ٹھہراؤ کے ساتھ الفاظ کو بالکل واضح کرنا۔ ❸

حافظ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس کو آہستگی اور ٹھہراؤ کے ساتھ پڑھیے کیونکہ یہ قرآنی فہم اور اس پر غور وفکر میں معاون ثابت ہوگا۔ ❹

---

❶ اساس البلاغة:321/1.

❷ القاموس:مادة رتل.

❸ النهاية لابن الأثير: 194/2، اساس البلاغة:231/1.

❹ تفسیر ابن کثیر:434/4.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قُلتُ:..... اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی معنی ہے:

﴿وَقُرْآناً فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلاً﴾

(الاسراء: 106)

''اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا۔''

یعنی لوگوں کو پہنچایئے اور ان پر بہ مہلت تلاوت کیجئے۔ ❶ ترتیل کی یہ تفسیر سلف کے طریقہ پہ ایک معنوی لحاظ سے بھی ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ترتیل صرف ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا نام ہے بلکہ اس کا مطلب وضاحت، فصاحت اور حسن ہے تاکہ قرآن مجید کو بدرجہ اکمل پڑھا جائے جس سے اس کا حسن اور رونق ظاہر ہو اور یہ خوبی تجوید کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ تجوید کے بغیر آہنگی، ٹھہراؤ اور جماؤ جس قدر بھی ہو وہ حسن قرآن کو ظاہر نہیں کر سکتا بلکہ اس کیکمزوریوں وغلطیوں کی وجہ سے محاسن قرآن مخفی رہ جاتا ہے۔ اس لیے بعض سلف صالحین ترتیل کا معنی تجوید کرتے ہیں۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ترتیل، تجوید حروف اور وقوف کی معرفت کا نام ہے۔ ❷

جو شخص مراتب تلاوت میں تحقیق پر عمل کرتا ہے وہ اس کو زیادہ حاصل کر سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد توسط میں جس کو تدویر کہا جاتا ہے۔

احکام کو ضبط کرنے اور قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی خواہش رکھنے والوں کے لیے درجات ترتیل میں سے یہ دونوں درجے (تحقیق، تدویر) بہت احسن ہیں اور اس شخص کے لیے بھی جو معانی اور تفسیر میں غور وفکر کرنا چاہتا ہے۔

البتہ حدر میں احکام کا ضبط سوائے ماہرین ومتقنین کے کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

تحقیق ''حـقـق الشـي تـحقيقاً'' سے ماخوذ ہے۔ جب یقین کو پہنچے اور کسی چیز کو

❶ ابن کثیر: 68/3.   ❷ النشر للجزری: 209/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کماحقہ زیادتی وکمی کے بغیر لانے میں خوب مبالغہ کرے

قراء کی اصطلاح میں تمام حروف کو ان کا حق دینے کا نام تحقیق ہے مد کو لمبا کرنے کے ساتھ، ہمزہ کو تحقیق سے ادا کرنے کے ساتھ، اہتمام حرکات، اظہار وتشدیدات، غنات کی تکمیل، حروف کو جدا جدا کرنے کے ساتھ، حروف کو واضح کرنا اور سکت، ٹھہراؤ، نرمی وآسانی سے ان کو نکالنا، جائز وقف کا خیال رکھنا وغیرہ۔ اسمیں غالباً قصر واختلاس نہیں ہوتا اور نہ ہی متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے اور نہ اس کا ادغام ہوتا ہے۔

پس تحقیق: زبان کی مشق اور الفاظ کی درستگی اور قرات کو مکمل ترتیل کے ساتھ ادا کرنے کا نام ہے۔ متعلمین کے لیے مستحسن ہے کہ وہ افراط سے بچیں اور ساکن میں حرکت یا حرکت میں حروف پیدا نہ ہونے دیں۔ راءات میں تکرار، نونات میں آواز پیدا کرنے اور غنات میں مبالغہ سے گریز کریں۔

قراء سبعہ میں سے حمزہ زیات سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو غنہ میں مبالغہ کرتے ہوئے سنا تو اس سے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ جعودہ کے اوپر قطط ہے [1] (یعنی حد سے تجاوز کرنے سے نقصان ہوگا) اور سفیدی کے اوپر برص کی بیماری ہے پس جو قراءت سے بڑھ جائے وہ قراءت نہیں۔ [2]

تحقیق امام حمزہ کا مذہب ہے اور ورش کا علاوہ اصبہانی کے طریق کے، اور قتیبہ کا کسائی سے اور اعشی کا ابوبکر (شعبہ) سے اور اُشنانی کا حفص سے بعض طرق، اور بعض مصریوں کے حلوانی عن ہشام سے اور اکثر عراقیوں کا اخفش عن ابن ذکون سے۔

حدر:

یہ حَدَرَ یَحْدُرُ سے ہے جب جلدی کرے۔ پس حدر کا مطلب ہے جلدی قراءت

---

[1] جعد الشعر کہتے ہیں جو بال نہ بالکل سید ھے اور نہ ہی بالکل مڑے ہوئے ہیں۔ اور جب یہی صفت زیادہ ہوجائے تو اس کو قطط کہتے ہیں۔ تہذیب میں ہے القطط بگڑے ہوئے بال۔ (المصباح المنير)

[2] لطائف الارشادات: 208/1.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنا ، قصر،سکون، اختلاس ، بدل ، ادغام کبیر، تخفیف ہمزہ اور اس جیسی وہ چیزیں جو صحیح روایات اور قراءات میں وارد ہوئی ہیں جیسے، وصل کو فضیلت دینا،اعراب کو صحیح ادا کرنا،الفاظ کی درستگی کا خیال رکھنا،حروف میں تمکن پیدا کرنا وغیرہ اور وہ قراء کے ہاں تحقیق کی ضد ہے۔ حروف مدہ کو کاٹنے سے احتراز کرے،غنہ کی آواز کو لے جانے اور حرکات میں اختلاس سے بھی بچے اور ایسی کمی وکوتاہی تک جانے سے بچے جس میں قراءت صحیح نہ ہو اور اس کو تلاوت نہ کہا جائے اور حدر ترتیل سے بھی نہ نکلے۔

حدر ابن کثیر، ابوجعفر اور ان قراء کا مذہب ہے جو منفصل میں قصر کرتے ہیں جیسے ابوعمرو، یعقوب، قالون ، ورش کے مشہور طرق میں اصبہانی ،حفص سے ولی اور حلوانی عن ہشام کے طریق سے اکثر اہل عراق۔

تدویر: تحقیق و حدر کے درمیانے درجہ کا نام ہے اور تدویر ان قراء سے ثابت ہے جو مد منفصل میں مد کرتے ہیں تاہم اشباع کی حد سے کم تک۔ اور یہی تمام قراء کا مذہب ہے اور تمام آئمہ سے صحیح ثابت ہے اور اسی کو اکثر اہل ادا نے پسند کیا ہے۔ ❶

نبی کریم ﷺ کی قراءت مراتبِ ترتیل سے ''التحقیق'' تھی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ایک سورت کی تلاوت فرماتے اور اس قدر ترتیل سے پڑھتے کہ وہ اپنی طوالت سے اور بھی بڑھ جاتی۔ ❷

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو حرف بہ حرف آپ کی قراءت کی کیفیت کو بیان کرنے لگیں۔ ❸

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی کریم ﷺ نے ایک رات قرآن کی ایک

---

❶ النشر:جرزی بتصرف 205/1 .

❷ مسلم فی صحیح حدیث 118 ، صلاۃ المسافرین .

❸ الترمذی أبواب ثواب القرآن:(السنن 2923) النسائی :181/2 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا۔'' ❶

ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک ایک ہی آیت کریمہ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ کے ساتھ قیام فرمایا۔ ❷

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: قاری قرآن کو (روز قیامت) کہا جائے گا پڑھ اور جنت کے منازل طے کر اور ترتیل کے ساتھ پڑھو جس طرح تم دنیا میں پڑھتے تھے تمہارا ٹھکانہ ومنزل آخری آیت ہے جس کو تم تلاوت کرو گے۔ ❸

اسی لیے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جنت کے درجات قرآن کی آیتوں کے برابر ہیں۔ ❹

ترتیل کی ضد (الهذ) یا (الهذرمة) ہے۔ یعنی اس حد تک تیزی سے قرات کرنا کہ قاری کے لیے احکام کا ضبط اور سامع کے لیے تدبر کا امکان نہ رہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے انہوں نے فرمایا: اس کو ردی کھجوروں کی طرح نہ بکھیرو اور نہ ہی اس کو بالوں کی طرح کاٹو۔ اس کے عجائب (عمدگیوں) کے پاس ٹھہرو اور اپنے دلوں کو حرکت دو تم میں سے کسی کا مطمع نظر بس سورت ختم کرنا نہ ہو۔ ❺

ابو وائل کہتے ہیں ❻ ایک آدمی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات ایک ہی رکعت میں مفصل کی قراءت کی ہے تو انہوں نے فرمایا: کاٹ کاٹ کے بالوں کی

❶ مسنداحمد: 149/5، تفسیربغوی: 408/4.

❷ النسائی: 177/2، ابن ماجه: 429/1 نمبر 1350، تفسیربغوی: 408/4.

❸ الترمذی: حدیث نمبر: 2914.

❹ دیکھئے فضائل القرآن ابو عبید (مختصر).

❺ تفسیر بغوی: 407/4، اخلاق حملة القرآن آجری: 11.

❻ شقیق بن سلمۃ اسدی ابووائل کوفی ان کی حدیث صحیح بخاری میں ہے۔ 101/6

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

طرح۔ میں ان سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی کریم ﷺ ملا کر پڑھتے تھے پھر بیس سورتوں کا مفصلات سے ذکر فرمایا کہ ہر رکعت میں دوسورتوں کی تلاوت فرماتے۔ ❶

پس قراءت میں تیز رفتاری ناپسندیدہ عمل ہے اس لیے قرآن کو، سات دن سے کم میں ختم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں تین دن کے الفاظ ہیں۔ ❷

اسی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا: ''قرآن مجید کو تین دن سے کم میں ختم کرنیوالا فقیہ نہیں ہوسکتا'' قراء کرام نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ تحقیق کے ساتھ کم آیات کی تلاوت افضل ہے یا حدر کے ساتھ زیادہ آیات کی؟ ان دونوں میں سے کس کا اجر وثواب زیادہ ہے؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کو ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس گنا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف حرف ہے، لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔ ❸

پس یہ حدیث کثرت قرات کی فضیلت کی دلیل ہے اور حدر کے افضل ہونے کا یہی معنی ہے۔ اکثر سلف صالحین سے کثرت قرات پہ حریص ہونا بھی اس کی دلیل ہے۔

اسی سلسلہ میں مروی ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک رکعت میں قرآن مجید پڑھا ❹ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ وہ تین دنوں میں قرآن مجید ختم کرتے۔

حدر کی فضیلت کا قول اصحاب شافعی نے اختیار کیا ہے۔ لیکن معظم سلف جس بات کی طرف گئے ہیں وہ عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ تحقیق مع تدبر

❶ دیکھیے: باب القراءة بالنظائر .

❷ حدیث آگے آرہی ہے، البخاری فضائل القرآن 113/6 .

❸ الترمذی: باب ثواب القرآن (السنن 2910) ، الدارمی: 308/2 ، مستدرك حاكم: 567/1 .

❹ البیهقی شعب الایمان :145/5 ، السنن 24/3 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

افضل ہے اور یہی آپ ﷺ کا فعل ہے اور چونکہ یہی مقصد تلاوت ہے فہم، تدبر، فقہ اور عمل ۔

شعبہ کہتے ہیں ہمیں ابوحمزہ ❶ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس سے کہا: میں جلدی قراءت کرنے والا انسان ہوں بعض دفعہ ایک ہی رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآن ختم کر لیتا ہوں تو ابن عباس نے فرمایا: مجھے تیرے اس عمل سے ایک سورت پڑھنا زیادہ پسندیدہ ہے اگر تو نے ضروری ایسے کرنا ہی ہے تو کم از کم ایسی تلاوت کر کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد کرے۔ ❷

ابرہیم نخعی کہتے ہیں: علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر پڑھا اور وہ بہت خوبصورت آواز کے مالک تھے ان سے ابن مسعود نے کہا: ترتیل کے ساتھ پڑھیے آپ پہ میرے ماں باپ قربان ہوں بیشک یہ (ترتیل) قرآن کی زینت ہے۔ ❸

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں: میرے پاس ایک عورت آئی اور میں سورہ ہود کی تلاوت کر رہا تھا اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن تم کیسے (تیزی سے) سورہ ہود پڑھ رہے ہو۔ مجھے اللہ کی قسم اسی سورت میں چھ ماہ ہوگئے میں اس کی قراءت سے فارغ نہیں ہوئی۔ ❹

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں اپنی پوری رات صبح تک "اِذَازُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور الْقَارِعَةُ" پڑھتا رہوں ان دونوں سے تجاوز نہ کروں اور ان کو لوٹا لوٹا کر غور وفکر کرتا رہوں یہ مجھے جلدی جلدی قرآن پڑھنے سے کہیں بہتر ہے۔ ❺

مجاہد سے دو شخصوں کے متعلق سوال ہوا کہ ان میں سے ایک سورہ بقرہ پڑھتا ہے اور دوسرا نماز میں بقرہ و آل عمران پڑھتا ہے اور دونوں کے رکوع و سجود ایک ہی طرح ہیں تو انھوں نے کہا جو صرف بقرہ پڑھتا ہے وہ افضل ہے۔ ❻

❶ نصر بن عمران ابوحجرة ضبعي بصري، تهذيب التهذيب :431/10.

❷ زاد المعاد ابن قيم: 339/1.

❸ مصنف ابن ابي شيبه: 524/10 ، ابو نعيم، الحلية: 99/2

❹ زاد المعاد :340/1.

❺ ابن ابي شيبه، المصنف: 526/10، النشر:209/1۔

❻ ابن أبي شيبة :526/10.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوب جان لیجیے کہ ترتیل واجب ہے جبکہ تحقیق اس کا افضل ترین مرتبہ ہے اور یہ صرف تدبر کے لیے ہی نہیں بلکہ عجمی شخص جو معانی قرآن کو نہیں جانتا اس کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ ترتیل کے ساتھ پڑھنا اس پر بھی واجب ہے کیونکہ یہ کلام اللہ کی عزت و توقیر کے زیادہ قریب اور تاثیر قلبی کے لیے زیادہ مؤثر ہے۔ ❶

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں: اس مسئلہ میں صحیح بات یہ کہی جائے کہ: ترتیل و تدبر کے ساتھ قراءت کا ثواب قدر و منزلت کے اعتبار سے زیادہ ہے جبکہ کثرت قراءت کا ثواب تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہے پس پہلا شخص اس آدمی کی طرح ہے جو ایک قیمتی جوہر صدقہ کرے یا ایک انتہائی قیمتی غلام آزاد کرے اور دوسرا اس شخص کی طرح ہے جو بہت سے دراہم صدقہ کرے اور کم قیمت والے کئی غلام آزاد کرے۔ ❷

البتہ نماز تراویح جماعت کے ساتھ مسجد میں ہو تو توسط ہی زیادہ مناسب ہے جبکہ حدر سوائے متقن اور ماہر کے جو غلطی نہ کرے اور نہ اٹکے کسی کے مناسب نہیں۔

کیونکہ بعض دفعہ یہ جلدی ایسے قاری کو بہت سے احکام سے محرومی کا باعث بنا سکتی ہے جو متقن نہ ہو، اس موقع پر توسط و حدر کو فضیلت دینے کی ہماری وجہ یہ ہے کہ مقتدیوں پر تخفیف کا خیال کیا جائے وگرنہ کون سی ایسی وجہ ہے کہ جس نے سلف صالحین کو رکعات کی زیادتی اور قراءت کی کمی پہ مجبور کیا؟ کیونکہ کثرت رکعات میں تخفیف ہے تاکہ نمازی ہر سلام کے بعد کچھ وقت آرام کریں ہاں البتہ طول قیام میں زیادہ آیات کی تلاوت مع تحقیق جو نبی کریم ﷺ کے قیام کا خاصہ ہے، وہی افضل ہے۔

---

❶ احیاء علوم الدین غزالی: 114/3، طبع لجنة نشر الثقافة الاسلامیه مصر ۔

❷ زادالمعاد: 339/1.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو خوبصورت پڑھنے کی سنت

نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے (اور آپ سیدّ القراء ہیں) قرآن کو خوبصورت پڑھنا ہے۔

① ......صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی شے کی آواز کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے اپنے نبی کی بہترین آواز کو قرآن پڑھتے ہوئے سنتا ہے۔'' [1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس قدر اپنے نبی کی خوبصورت آوازِ قرات کو توجہ سے سنتا ہے کسی بھی شے کو اس قدر توجہ سے نہیں سنتا کیونکہ انبیاء کی قراءت میں مٹھاس، کمال خُلق اور مکمل خشیت ہوتی ہے اور یہ چیز آپ کی قراءت میں بدرجہ کمال موجود تھی وگرنہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام نیکوں و بد بندوں کی آواز تو سنتا ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بابرکت ہے وہ ذات جس کی سماعت نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ [2]

اس کی اپنے مومن بندوں کی قراءت کی سماعت بہت عظیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ﴾ (یونس : 61)

''اور آپ کسی حال میں ہوں اور جہاں کہیں سے بھی آپ قرآن پڑھتے ہیں اور جو بھی تم عمل کرتے ہو ہمیں سب کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام میں مشغول ہوتے ہو۔''

www.kitabosunnat.com

---

[1] متفق علیہ، البخاری فی فضائل القرآن: (فتح الباری 68/9)، مسلم فی صلاۃ المسافرین: حدیث نمبر 792.

[2] تفسیر ابن کثیر: 60/8 طبعہ دار شعب، مصر.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝﴾ (الانشقاق: 1، 2)

''جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے حکم پہ کان لگائے گا.........''

اُذن یہاں غور سے سننے کے معنی میں ہے۔یعنی آسمان غور سے اپنے رب کی بات سنے گا اور اس پر لازم بھی ہے کہ وہ اس کی بات کو غور سے سنے اور اس کی فرماں برداری کرے۔

یہاں "أذن" کی تفسیر کان لگانے سے کرنے پہ فضالہ بن عبید کی حدیث دلیل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس قدر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی تلاوت کی خوبصورت آواز کو سنتا ہے، گانے والے اپنے گانے والوں کی آواز کو بھی نہیں سنتے۔'' ❶

پس نبی کریم ﷺ قرآن کو بہت خوبصورت انداز وترنم کے ساتھ پڑھتے تھے۔آپ سے قرآن کی تلاوت سے خوبصورت کوئی شے نہیں سنی گئی۔ صحیحین میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے ہوئے سنا، آپ سے زیادہ حسنِ آواز وقراءت والا میں نے کبھی نہیں سنا۔

اور ایک روایت میں ہے ''جب میں نے یہ آیت سنی:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ (الطور: 35)

''کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے کے) خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔''

مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرا دل پھٹ رہا ہے۔ ❷

جبیر کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب وہ مشرک تھے اس کے باوجود کس قدر آپ کی

❶ ابن ماجه في السنن: 1340۔ مذکورہ عبارت ''اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس قدر اپنے نبی کی آواز کو سنتا ہے۔ یہاں تک کچھ تبدیلی کے ساتھ ابن کثیر سے لی گئی ہے۔

❷ البخاري: التفسير 49,6 و مسلم مختصراً في الصلاة: 338/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قراءت ان پر حسنِ صوت اور ترتیل کے ساتھ اثر انداز ہوئی اور آپ کے سلیقہ لغویہ سے جبیر نے جو کچھ سمجھا وہ کس قدر بامعنی تھا۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشا کی نماز میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، پس میں نے آپ سے خوبصورت کسی کو کبھی نہیں سنا۔ متفق علیہ ❶

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کو خوبصورت نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں، اور ایک روایت میں باآواز بلند کے الفاظ ہیں۔ ❷

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: (من لم يتغنّ) اس کا معنی ہے اس کے ساتھ مستغنی ہونا۔ ❸

وکیع کہتے ہیں: سابقہ امتوں کے حالات و واقعات سے مستغنی کرتا ہے۔ اسی طرح کا قول ابن راہویہ سے ابن عیینہ کے طریق سے ہے کہ اس سے مراد وہ استغنا نہیں جو فقر کی ضد ہے۔ ❹

یہی موقف امام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور صحیح میں ان کے طریقہ سے یہی بات سمجھ آتی ہے۔ جہاں فرماتے ہیں "باب من لم يتغنّ بالقرآن" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (العنكبوت : 51) ''کیا ان کے لیے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پہ کتاب نازل کی جو ان پہ تلاوت کی جاتی ہے۔''

یحییٰ بن جعدہ سے روایت ہے: مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آئے جن کے پاس یہودیوں سے کچھ لکھا ہوا تھا جو انہوں نے ان سے سنا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی حماقت (بیوقوفی) اور گمراہی کے لیے یہی کافی ہے کہ جو ان کا نبی لائے اس سے بے رغبتی

❶ البخاري: الاذان 194 طبعه حلبي، مسلم في الصلاة.

❷ فضائل القرآن میں امام بخاری نے اسی لفظ کیساتھ باب قائم کیا ہے (107/6) اور کتاب التوحید میں مسند روایت لائے ہیں۔ (209/8)

❸ بخاري تعليقاً: 108/6 ـ مناقب الشافعي ابن أبي حاتم: 106 .

❹ فتح الباري: 68/9 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کریں اور جو کوئی دوسرا لائے اس میں رغبت کا اظہار کریں۔" تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس مرسل کے شواہد بھی موجود ہیں۔ ❶

اور اس تفسیر کی تائید جو ابن ابی ملیکہ:❸ عن عبیداللہ بن أبی نهیك❷ کے طریق سے مروی ہے کہتے ہیں: مجھے بازار میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے کہا: کمائی کے تاجرو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا" جو قرآن کے ساتھ مستغنی نہیں ہوتا وہ ہم میں سے نہیں" ❹

ابو عبید قاسم بن سلام اسی تفسیر کی پسندیدگی میں کلام عرب سے استشہاد کرتے ہوئے اعشی کا قول نقل کرتے ہیں: میں عراق میں ایک کمزور آدمی تھا، کم ادنوں والا طویل تغنی والا ❺ یعنی کثرت استغنا والا۔

مغیرۃ بن حبنا کہتے ہیں:❻ ہم دونوں اپنے بھائی کی زندگی میں ہی مستغنی ہیں اور ہم جب مر جائیں تو اور زیادہ مستغنی ہوتے ہیں۔

---

❶ ابن ھبیرہ بن ابی وھب مخزومی ثقہ، ابن مسعود سے ارسال کرتے ہیں: تقریب 344/2 .

❷ الطبری: 7/21 طبع بولاق، الدر المنثور ابن أبی حاتم: 148/5 طبع ایران ۔ مراسیل ابو داؤد: ص 320 تحقیق شعیب لأرنا ؤوط اور دیکھیے امام شوکانی کی فتح القدیر: 209/4 امام ابن کثیر نے امام بخاری کے اس استشہاد کو نقل کیا تاہم کچھ ذکر نہیں کیا کیونکہ جس معنی کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا وہ (یتغنی) میں شامل ہے جیسا کہ اس کا بیان آرہا ہے۔

❸ آپ کا نام عبداللہ بن عبیداللہ بن أبی ملیکہ تیمی مدنی ہے۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ أصحاب محمد ﷺ میں سے تیس صحابہ کا زمانہ پایا۔ محمد بن حبان کہتے ہیں اسی 80 صحابہ کرام کی زیارت کی۔ مشاھیر علماء الأمصار: ص 82

❹ سنن أبی داؤد: 74/2۔ فضائل القرآن ابن کثیر کی تفسیر کے آخر میں ص 33۔ ابن خریس نے فضائل القرآن میں ذکر کیا ہے اور ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ فتح الباری: 69/9

❺ دیوان أعشی: ص 75 شرح و تعلیق د. محمد محمد حسین طبع بیروت: 1974

❻ ان کا ترجمہ دیکھیے: الشعر والشعراء ابن قتیبہ ص 406

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو عبید کہتے ہیں: اس کلام کے مطابق معنی یہ ہوگا جو کثرت دنیا سے قرآن کے ساتھ مستغنی نہیں ہوتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں۔ ❶

انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی حجت پکڑی: جس نے سورۃ آل عمران پڑھی وہ غنی ہے۔ ❷

قلت: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول فرمان نبوی سے ماخوذ ہے جو آپ نے اہل صفہ سے فرمایا، عقبہ بن عامر کہتے ہیں آپ نے فرمایا: ''کون تم میں سے پسند کرتا ہے کہ ہر دن کی صبح بطحان یا عقیق جائے اور بغیر کسی گناہ یا قطع رحمی کے دو غلہ سے بھری ہوئی اونٹنیاں لائے؟'' ہم نے کہا ہم سب ہی پسند کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''کیوں تم میں سے کوئی صبح کو مسجد نہیں جاتا کہ کتاب اللہ کی دو آیات سیکھ لے یہ دو اونٹنیوں سے کہیں بہتر ہے اور چار آیات چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور ان کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے'' ❸

تاہم اگر ہم (التغنی) کا لغوی طور پہ یہی معنی تسلیم کرلیں تو کیا یہاں یہی معنی مراد ہوگا؟

حرملۃ بن یحییٰ ❹ کہتے ہیں: میں نے ابن عیینہ سے یہی معنی سنا اس کے ساتھ مستغنی ہونا تو مجھے امام شافعی نے کہا: یہ مراد نہیں ہے اگر یہ مطلب ہوتا تو عبارت یوں ہوتی (یتغانی) یہ تو درمند ہونے اور ترنم کے ساتھ پڑھنے کے معنی میں ہے۔ ❺

حرملہ کہتے ہیں: میں نے ابن وہب سے ❻ کہتے ہوئے سنا: اس کو ترنم (لب ولہجہ)

---

❶ فتح الباری میں اسی طرح ہے: 70/9، غریب الحدیث ابو عبید: 169/2-172

❷ ابو عبید نے فضائل القرآن (ق 49 النسخة المانیا) میں کہا: حدثنا عبدالرحمن عن سفیان عن أبی اسحاق عن سلیمان بن حنظله عن عبدالله ...... فتح القدیر میں اس کو شعب الایمان بیہقی کی طرف منسوب کیا گیا ہے لیکن مجھے یہ روایت نہیں ملی۔

❸ مسلم: صلاة المسافرین ص 552۔

❹ ابو حفص تجیبی مصری صاحب شافعی۔ ان کے حالات کے لیے دیکھئے: تهذیب الکمال 548/5

❺ فضائل القرآن، ابن کثیر ان کی تفسیر کے آخر میں: ص 33۔

❻ عبداللہ بن وهب بن مسلم قرشی مولاهم ابو محمد مصری فقیہ، تهذیب التهذیب: 71/6

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے پڑھے۔ اور اسی طرح مزنی ❶ اور ربیع ❷ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے۔
ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ ربیع بن سلیمان سے نقل کیا ہے انھوں نے کہا: امام شافعی نے نبی کریم ﷺ کی حدیث "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ" میں فرمایا: حدر کے ساتھ دردمندی سے اس کو پڑھے۔ ❸

اور طبری نے شافعی سے نقل کیا ہے کہ ان سے ابن عیینہ کی "التغنی" کی تفسیر استغنا کے ساتھ کے بارہ میں پوچھا گیا تو وہ اس پہ راضی نہیں ہوئے اور فرمایا: اگر آپ کا ارادہ استغنا کا ہوتا تو آپ " لم يستغن " کہتے، آپ کا ارادہ خوبصورت آواز کا ہے۔ ❹

ابو مجاہد کہتے ہیں: سیاق حدیث بھی ابن عیینہ کی تفسیر کو رد کرتا ہے کیونکہ یہ قرات کے ضمن میں آیا ہے اور اس حدیث میں نبی ﷺ نے حسن صوت کا وصف بیان فرمایا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سننے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بعض روایات میں اس کے بعد آواز کو بلند کرنے کا بھی ذکر ہے ❺ تو ان تمام چیزوں کے پیش نظر ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی تفسیر کا کیا حال ہے؟

پھر اس حدیث مبارکہ میں قراءت کی خوبصورتی پہ مشقت کی بھی ترغیب ہے گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں: جو اپنی تلاوت میں استغنا طلب نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں تو اس معنی میں بھی تکلف اور تکلیف مالا یطاق ہے لہٰذا ہر ایک کے لیے قراءت میں غِناء کا حصول ممکن نہیں۔ ❻ اور یہ سب اس وقت ہے جب ابن عیینہ رحمہ اللہ کا مقصود وہ استغنا ہو جو فقر کے مقابلہ میں ہے جیسا کہ ابوعبید نے کہا۔ البتہ جب اس سے مراد استغنا معنوی ہو جیسے ابن راھویہ نے ان سے نقل کیا ہے یعنی سابقہ کتب سماویہ اور امتوں سے استغنا تو اس کی توجیہ ممکن ہے۔

❶ اسماعیل بن یحییٰ ابو ابراہیم صاحب شافعی (طبقات شافعیه کبری: 93/2)
❷ ربیع بن سلیمان مرادی صاحب شافعی ان کی کتب کے راوی ہیں۔ (طبقات شافعیه کبری: 132/2)
❸ مناقب شافعی: ص 157 . ❹ فتح الباری: 71/9
❺ امام بخاری حدیث ابوسلمہ میں کہتے ہیں: "وقال صاحب له......" گویا کہ حدیث کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے لیکن یہ صحیح مرفوع روایت میں ہے۔ مسلم نے اوزاعی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم: ص545)
❻ فتح الباری بتصرف: 70/9 .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور استغنا معنوی کے مطابق ترنم کا معنی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ ترنم قرآن کے ساتھ ترنم شیطان سے بے پرواہی ہے۔

⊛:...... تغنی سے وہی راجح معنی مراد لینا جس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے یعنی قرآن کو ترنم اور خوبصورت آواز سے پڑھنا درج ذیل دلائل کی بنیاد پر ہے:

الف:...... یہی معنی سیاقِ حدیث کے زیادہ مناسب ہے۔

ب:...... عبدالاعلیٰ کی معمر عن ابن شھاب روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''اللہ تعالیٰ نے جس قدر نبی ﷺ کو ترنم قرآن کی اجازت دی کسی اور شے کی نہیں دی، طبری رحمہ اللہ نے اس کو روایت کیا ہے [1] اور عبدالرزاق کی معمر سے روایت ہے، ...... جس قدر خوبصورت آواز کے ساتھ ترنم قرآن کی اجازت دی۔ [2]

اور صحیح مسلم میں محمد بن ابراہیم تیمی عن ابی مسلمہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جس قدر با آواز بلند خوبصورت آواز سے ترنم قرآن کی اجازت دی [3] ابوداؤد اور طحاوی میں نبی کریم ﷺ کا ذکر ہے۔

ج:...... فضالہ بن عبید کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس شخص کے قرآن سننے کا ذکر ہے جو خوبصورت آواز سے پڑھتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ کسی اور معنی کے متحمل نہیں پس نبی کریم ﷺ اس کے زیادہ لائق اور مستحق ہیں۔ [4]

د:...... نبی کریم ﷺ سے ترنم قرآن اور خوبصورت آواز سے قرآن پڑھنے کی ترغیب بھی اس بات کی دلیل ہے ان احادیث میں سے برا بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول

[1] فتح الباری: 71/9 .

[2] فتح الباری میں اس طرح ہے۔ (71/9) مصنف میں ہے (482/2) عبدالرزاق عن معمر عن عاصم بن ابی النجود عن براابن عازب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خوبصورت آواز والے کو اس کی اجازت دی ہے۔ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے ترنم قرآن کی۔

[3] مسلم: ص 545.

[4] حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسی لیے حدیث فضالہ سے اس معنی کی تائید کی ہے۔ (فضائل القرآن ص 31)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی آوازوں سے قرآن کو خوبصورت بناؤ'' ❶ اور ایک روایت میں ہے ''خوبصورت آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔'' ❷ خوبصورت پڑھو۔ اس کو لکھو، پس

❶ ابوداؤد :74/2، نسائی 179/2 ، ابن ماجہ :426/1 ، مستدرك حاكم :575/1- ان تمام نے طلحہ بن مصرف عن عبدالرحمٰن بن عوسجہ عن براء روایت کیا ہے۔ اس کو زاذان اور اوس نے بھی روایت کیا ہے زاذان ابوعمر ضریر تابعین میں صدوق ہیں۔ کہا جاتا ہے انھوں نے جابیہ مقام پر عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا۔ (تهـذيب التهذيب 302/3)

❷ یہ روایت زاذان اور اوس کی ہے اور یہ زیادتی بعض کے دعوی مقلوب کو رد کرتی ہے یہ ان کے اس قول کے قبیل سے ہے ''میں اونٹنی پہ حوض کے پاس آیا'' (دیکھیے التذکار قرطبی ص 114)

انھوں نے ان روایات کو مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے ''اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ خوبصورت کرو'' (اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ اچھا بناؤ) اگر یہ روایات صحیح ہوں تو ہم ان سے بھی وہی معنی لیں گے، جو حدیث میں ہے۔ ''جو قرآن کو خوبصورت نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی خوبصورت آواز اور قراءت سے قرآن پڑھنا پس معنی ''اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ خوبصورت بناؤ'' کا یہ ہوگا کہ خوب صورت آواز اور قرآن دونوں زیور ہیں جو ایک دوسرے کو خوبصورتی سے آراستہ کرتے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خوبصورت آواز قرآن کا زیور اور زینت ہے یعنی اس کی قرات کے لیے جیسا کہ جزری نے تجوید کی تعریف کرتے ہوئے مقدمہ میں کہا: وہ تلاوت کا یوں ہی زیور ہے ادا اور قرات کی زینت ہے۔

باقی رہی حدیث براتو وہ صحیح ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نسائی اور ابن ماجہ کے سند کے متعلق کہا: هَذا اسناد جيد۔ نسائی اور ابن حبان نے عبدالرحمٰن بن عوسجہ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ازدی نے یحییٰ بن سعید قطان سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں نے ان کے بارہ میں مدینہ میں سوال کیا تو لوگوں نے ان کی تعریف نہیں کی۔

ابوعبید قاسم بن سلام کہتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن سعید نے شعبہ سے بیان کیا انھوں نے کہا: مجھے ایوب نے اس بات سے منع کیا کہ میں ''قرآن مجید کو آوازوں کے ساتھ خوبصورت کرو'' حدیث لوگوں سے بیان کروں ابوعبید کہتے ہیں: انھوں نے اس لیے منع کیا کہ لوگ ناجائز ترنم کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے رخصت کا ڈھونگ رچائیں گے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: بیشک قتیبہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے بیان کیا جیسے ان سے روایت کیا گیا اگر باطل لوگوں کی تاویلات کے ڈر سے یوں ہی حدیث کو بیان کرنا ترک کر دیا جائے تو پھر احادیث رسول اللہ ﷺ کا بہت سا ذخیرہ متروک ہو جائے ان لوگوں نے تو بلکہ قرآنی آیات کی باطل تاویلیں کیں اور اس کو غیر شرعی طریقے سے غیر محلہ محمول کیا تو کیا پھر اس ڈر سے قرآن کو بھی چھوڑ دیا جائے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ کھلے اونٹ سے بھی زیادہ تیزی سے نکل جاتا ہے۔ ❶

سائب ❷ کی روایت ہے کہتے ہیں سعد ❸ نے کہا: بھتیجے کیا آپ نے قرآن پڑھا؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: ترنم کے ساتھ (پڑھو) بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ''قرآن کو ترنم کے ساتھ پڑھو جو اس کو خوبصورت نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں اور اگر تمہیں رونا نہیں آتا تو رونے کی کوشش کرو۔ ❹

ابن أبی ملیکہ نے روایت کیا ہے عبداللہ بن أبی زید نے کہا: ابولبابہ ❺ ہمارے پاس

❶ ابن أبی شیبہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ قرطبی نے التذکار ص 119 میں اس کو اس طرح منسوب کیا ہے اور کہا: ابوالحسن بن بطال نے مذہب شافعی پہ اس سے استدلال کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہے اس سے اس مسئلہ کا اشکال رفع ہو گیا ہے۔ اور اس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی ابن أبی شیبہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''قرآن سیکھو، اس کو خوبصورت پڑھو اور اس کو آگے پہنچاؤ'' یہ ابن أبی شیبہ میں ہے اور مشہور حدیث میں جس کو ان کے علاوہ نے بیان کیا ہے ''اس کو ترنم کے ساتھ پڑھو'' کے الفاظ ہیں۔ (فتح الباری 71/9)

قُلت:.... عجیب بات یہ ہے کہ باوجود مصنف (طبع دار سلفیہ بمبی کے مراجع کے) ہمیں نہ تو یہ حدیث ملی جو حافظ ابن حجر نے ذکر کی ہے اور نہ وہ جو قرطبی نے ذکر کی ہے۔ پس ہمیں معلوم نہیں کہ ہندوستان کے ناشرین نے کتاب مکمل کی یا نہیں؟ (المصنف 477/10) اس حدیث کو ابوعبید نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ''کتاب اللہ کو سیکھو اور اس کو لازم پکڑو اور میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ خوبصورتی حاصل کرو اور دوسری مرتبہ انھوں نے بغیر شک کے بیان کیا۔ نسائی نے اس طرح موسیٰ بن علی سے روایت کیا ہے۔ (فضائل قرآن ص 76)

❷ عبيد الله بن أبي نهيك (التقريب 457/1، 481)

❸ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور بعض روایات میں سعد بن مالک کا نام ہے اور وہ یہی سعد بن أبی وقاص ہی ہیں۔

❹ فضائل القرآن ابن کثیر (ان کی تفسیر کا آخر ص 35,34) اس حدیث کو ابوداؤد نے (74/2) اور ابن ماجہ نے (424/1) سنن میں (تغنّوا بالقرآن) کے الفاظ کے ساتھ ابورافع عن ابن أبی ملیکہ عن عبدالرحمٰن بن سائب کے طریق سے روایت کیا ہے، اور اسی طرح بیہقی نے شعب الایمان (15/5) میں۔ دیکھیے (مستدرک حاکم 569/1)

❺ ابولبابہ انصاری ان کا نام بشیر یا رفاعہ بن عبدالمنذر ہے۔ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے گزرے تو ہم ان کے پیچھے چل پڑے حتی کہ وہ جس گھر میں داخل ہوئے ہم بھی ہو گئے تو بوسیدہ سے لباس میں ملبوس آدمی اور پرانا سا گھر، ہم نے ان کا نسب پوچھا تو جواب ملا: کمائی کے تاجر۔ پس میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے ''جو قرآن کو خوبصورتی کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' پس میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا یعنی ان سے راوی عبدالجبار بن ورد نے پوچھا: اے ابو محمد کیا خیال ہے اگر کوئی شخص خوبصورت آواز والا نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا بقدر استطاعت اس کو اچھا پڑھے۔ ❶

پس اس حدیث میں خود راوی سے (یتغنی) کی تفسیر حسن صوت سے کی گئی ہے۔ اور اسی (تغنی کا معنی حسن صوت) میں آپ ﷺ کا اپنے خوبصورت آوازوں اور ترنم والے صحابہ کی مدح و تعریف کرنا بھی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی اس کیفیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے اس فعل پر ان کی تعریف کی ان میں سے، عبداللہ بن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے ان سے قراءت کا مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو سنائیں تو انھوں نے آپ سے کہا: کیا میں آپ پر قراءت کروں جبکہ آپ پہ قرآن نازل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے پسند ہے کہ میں اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں'' تو انہوں نے سورۃ نساء کی تلاوت کی جب یہاں پہنچے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

تو آپ نے فرمایا: ''بس اتنا کافی ہے'' ابن مسعود کہتے ہیں میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ❷

آپ ﷺ سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے کہ قرآن مجید کو اس کی اصلی

❶ ابو داؤد: 74/2 .

❷ البخاري: 85/9 ، مسلم: 551.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شکل پہ تلاوت کرے جیسے وہ نازل ہوا تو ابن اُم عبد کی قرات پہ پڑھے۔'' ❶

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لقب ہے اور آپ اتقان قرات، حسن صوت اور قوت تاثیر میں اپنی مثال آپ تھے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ان کی قرات کا آپ پہ کس قدر اثر ہوا کہ آپ کی آنکھیں بہہ پڑیں اور آپ نے ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی تعریف میں ان سے کہا: ''اے ابوموسیٰ تجھے تو آل داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں سے مزمار عطا کر دیا گیا ہے۔'' ❷

مسلم میں ہے آپ نے ان سے فرمایا: '' کاش کل رات تم مجھے دیکھتے جب میں تمہاری قراءت سن رہا تھا بیشک تجھے تو آل داؤد کے مزامیر سے مزمار دیا گیا ہے۔'' ❸

ایک روایت میں ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا کہ آپ میری قراءت کو سماعت فرما رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوب صورتی سے پڑھتا۔ ❹

ابویعلیٰ کی روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ اور عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں گزرے تو ابوموسیٰ اپنے گھر میں تلاوت کر رہے تھے۔ وہ کھڑے ہو کر تلاوت سنتے رہے اور پھر چل دیے، صبح کو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ کل رات میں گزرا کاش تو میرے کھڑے ہو کر تلاوت سننے کو دیکھ لیتا تجھے بیشک آل داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں سے مزمار دیا گیا ہے'' تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا کہ آپ میری قرات سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوبصورت پڑھتا۔ ❺

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابوموسیٰ نے رات کا قیام کیا تو نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے ان کی قرات سنی اور وہ بڑی شیریں آواز والے تھے تو سننے کے لیے کھڑی

---

❶ مقدمه ابن ماجه: 49/1، مسند احمد: من مواضع عن عمر بن خطاب 265/1 تحقيق احمد شاكر.

❷ فتح الباری: 92/9.

❸ صحيح مسلم :ص 546- مزمار کی وضاحت آگے آرہی ہے (مترجم)

❹ بقی بن مخلد نے اس کو روایت کیا ہے (دیکھیے فضائل القرآن ابن کثیر :ص 35)

❺ مسند ابی یعلی :266,13 اور 135/134,7 ، شرح السنة بغوی: 492/4.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہوگئیں، صبح ان کو کسی نے بتایا تو انہوں نے کہا اگر مجھے اس کا علم ہوتا تو میں اور بھی خوبصورت پڑھتا۔ ❶

اور ایک روایت میں ہے: اگر مجھے پتہ چل جاتا تو میں اور شوق سے پڑھتا۔ ❷

المــزامیـر: ...... مزمار کی جمع ہے اور ان کی خوبصورت آواز اور نغمہ مٹھاس کو آپ نے مزمار (بانسری) کے ساتھ تشبیہ دی، ❸ اور آل داؤد سے مراد یہاں خود داؤد علیہ السلام ہیں اور آل یہاں بطور تلازم کے ہے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو آوازِ تلاوت، حسنِ ادا اور خوبصورت لہجہ میں کمال عطا کیا گیا تھا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو داؤد علیہ السلام کے حال کے ساتھ تشبیہ دی اور داؤد علیہ السلام کو تو اس میدان میں بہت ہی عجیب ملکہ نصیب ہوا تھا۔ ❹

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن اَبی داؤد نے ابوعثمان نہدی ❺ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں ابوموسیٰ اشعری کے گھر داخل ہوا میں نے کبھی آلات موسیقی، گٹار (باجہ) وغیرہ کی اور بانسری بجانے والے کی آواز بھی ایسی نہیں سنی۔ ❻

ابوعبید نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: ابوموسیٰ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان جیسی خوبصورت آواز کسی ساز وطبلہ، سارنگی و بانسری کی بھی نہیں ہے۔ ❼

اور یہی وجہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب ابوموسیٰ کو دیکھتے تو فرماتے: اے ابوموسیٰ! ہمیں

❶ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ابن سعد نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے علی شرط مسلم روایت کیا۔ فتح الباری: 93/9، طبقات ابن سعد: 108/4

❷ فضائل القرآن ابو عبید ق 16 نسخہ ألمانیا۔ التذکار للقرطبی ص117

❸ النهاية ابن اثير: 312/2۔ ❹ اس کا بیان باب القراءۃ بالحان میں آ رہا ہے۔

❺ عبدالرحمٰن بن مل۔

❻ فضائل القرآن ابن کثیر: ص 35، طبقات ابن سعد: 108/4۔

❼ فضائل القرآن ابوعبید۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے جو کہ حلیۃ ابی نعیم میں ہے۔ دیکھیے حلیۃ الأولیاء: 258/1 (مختصر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمارا رب یاد دلاؤ تو وہ ان کو قرات سناتے۔ ❶

نبی کریم ﷺ نے سالم مولیٰ ابو حذیفہ کی بھی تعریف فرمائی اور وہ بھی قراء صحابہ میں سے تھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات عشا کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دیر سے آئی تو آپ نے فرمایا: ''تم کہاں تھی''؟

میں نے کہاں: میں آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص کی قراءت سن رہی تھی میں نے ان جیسی قرات کبھی کسی کی نہیں سنی، فرماتی ہیں: پس آپ میرے پاس تشریف لائے اور کھڑے ہو کر اور ان کی تلاوت سنی پھر فرمایا: ''یہ سالم مولی ابو حذیفہ ہیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے میری امت میں ان جیسے (قراء) کو پیدا فرمایا'' ❷

ھ:..... نبی کریم ﷺ سے فعلاً اس کا ثابت ہونا بھی ترنم وحسن صوت کی مشروعیت پہ دلیل ہے جیسا کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے ایسے ہی عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے نبی کریم ﷺ کو اونٹنی پر قراءت کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ چل رہی تھی آپ سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے آپ کی بڑی شائستگی والی قراءت تھی اور آپ آواز کو حلق میں گھما رہے تھے۔ ❸ اور ایک روایت میں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے سواری پہ سنا اور آپ آواز کو حلق میں گھما رہے تھے۔

راوی کہتے ہیں پھر معاویہ رضی اللہ عنہ ❹ نے ابن مغفل کی قراءت کی نقل اتارتے ہوئے پڑھا اور کہا اگر مجھے لوگوں کے جمع ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اس کو لوٹاتا جس طرح ابن مغفل نے

---

❶ فضائل القرآن ابن كثير صفحه :35.

❷ ابن ماجه :425/1، فضائل القرآن ابن كثير :ص 35.

❸ البخاري: فضائل القرآن باب الترجيع (فتح الباري: 92/9)

❹ معاویہ بن قرہ، عبداللہ بن مغفل سے روایت کرنے والے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کی قرات کی کیفیت کو بیان کیا ہے، میں نے معاویہ سے کہا❶ ان کی ترجیع (لوٹانے) کی کیفیت کیا تھی؟ تو انہوں نے کہا ءا ءا ءا تین مرتبہ۔❷

بعض علماء کا خیال ہے ❸ کہ آپ کی آواز کی یہ کیفیت سواری کی حرکت کی وجہ سے تھی جیسا ایک سوار شخص کی با آواز بلند کی صورت میں آواز دب جاتی ہے اور کٹ جاتی ہے اس احتمال کی بنا پہ اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

قلتُ:......احتمال کی یہ قسم کس قدر تکلف و تعجب والی ہے اور اس احتمال کی طرف لپکنے کی ضرورت ہی کیا ہے جب دوسری نصوص سے تغنی و ترنم کے ساتھ قرآن کی قراء ت کی مشروعیت ثابت ہے اور دلائل نبی کریم ﷺ کے اس فعل کو بیان کرتے ہیں۔

ترجیع:......خوبصورت آواز ترنم کا نام ہے یا اس کی شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جو عنقریب آئے گی ❹ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن کو گانے اور نوحہ کی طرز پہ پڑھیں گے۔''

تو یہ ترجیع حرام اور وہ ترجیع جائز ہے۔ اور ترجیع سے غناء یعنی ترنم کی دلیل خود راوی (معاویہ بن قرہ) کی مراد ہے، اگر لوگوں کے جمع ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسی لہجہ میں قرآن پڑھتا۔❺

اسی طرح اس کی دلیل اُم ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ میں نے اپنے بستر پہ سوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی قراء ت سنی تو آپ ترجیع فرمارہے تھے یعنی آواز کو ہلاکر پڑھ رہے

---

❶ قائل شعبہ ہیں جو کہ راوی ہیں۔
❷ بخاری: کتاب التوحید 213/8، فتح الباری: 92/9۔ یہ حدیث فضائل القرآن میں بھی ہے۔
❸ وہ امام قرطبی ہیں جیسا کہ التذکار: ص 120 میں ہے۔
❹ باب القراۃ بالالحان.
❺ الأمر بالمعروف خلال: ص 173، فتح الباری: 92/9.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تھے ❶ تو اگر وہ ترجیع سواری کی حرکت کی وجہ سے تھی تو یہ کس وجہ سے؟

پھر یہ لوگ سنتِ ترنم سے بھاگتے ہوئے اس میں وارد ہونے والی روایات کی پرتکلف تاویلیں کرتے ہیں اور شریعت کے ایک اہم مسئلہ کو بھول جاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطانی آلات ولہجات کو حرام کر دیا تو اس کے بدلہ میں قرآنی لہجات کو حلال قرار دیتے ہوئے اس کی اجازت دے دی یعنی قرآن مجید کو ترنم وخوبصورتی سے پڑھ کر اس (حرام) سے بچنے کی صورت پیدا ہوگئی کیونکہ بشری تقاضا کے تحت انسانی فطرت کا گانے اور خوبصورت آواز کی طرف مائل ہونا ہے۔

ابن اعرابی ❷ کہتے ہیں: عرب جب اونٹوں پر سوار ہوتے اور ان کے باڑوں میں بیٹھتے تو اکثر ایسی جگہوں پہ گایا کرتے تھے، جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو آپ نے ان کی عادت و طریقہ کے پیش نظر ایسے موقعوں پہ قرآن مجید کو خوبصورتی کے ساتھ پڑھا۔ ❸

پس ترتیل کے ساتھ پڑھنے والے کے لیے لازمی ہے کہ وہ ترنم اور حسن صوت میں بہت زیادہ محنت کرے اور اس کو اپنی عادت ومعمول بنا کر نبی کریم کی اتباع اور آپ کے حکم کی بجا آوری کرے۔ اگر حسن صوت اس کو پیدائشی طور پر نصیب ہو جائے تو یہ بہت ہی آسان ہے اور ایسا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ محنت و ریاضت سے اس سلیقہ کی کوشش کرے تاکہ آواز خوبصورت ہو سکے جیسا کہ ابن ملیکہ سے پوچھا گیا کہ اگر اس کی آواز خوبصورت نہ ہو تو کیا کرے؟

تو انھوں نے کہا: اپنی طاقت کے مطابق اس کو خوبصورت بنائے، بیشک یہ تکلف ہر دو حالتوں میں مشروع ہے اور اگر وہ اصلاً خوبصورت آواز والا ہو تو وہ اور زیادہ خوبصورت پڑھنے کی کوشش کرے جیسا کہ ابوموسیٰ اشعری کا قول ہے: اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ میری قراءت سن

❶ معانی الآثار الطحاوی: 344/1.

❷ محمدبن زیاد نحوی - ابو عبداللہ - متوفی 231ھ، سیر اعلام النبلاء: 687/10.

❸ لطائف الارشادات قسطلانی: 213/1، فتح الباری 70/9.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوبصورتی سے پڑھتا۔ اور یہ یقیناً طبعی طور پر کچھ زائد تکلف کے ساتھ ہوتا جو آپ نے سماعت فرمایا۔ ❶

❶ ابتدائی طالب علم اس محنت ومشقت کا زیادہ ضرورت مند ہے وہ اگر اس میں مشق ومشقت کرتا رہے گا تو ترنم اور خوبصورتی اس کی قراءت میں آسان ہو جائے گی اور اسمیں حرج بھی نہیں تا کہ وہ اسمیں متقن ہو جائے جب وہ اسمیں ماہر ہو جائے گا تو تجوید وترنم اس کی ایسی عادت بنے گی کہ تکلف ختم ہو جائے گا۔ آپ بعض اہل حدر کو سنیں گے کہ وہ محرابوں کی ایسی رونق ہوئے ہیں کہ دل ڈھل جاتے ہیں کس قدر ان کی آواز، لہجہ اور اتار چڑھاؤ میں حسن ہوتا ہے کہ تکلف کا احساس بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ ماہر فن ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں بعض کی قراءت سامع کے لیے تھکاوٹ کا باعث ہوتی ہے کیونکہ وہ اتقان ومہارت کی نعمت سے محروم ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترنم کے ساتھ پڑھنا

یہ مسئلہ علماء کے ہاں مشہور ہے۔
لحن کے لغوی معانی میں سے، خوشی سے جھومنا اور گانا ہے لیکن یہاں مراد اس سے ایک زائد چیز ہے، ترنم کے وقت آوازوں کی مختلف صورتیں اور کیفیات ہوتی ہیں، ان کو انغام اور الحان کہا جاتا ہے ان میں سے ہر قسم دوسری سے اپنے مخصوص نام کے ساتھ ممتاز ہوتی ہے۔
مجموعی طور پر اس کو قانون نغم کہا جاتا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر [1] اور شہاب قسطلانی [2] نے ذکر کیا ہے۔ یہ قانون صرف آوازوں کی اقسام اور نغمات و لہجات کو مختلف شکل میں مرتب کرنے کے لیے ہے جیسا کہ قانون شعر میں (عرض) کا حال ہے کہ اس کے ساتھ اوزان شعر کو مرتب کیا جاتا ہے۔ پس جس طرح قانون شعر اہلِ فسق وجنون کے ساتھ خاص نہیں اگرچہ اکثر و بیشتر وہی اس کا استعمال کرتے ہیں ایسے ہی قانونِ نغم اصل موسیقی اور شیطانی گلوکاروں کے ساتھ بھی خاص نہیں ہے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ داؤد علیہ السلام زبور کو ستر لہجوں کے ساتھ پڑھتے تھے اور وہ ایسی قراءت کرتے کہ بخار میں مبتلا بھی اس سے جھوم اٹھتا اور جب وہ خود رونے لگتے تو برو بحر کی سواریاں ان کے لیے خاموش ہو جاتیں اور غور سے سماعت کر کے رونے لگ جاتیں۔ [3]
ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول ''ستر لہجات'' سے مراد یہ تھا کہ ہر لہجہ و ترنم دوسرے سے جدا ہوتا اور یہ نغمات کی ایک شکل اور آوازوں کی ایک قسم ہے اور اسی کا ہم ارادہ رکھتے ہیں۔
قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے والا اگر ترنم سے پڑھے تو کیا اس کے لیے جائز

[1] فتح الباری: 9/ 72 [2] لطائف الاشارات: 1/ 217
[3] فتح الباری: 9/ 72.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ ان لہجات اور قانون ترنم کا سہارا لے؟

اس مسئلہ میں اصل حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کو عربوں کے لہجوں اور ان کی آوازوں میں پڑھو اور اہل فسق اور یہود و نصاری کے لہجوں سے بچو، میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کو گانا اور نوحہ کی شکل میں پڑھیں گے، قرآن ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، ان کے دل اور ان کو اس حال میں پسند کرنے والوں کے دل فتنہ میں ہوں گے۔'' ❶

اس حدیث میں قرآن کو عربوں کے لہجوں و آوازوں میں ترنم کے ساتھ پڑھنے کی ترغیب اور اہل فسق، شیطانی گانوں، یہود و نصاری کے کنیسوں اور گرجوں کے لہجات اور نوحہ کرنے والوں کی آواز میں پڑھنے کی ممانعت ہے اور اس میں رافضیوں کے یوم عاشوراء کے ماتموں کے لب و لہجہ بھی شامل ہیں کیونکہ ان میں دو ایسے اوصاف پائے جاتے ہیں جو حرام ہیں: عجمی لہجات اور نوحہ کرنے والوں کے لہجات۔

اس حدیث میں لحن (لہجہ) کے ساتھ مطلق طور پر ممانعت نہیں بلکہ اس میں حکم و ممانعت دونوں ہیں۔ عربوں کی آوازوں اور لہجوں میں پڑھنے کا حکم اور عجمیوں، کنیسوں اور شیطانی گلوکاروں اور نوحہ کرنیوالوں کی آوازوں اور لہجوں کی ممانعت۔

ہم اس حدیث مبارکہ اور دوسری نصوص سے فقہی اصول اُخذ کرتے ہوئے یہی کہیں گے کہ خوبصورت آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت علی وجہ الجمال میں علماء کے ہاں کوئی اختلاف

---

❶ اس کو محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں روایت کیا ہے (دیکھیے مختصر ص 75) اور طبرانی نے اوسط میں (دیکھیے مجمع الزوائد 169/7) اور بیہقی نے شعب الایمان: 580/5۔ تمام نے بقیہ کے طریق سے یوں ذکر کیا حصین بن مالک کہتے ہیں میں نے ایک شیخ کو سنا جن کی کنیت ابو محمد ہے وہ حذیفہ ہے اس روایت کو بیان کرتے ہیں فسوی کہتے ہیں: بقیہ نے کہا ان سے صرف ایک ہی حدیث ہے اور وہ افریقی ہیں۔ المعرفة والتاریخ: 480/2
امام ذہبی (میـــزان: 553/1) میں لکھتے ہیں بقیہ سے ان کا تفرد ہے اور وہ غیر معتمد ہیں لہٰذا حدیث منکر ہے کیونکہ حصین کی متابعت نہیں اس حدیث میں اس کے ساتھ ابو محمد کی جہالت بھی ہے لیکن شواہد کی بنا پر متن صحیح ہے۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ ❶ اس سے زائد امور میں اختلاف ہے کہ مختلف لہجات اور قانون ترنم کی روشنی میں کیا آواز کو قرآنی ترنم کا روپ ورنگ دیا جاسکتا ہے؟

پس امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، ❷ اور امام شافعی اور ان کے اصحاب ❸ اس کی اجازت دیتے ہیں بلکہ فورانی ❹ کہتے ہیں شافعیہ کے ہاں یہ مستحب ہے اس کی اجازت کی طرف ابن مبارک، نضر بن شمیل، اور عطاء رحمہ اللہ بھی ہیں محمد بن نصر کہتے ہیں: ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے ترنم کے ساتھ قراءت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ ❺

اور اس کی کراہت کا قول امام مالک، امام احمد کی ایک روایت، سعید بن مسیب سعید بن جبیر، قاسم بن محمد، حسن بصری، ابن سیرین اور نخعی کا ہے اور یہی قول انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اسی قول کو ابن بطال، ❻ ماوردی، ❼ بندنجی ❽ اور شافعیہ میں سے غزالی عیاض ❾ اور قرطبی ❿ نے مالکیہ سے نقل کیا ہے اور ....

❶ فتح الباری: 72/9، التبیان امام نووی: ص 51

❷ فتح الباری: 72/9

❸ السنة بغوی: 487/4، فتح الباری: 72/9

❹ عبدالرحمان بن محمد بن احمد بن فوران ابو قاسم فورانی مروزی، طبقات شافعیۃ کبری، سبکی: 109/5

❺ مختصر قیام اللیل: ص 85، باب الترجیع فی القراءۃ.

❻ ابوالحسن علی بن خلف بن بطال قرطبی مالکی ت 444ھ ترتیب المدارک: 160/8

❼ علی بن محمد بن حبیب ابوالحسن ماوردی، طبقات شافعیۃ کبری، سبکی: 268/5

❽ حسن بن عبداللہ بن یحیٰی ابوعلی ت، 425 طبقات شافعیۃ کبری، سبکی: 305/5

❾ عیاض بن موسیٰ ابوفضل یحصبی الدیباج المذھب: 46/2

❿ صاحب تفسیر محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرج انصاری اندلسی قرطبی، الدیباج المذھب: 308/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحب ذخیرہ ❶ نے حنفیہ سے نقل کیا ہے۔ اسی کو ابویعلی ❷ اور ابن عقیل ❸ نے حنابلہ سے اختیار کیا ہے اور عبدالوہاب مالکی ❹ نے امام مالک سے اس کی حرمت نقل کی ہے، اور اس کو ابوطیب طبری، ❺ ماوردی اور ابن حمدان حنبلی ❻ نے اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔

لہٰذا جس قول کو ہم نصوص اور اقوال سلف کی روشنی میں اختیار کریں گے وہ یہ ہے کہ لہجات اور ان کے قانون سے حسنِ صوت میں مدد لینا چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

[1]......صحتِ ادا میں حد سے زیادہ نہ بڑھے اور نہ ہی تجوید کے احکام کی سلامتی میں تجاوز کرے۔ پس جب ترنم احکام ادا اور تجوید و قراءت کے قواعد میں خلل پیدا کرے تو اسے حرام قرار دیا جائے گا۔ ❼

---

❶ محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ برہان الدین صاحب محیط برہانی اور ذخیرہ اور دیگر مصنفات، دیکھیے فوائد البھیة :ص 205 اور کشف الظنون :823/1۔

❷ محمد بن حسین ابویعلی قاضی ت 458ھ، طبقات حنابلہ ، رجب: 142/1

❸ ابوالوفا علی بن عقیل بغدادی ت510ھ، طبقات حنابلہ ، رجب: 142/1

❹ عبدالوھاب بن نصر بغدادی قاضی، ابو محمد مالکی ت 422ھ، الدیباج المذھب: 26/2

❺ طاہر بن عبداللہ بن طاہر بن عمر قاضی شافعی ت ـ 450، طبقات شافعیہ کبری ، سبکی: 12/5

❻ احمد بن حمدان بن شبیب نجم الدین ت 695، المقصد الأرشد فی ذکر أصحاب الامام احمد ابن مفلح 99/1

❼ حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری: 72/9 میں علماء کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ترنم کے ساتھ قرآن پڑھنے میں علماء کا اختلاف: اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب ترنم سے مخارج حروف میں کوئی خلل پیدا نہ ہو، اگر تبدیلی واقع ہوتی ہے تو نووی (التبیان) میں لکھتے ہیں: اس کی حرمت پہ اجماع ہے ان کی عبارت یہ ہے (التبیان ص 51): علماء فرماتے ہیں: قراءت میں تحسین صوت اس وقت تک مستحب ہے جب تک حروف میں بڑھوتی اور زیادہ لمبا کھینچنے سے بچے اگر ایسا کرے تو حرام ہے سو ترنم کے ساتھ قراءت کے متعلق امام شافعی ایک موقع پر فرماتے ہیں: میں اسے ناپسند کرتا ہوں اور دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: میں اسے ناپسند نہیں کرتا، ہمارے اصحاب فرماتے ہیں: ان کی رائے دونوں قول پہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ اگر مد جواز میں تجاوز کر کے حروف کو زیادہ کھینچے تو حرام ہے اور ⇦⇦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[2]......ترنم ولہجہ قرآن کے وقار وجلال اور اس کے ادب وخشوع کے خلاف نہ ہو پس بعض لہجات قرآنی شان کے لائق نہیں اور وہ ایسے مستی والے لہجات ہیں جو خشوع، خشیت اور عبرت حاصل کرنے سے دور کرے بلکہ سامع کے لیے تفریح اور رقص کا سامان پیدا کرے جبکہ ان کے مقابلہ میں ایسے لب ولہجات اور انداز موجود ہیں جن سے خشیت اور خشوع پیدا ہوتا ہے اور وہ مقام قرآن کے مناسب ہی خشوع وخضوع اور وعظ ونصیحت کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (الحديد : 16)

''کیا اب تک ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی سے اور اترتے ہوئے حق سے نرم ہو جائیں۔''

اور اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾

(الحشر : 21)

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں

⇐⇐ اگر ایسا نہ ہو تو جائز ہے۔ قاضی القضا ماوردی (کتاب الحاوی میں) فرماتے ہیں: وضع شدہ ترنموں کے ساتھ اگر قرآن مجید کے الفاظ اپنے صیغہ سے نہیں نکلتے یعنی ان کی حرکات، مدود اور قصر واخفا میں زیادتی سے التباس معنوی پیدا ہو تو حرام ہے، قاری فاسق اور سننے والا گناہ گار شمار ہوگا کیونکہ یہ، سیدھی راہ سے ہٹ جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ'' اگر قراءت وترتیل میں اس حد تک نہ پہنچے تو یہ مباح ہے کیونکہ یہ تحسین لحن وصوت ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

32786

تا کہ وہ غور وفکر کریں۔''

اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَاباً مُّتَشَابِهاً مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ﴾ (الزمر: 23)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جوایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دوہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔''

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک لوگوں میں سے خوبصورت ترین قراءت اس کی ہے جس کو قراءت کرتے ہوئے دیکھو کہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔'' ❶ پس ایسے مقامات پہ ترتیل کرنے والے کو چاہیے کہ قرات میں ایسے ترنم کے لہجوں سے بچے، جن میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق تشبیہ ہو اور بالخصوص عجمیوں کے لہجوں سے دور رہے، کیونکہ قرآن عربی ہے لہٰذا اسے عربوں کے ترنم ولہجہ کے مطابق پڑھنا چاہیے جیسے مصر کے قراء یا حجاز کے قراء کے لہجات ہیں، اس کو اس بات پہ بھی حریص ہونا چاہیے کہ وہ شیطانی گلوکاروں کے رقص و واہیات اور باہم تفریحات و بے حیائی والی کیفیات سے دور رہے، مدود کو کھینچے، حروف کو لمبا کرنے یا حذف کرنے اور احکام وصفات میں خلل پیدا کرنے سے اجتناب کرے جو کلام اللہ کے وقار وعظمت کے منافی ہے۔ اور یہود ونصاریٰ کے چرچوں اور گرجوں وغیرہ کی ترتیل میں واقع ہونے سے بھی بچے ان کی مشابہت جب مطلق طور پہ حرام ہے تو ایسے مقام پر اس کا کیا حکم ہوگا؟

❶ ابونعیم نے اس کو اخبارِ اصفہان 58/2 میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہی کے طریق سے ابونعیم نے حلية الأولياء: 19/4 میں اور دارمی نے عن عطا روایت کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ السنن: 338/3 اور اسی طرح ابن أبی شیبہ نے 414/5 ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے: ''آواز کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھا وہ شخص ہے، جو ان میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہو'' اور ابن ماجہ نے ابوزبیر عن جابر مرفوعا روایت کیا ہے: 425/1۔ دیکھیے: أخلاق حملة القاري آجری: ص 77

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نوحہ کی طرف پھسلنے سے بھی بچے تا کہ ان نوحہ کرنے والوں کے مشابہہ نہ ہو جائے جو اللہ کی تقدیر پہ ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی اس کے حکم پہ راضی ہوتے ہیں۔

[3]...... قراءت کے وقت ایسے لحن (ترنم) کی طرف مائل ہو جس میں انداز افسردگی ہو کیونکہ یہی قرآن کے مقام کے مناسب ہے اور وہ ایسا لہجہ وترنم ہے جو خشوع وعبرت کی طرف بلائے اور خشیت و بکا کی طرف کھینچے اس لیے بعض سلف نے تغنی کا معنی افسردگی سے کیا ہے۔ ❶

اس پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قرآن رقت وخشیت کے لیے نازل ہوا ہے جب تم اس کی قراءت کرو تو روو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو اور اس کو ترنم کے ساتھ پڑھو جو قرآن کو ترنم سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' ❷

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ قرآن درمندی پہ نازل ہوا ہے اس کو اسی طرح پڑھو۔ ❸

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے

---

❶ یہ تفسیر امام شافعی کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے (ص 70) اور لیث بن سعد بن سعد نے اس کو ابوعوانہ سے روایت کیا ہے اور کہا (يتغنى به) اس کے ساتھ حزن ورقتِ قلبی کا سامان کرے۔ فتح الباری: 70/9

❷ ابو داؤد: 74/2، دارمی: 338/2، أحمد: 175/1 اور حاکم: 569/1 نے اس کو ابن ابی ملیکہ کے طریق سے عن عبیداللہ بن أبی نھیک عن سعد بن أبی وقاص روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابن ابی ملیکہ عن عبدالرحمان بن سائب عن سعد روایت کیا ہے (424/1) اور آجری نے أخلاق حملة القرآن ص: 78 میں عن اسماعیل بن رافع عن ابن ملیکہ عن عبدالرحمٰن بن سائب روایت کیا ہے اور کہا: عن سعد بن مالک بدلا من سعد بن أبی وقاص۔ اور اسماعیل بن رافع، ابورافع مدنی ضعیف الحدیث ہے، حدیث کے بہت سے طرق ہیں جو ضعف سے خالی نہیں، لیکن ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں۔ اور اس پر کلام گزر چکی ہے۔

❸ طبرانی نے اوسط میں مجمع الزوائد: 169/7 اور ابونعیم نے الحلية: 196/6 میں اور آجری نے اخلاق حملة القرآن: ص 78 میں ایک ہی سند اسماعیل بن سیف سے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قراءت کے اعتبار سے وہ شخص سب سے اچھا ہے جو قرآن کو رقتِ قلبی سے پڑھتا ہے۔" ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک سورت پڑھی تو مردہ پہ رونے کے غمگین انداز میں پڑھی ❷ تاہم ترتیل کرنے والے کو اس میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے تا کہ کہیں نوحہ کرنے والوں کی طرح نہ ہو جو منع ہے پس ایسے مقام کا ضبط ماہرین ہی کر پاتے ہیں جبکہ مبتدئین اس سے عاجز ہوتے ہیں۔ ❸

[4]......ترنم ولہجات سے اسی قدر مدد حاصل کرے جس قدر اس کی ضرورت ہے کہ جس سے آواز کی خوبصورتی اور قرآن کی زینت کا حصول ممکن ہو یا اس سے کچھ زائد کر لے جیسا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاہم اس حد تک نہ نکل جائے کہ اس میں تکلف و دشواری پیدا ہو جائے جیسا کہ یہ معاملہ ایسے لوگوں میں مشہور ہو چکا ہے جنہوں نے اس کو

❶ الطبرانی (مجمع زوائد 170/7) اور فضائل قرآن ابن کثیر ص: 55 اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے۔

❷ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (70/9)

❸ اس سلسلہ میں سب سے بہتر قراءت جو حزن وتحسین صوت کا مظہر ہے منشاوی رحمہ اللہ کی قراءت ہے اور اسی طرح شروط مذکورہ کے ساتھ ترنم کا لحاظ شیخ محمد رفعت رحمہ اللہ کی آواز میں بھی ہے ان کی قراءت اور آواز کا عجیب ہی اثر ہے اور یہ شاید اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے فن میں ماہر اور صدق وخشوع میں دل سے قرآن پڑھتے ہیں نہ کہ ان کی طرح جو قرآن کو یوں پڑھتے ہیں کہ ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرتا انہی ترتیل والوں میں محمود خلیل حصری ہیں جن کی قراءت متعلمین اور ابتدائی مجودین کے لیے بہت مفید ہے لیکن وہ ترنم کا زیادہ خیال نہیں کرتے، انہی میں سے عبدالباسط عبدالصمد ہیں جو آواز میں بہت خوبصورت تاہم لہجات میں قدرے متمکن نہیں اور ان میں سے لہجات کا تکلف اور اس قدر مبالغہ کہ بعض دفعہ شروط تجوید کا فقدان مصطفیٰ اسماعیل کی تلاوت میں ہے اور ان میں برے ترین ابوالعنین شعیشع اور ان سے بھی بڑھ کر طبلاوی ہیں وہ تو قواعد واداء کی شروط کا ہی خیال نہیں کرتے بالخصوص لفظ "راء" میں اور ان کی قراءت میں ایسی تطویل ہے جو مجمع علیہ حرام ہے۔ جو میں نے کسی کیسٹ میں سنی ہے۔ انہیں میں سے (عنتر) نامی شخص ہے اس کو اللہ نے بڑی آواز دی ہے لیکن تجوید کے قواعد سے جاہل ہے اور قرآن مجید کے ساتھ کھیلنے کی اس میں بہت جرأت ہے۔ میں نے شیخ المقری سید علامہ شیخ عامر بن سید عثمان مدفون بقیع رحمہ اللہ سے سنا وہ فتوی دیتے تھے کہ اگر یہ توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔ ان قراء کی مثالیں میں نے اس لیے دی ہیں کہ یہ نشریات میں مشہور ہیں اور لوگ ان کی تلاوتیں بہت سنتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ معاش اور ذریعہ بود و باش بنایا ہوا ہے، بہت سے میڈیا پہ آنیوالے قراء ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض تو بہت ہی تکلف و بناوٹ سے یوں پڑھتے ہے کہ اس کی رگیں پھول جاتی ہیں، آنکھیں باہر کو آتی ہیں اور جسم کی نالیاں ظاہر ہو جاتی ہیں وہ شہوت کو پورا کرنے اور شہرت کو حاصل کرنے یا مال کے لالچ میں ایسا کرتا ہے ان کو پسند کرنے والے صرف آوازوں کے رسیا ہوتے ہیں، وہ ان کے لمبے سانسوں کی تو بہت تعریف کرتے ہیں لیکن قرآن سے ایک آیت بھی سمجھ نہیں پاتے۔

قرطبی کہتے ہیں: قاسم بن محمد کی مالک سے روایت ہے ان سے نماز میں ترنم کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ مجھے پسند نہیں اور کہا یہ بس ایسا ترنم ہے کہ اس کو ادا کرنے والے اس کے ذریعے دراہم کماتے ہیں۔ [1]

یہ قول جو ہم نے اختیار کیا ہے ہم اسی کو صحیح کہتے ہیں اور یہی قول دونوں طرفوں سے متوسط اور انصاف والا ہے۔ اس مسئلہ میں تشدد کرتے ہوئے اس کی قطعی اجازت نہ دینے والے [2] اور اس میں وسعت اور بغیر ضابطہ کے اجازت دینے والوں کے درمیان ہے اور اس قول کو ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ ہم سے پہلے اس کے قائل بہت سے اہل علم ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بعض فقہائے حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ اس کی صرف اجازت ہی نہیں دیتے بلکہ اس کو مستحب کہتے ہیں۔ [3]

---

[1] مقدمہ تفسیر: 10/1.

[2] سد ابواب کا یہ اسلوب ہمیں مفید نظر نہیں آتا، لوگ تو یقیناً (بدیل شرعی) کے بہت محتاج ہیں کہ جس کے ذریعے وہ مزامیر شیطان سے بچ جائیں جو کہ عام ہو رہے ہیں اور پھیل رہے ہیں، کیا یہ حکمت ہے کہ علماء اس پر فتن وقت میں اس منکر کے ازالہ سے توقف اختیار کر لیں جس نے بہت سے لوگوں کو فتنہ میں ڈال رکھا ہے، اور اس شرعی باب کو بند کر دیں جس کی شارع حکیم نے اجازت دی ہے۔ اس مسئلہ میں ہماری شدت نے حفاظ طلباء کو ترنم کی عمدگی اور تغنی کی مہارت سے بہت دور کر دیا ہے کہ وہ اس کے ذریعے دلوں کو حرکت دیتے۔ الحان کو قراء پہ حرام کہنے کی وجہ سے آج منبر و محراب متقین اور ماہر قراء سے محرومی کا رونا رو رہے ہیں لہذا ایسے لوگ وہاں آگئے ہیں جن کی آوازوں میں سوز نہیں اور قراءت میں اثر نہیں بلکہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض قواعد تجوید کو بدعت کہتے ہیں۔ واللہ المستعان (بتصرف)

[3] تقدم.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی قول کو امام نووی اور حافظ ابن حجر نے راجح قرار دیا ہے اور اختیار کیا ہے ان کی کلام پہ غور فرمائیے وہ (التغنی) میں طویل کلام کے بعد مذاہب فقہاء کا خلاصہ لحجات اور ترنم میں اپنی ترجیح کے ساتھ یوں پیش فرماتے ہیں: جو کچھ دلائل سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کو حسنِ صوت سے پڑھنا مطلوب ہے اور اگر خوبصورت آواز سے نہیں پڑھ سکتا تو اس کی قدر استطاعت کوشش کرے جیسا کہ راوی حدیث ابن اَبی ملیکہ فرماتے ہیں جو روایت ان سے ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے۔

تحسین کی جملہ صفات میں سے ہے کہ قانونِ نغم کا خیال رکھے بے شک خوبصورت آواز اس کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے اور اگر اس سے باہر نکل جائے تو یہ اس کی تاثیر پہ اثر انداز ہونے والی چیز ہے اور اچھا نہ پڑھنے والے کو تو بعض دفعہ اس کی رعایت پہ مجبور کیا جائے گا جب تک وہ اصل قراءات کی معتبر شرط کے مطابق الفاظ کی ادائیگی نہیں کرتا پس قوانین ترنم سے باہر جانے والا قبیح ادائیگی کی وجہ سے حسنِ صوت کی شرط کو پورا نہیں کرتا اور شاید یہی وجہ ہے کہ بعض علماء غنا کے ساتھ قرات کو پسند نہیں کرتے کیونکہ عمومی طور پر ترنم کی رعایت رکھنے والا ادا کی رعایت نہیں رکھتا۔ ❶ پس اگر کوئی ایسا شخص ہو جو ان دونوں کا خیال رکھتا ہے تو اس کا دوسرے سے مختار ہونا لاشک ہے کیونکہ وہ مطلوب حسن صوت کو اختیار کرتا ہے اور ادا کی ممنوع کیفیات سے دور رہتا ہے۔ ❷ واللہ اعلم

[1]...... ابو مجاہد کہتے ہیں: جو کچھ بعض سلف سے ثابت ہے وہ صحابہ کرام ہیں جیسے اَنس رضی اللہ عنہ یا ان کے بعد والے جیسے سعید بن مسیب اور ان کے ہم زمانہ یا بعد والے جیسے امام مالک اور امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے ہم عصر جو ترنم کے ساتھ پڑھنے کو ناپسند جانتے ہیں ان کی اس بات کو اسی پہ محمول کیا جائے گا کہ ایسا کرنے والا شرط ادا کو ملحوظ نہیں رکھتا جیسا کہ حافظ ابن

---

❶ ادا اور قواعد تجوید کی شرط سے مراد حروف کو مخارج سے ادا کرنا، صفات کی تحقیق اور تمام احکام کو پورا کرنا ہے۔ (مختصر)

❷ فتح الباری: 72/9

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجر رحمہ اللہ نے فرمایا۔ یا پھر اس کے ترنم میں ایسا ہیجان اور ایسی مستی ہوتی ہے جو قرآن کے وقار وعظمت کے خلاف ہے یا پھر حدیث حذیفہ میں آنے والی ممانعات میں سے کسی کے مشابہہ ہوتا ہے ان کی مراد مطلق طور پر ترنم سے منع کرنا نہیں ہے۔ ❶

اور اس کی دلیل امام احمد سے اختلاف کا نقل ہونا ہے حالانکہ وہ اس مسئلہ میں سختی سے منع کرنے والے ہیں اور اسی طرح امام شافعی سے منقول اختلاف ہے حالانکہ وہ اس کی اجازت میں وسعت سے کام لیتے ہیں، پس یہ اختلاف گویا دو حالتوں کا اختلاف ہے نہ کہ دو قولوں کا جیسا کہ امام نووی نے اس کا اقرار کیا ہے۔ خلال نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد سے ترنم کے ساتھ قراءت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا محمد، انھوں نے کہا کیا تجھے پسند ہے کہ تمہیں موحمد کہا جائے؟ ❷

ابو بکر مروزی سے روایت کیا جاتا ہے انھوں نے کہا میں نے عبدالرحمٰن متطیب کو کہتے ہوئے سنا میں نے ابوعبداللہ (امام احمد) سے ترنم کے ساتھ قراءت کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اے ابوالفضل انہوں نے تو اسے نغمہ بنا دیا ہے ان سے مت سنو۔ ❸

پس پہلی خبر ایسی قراءت بالترنم کی طرف اشارہ ہے جس سے شرط ادا مفقود ہو جاتی ہے، انھوں نے کہا موحمد، ایک حرف کا اضافہ کر دیا تو یہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور دوسری خبر اس شخص کے بارے میں ہے جو فاسق شیطانی گلوکاروں کی طرح مستی سے پڑھے جو باطل اور لغو ہے

❶ یہ ناممکن ہے کہ قاری ترنم کے ساتھ پڑھے اور وہ قانونِ نغم میں سے کسی کے مطابق نہ ہو۔ اس کو اس بات کا شعور ہو یا نہ ہو، وہ قصداً ایسا کرے یا بغیر قصد کے، مجھے لگتا یہ ہے کہ لوگ اس انکار میں آج کل بس ایسے ہی بطور عادت حکم لگاتے ہیں، ایک شخص کو میں نے سنا وہ الفاظ اذان کو حد سے زیادہ لمبا کرنے کی وجہ سے مسجد نبوی کے مؤذن کا انکار کر رہا تھا، جبکہ جامع کبیر ریاض کے مؤذن پہ اس کا عدم انکار کس قدر تعجب خیز ہے جبکہ وہ بھی اسی طرح ہی اذان پڑھتا ہے بلکہ میں نے شمار کیا تو لفظ جلالۃ (اللہ اکبر) کے الف کو تیں حرکت سے بھی زیادہ کھینچ دیا جبکہ یہ لاطبعی ہے اور قراء کا اجماع ہے کہ اس کو دو حرکتوں سے زیادہ نہیں کیا جا سکتا۔

❷ الامر بالمعروف خلال: ص 177,169 .

❸ الامر بالمعروف خلال: ص 177,169

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور قرآن کے مقام کے منافی ہے۔

یہی کچھ قاسم بن محمد کے انکار سے سمجھا جائے گا جو انہوں نے مسجد نبوی میں ایک شخص کی قرات پہ کیا اس نے ترنم اور سُر سے پڑھا تو قاسم نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی ﴿لَا یَأْتِیهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِیلٌ مِّنْ حَکِیمٍ حَمِیدٍ﴾ (حم السجدة: 42)

جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا اس کے آگے سے نہ پیچھے سے یہ حکمتوں اور خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ یہ معنی ان کے استشہاد سے سمجھا جائے گا اور یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے بعض گانوں کی طرز پہ ایسے ترنم سے پڑھا جس پہ اہل فسق و کبائر پڑھتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص آسانی کے ساتھ ایسی غمزدہ اور افسردہ قراءت کرے جس سے دل میں حرکت پیدا ہو جائے تو کیا اس سے کسی نے منع کیا ہے؟

خلال کہتے ہیں: مجھے ابوبکر مروزی نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے سنا جب ہم ایک جنگ سے واپس آرہے تھے وہ ایک شخص سے کہہ رہے تھے، اگر ایسا پڑھ.........اور ابوعبداللہ کی آنکھوں میں آنسو ٹپکنے لگے۔ ❶

خلال کہتے ہیں میں نے ابوبکر مروزی کو دیکھا جب ان کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جو شائستگی اور نرمی سے قراءت کرتا تو اکثر وہ اسے کہتے کہ وہ یہ پڑھے:

﴿إِنَّ الْأَوَّلِینَ وَالْآخِرِینَ لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِیقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُومٍ﴾

(الواقعة: 49، 50)

''آپ کہہ دیجیے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے ایک مقرر دن کے وقت ضرور جمع کیے جائیں گے۔''

یہ بات معروف ہے کہ غمزدہ کرنے والی قراءت الحان کی اقسام میں سے ہے اور (خوبصورت) آواز کی ایک شکل ہے۔ تو شاید امام احمد اور دوسرے سلف صالحین سے اس کی

❶ الخبر عند خلال ص 176.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ممانعت میں سختی اسی بنا پر ہے کہ جو قراءات میں تکلف زائد کی طرف چلا جائے ورنہ مطلق طور پر ترنم ولہجہ کی ممانعت نہیں کیونکہ جب قاری ترنم وخوبصورتی سے قرآن پڑھے گا تو لازمی ہے کہ وہ قانون نغم کی وضع کردہ چیزوں میں سے کسی نہ کسی کے مطابق ہی ہوگا وہ اس کا ارادہ کرے یا نہ کرے اور غالباً اگر وہ ارادہ سے ایسا کرے اور ماہر قراءات بھی ہو تو یہ حسنِ قراءت کو دوبالا کردے گا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❶

دیکھیے یہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں کہ جو نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ آپ میری قراءت کو سن رہے ہیں۔ تو میں اور عمدگی سے پڑھتا یعنی اس میں قدر زائد کوشش کرتا حالانکہ جب آپ نے ان کو سنا تو وہ کمال خوبصورتی سے پڑھ رہے تھے حتی کہ آپ نے ان کو مزامیر آل داؤد سے تشبیہ دی، اگر وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت پڑھتے تو کیا عالم ہوتا؟

پس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ تحسین اور قدر زائد کوشش حد شرعی ہے اس میں کسی قسم کا نزاع نہیں ہونا چاہیے۔ اور شاید اسلاف سے اس کی ممانعت میں جو شدت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ ان کے زمانہ میں اس قدر اس میں لوگ آگے نکل گئے کہ بعض تو اس صورت حال تک جا پہنچے جو قرآن مجید کے شانِ شایان نہ تھی، پس انھوں نے قرآن مجید کو سُر لگانے والوں اور پادریوں کے لہجوں میں پڑھا، ان میں سے بعض نے نت نئے پیدا ہونے والے گانوں کے لہجوں میں پڑھا اسی پر ہیثم کی قرات ہے: ﴿أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ﴾ (الكهف: 79)

اس کو انھوں نے گانے کی طرز پہ یوں کھینچا: (اس شعر کے وزن پر)

" أما القطاة فإني سوف أنعتها نعتًا يوافق نعتي بعض مافيها" ❷

---

❶ احياء علوم الدين غزالي: 114/3.

❷ المعارف ابن قتيبة: ص533.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصل:

ابن ابی ملیکہ (راوی حدیث التغنی) کے قول کے مطابق جب ان سے پوچھا گیا آپ کا کیا خیال ہے جب کسی کی آواز خوبصورت نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ انہوں نے فرمایا: ''حسب استطاعت کوشش کرے'' کے الفاظ سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قاریٔ قرآن کو چاہیے کہ تحسین صوت کے لیے وسائل میسرہ کو بروئے کار لاتے ہوئے آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے، ان وسائل میں سے قانونِ نغم کا جاننا اور ان میں سے مقام قرآن کے مناسب اختیار کرنا ہے یہ چیز تغنی بالقرآن کے لیے بقدر ضرورت ہو اور وہ اپنے ماہر استاد سے اس کو سیکھے جو اس کو قرآن پڑھاتا ہے۔ ❶

انہی (وسائل) میں سے نقل اتارنا ہے یعنی وہ اپنے شیخ کی نقل اتارے اور یہ تعلیم کے وقت بہت ضروری ہے یا پھر خوبصورت آواز والے ماہرین میں سے کسی کی نقل اتارے جو خوبصورت لہجہ سے پڑھتے ہوں جیسے منشاوی، عبدالباسط عبدالصمد یا آئمہ تراویح میں سے جو حدر میں ایسے اصحاب ترتیل ہیں جو خوبصورت آواز اور حسن ادا کے ساتھ محرابوں کی زینت بنتے ہیں، ہم اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے بلکہ ہم نے اپنے مشائخ سے پڑھنے اور اب پڑھانے کے دوران یہی تجربہ حاصل کیا ہے کہ اس کی آج کل بہت اشد ضرورت ہے بالخصوص ابتدائی طالب علموں کے لیے تاکہ وہ ترتیل میں ماہر اور آواز و لہجہ کے تسلسل میں ممتاز ہو جائے۔

قراءت میں لہجہ اور آواز کی نقل مطلقاً جائز ہے۔ دلیل کے لیے دو حدیثیں ہی کافی ہیں۔

پہلی: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری میں روایت جس میں سورۃ فتح یا آیات سورۃ فتح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجیع سے پڑھنا۔ ❷

❶ یہ قید بہت ضروری ہے تاکہ لب و لہجہ میں قراء کی نقل اتارے نہ کہ اصل موسیقی یا فسق و کبائر والوں کی کیونکہ اس سے آپ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

❷ تقدم.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

وجہ الدلیل: راوی حدیث معاویہ بن قرہ کا یہ کہنا ہے: اگر میں چاہوں تو نبی ﷺ کی قراءت کی طرح پڑھوں تو میں ایسا کرسکتا ہوں۔ ❶

بخاری کی ہی روایت میں ہے: اگر مجھے لوگوں کے جمع ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو میں ایسے ہی پڑھ کے سناتا جیسے عبداللہ بن مغفل نے نبی کریم ﷺ کی طرح پڑھ کے سنایا۔ ❷

اور ابوعبید کے ہاں یہ الفاظ ہیں: اگر لوگوں کے جمع ہونے کا ڈر نہ ہوتا، تو میں آواز یا لہجہ وہی اختیار کرتا۔ ❸ تو ثابت یہ ہوا کہ صحابی رسول عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے آواز یا لہجہ میں نبی کریم ﷺ کی قراءت کی نقل کی ہے اور تابعی معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ بھی ایسا کرنا چاہتے تھے۔

دوسری دلیل: صحیح بخاری میں سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں ایسی قراءت کی ترغیب ہے جو دلوں کو نرم کرنے والی ہو۔ جب نبی کریم ﷺ کسی فضیلت کی ترغیب دیتے تو آپ اس کو پہلے کرنے والے ہوتے اس لیے آپ ﷺ جب قرآن مجید پڑھتے تو خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رُلاتے اسی طرح صحابہ کرام آپ کے لہجہ میں ہی قرآن پڑھتے، بے شک تحزین (افسردگی) لہجہ کی ایک قسم ہے اور ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک سورت کی یوں قراءت کی گویا وہ مردہ پہ رونے کے مشابہ غمزدہ حالت میں ہوں۔ ❺

کیا ہر قاری کے لیے یہ مشروع نہیں کہ وہ لہجہ میں نبی کریم ﷺ کی نقل کرے؟ کیا ہم پہ لازم ہے کہ ہم ایسی نصوص ذکر کریں جس میں صحابہ کرام آپ کے لب ولہجہ کی نقل کرتے کیا اس کے لیے اتنا ہی کافی نہیں کہ اقتدا ومتابعت نبی کریم ﷺ پہ صحابہ ویسے ہی بہت حریص تھے۔ لہٰذا ہر شاگرد کے لیے جائز ہے کہ وہ ادا، آواز اور لہجہ میں اپنے شیخ کی نقل اتارے کیا ہم سب معلم اول اور اپنے امام وآقا کی ہر مسئلہ میں پیروی نہیں کرتے؟

---

❶ صحیح بخاری فی التفسیر، فتح الباری 8/ 583.

❷ صحیح بخاری فی التوحید :8/ 213

❸ فضائل القرآن ابو عبید ق ١٥، النسخه المانیا.

❹ تقدم. ❺ تقدم.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی تجوید کا حکم

قرآن مجید پڑھنے والے ہر شخص پہ لازم ہے کہ وہ اس کو تجوید کے ساتھ پڑھے یعنی ادا کی شرط، تجوید کے قواعد اور قراءات کے احکام کو ملحوظ خاطر رکھے۔

اس میں سب سے پہلے حروف کی تجوید ہے کہ ان کو ان کے مخارج سے بالتحقیق اور صفات لازمہ کو پورا کرتے ہوئے ادا کرے تاکہ بعض حروف کا بعض سے اختلاط نہ ہو پھر اسے چاہیے کہ ادغام واظہار، غنّہ ، ترقیق و تفخیم ، فتح وامالہ اور مد وقصر وغیرہ کا خیال رکھے۔ پھر وقوف کی معرفت اور ان کی رعایت رکھنا ہے۔ پس رؤس آیات پہ وقف کرے اور وقف قبیح سے بچے اور جہاں وقف لازم ہو وہاں وصل سے گریز کرے۔

ان قواعد کے ساتھ تجوید اصل میں نبی کریم ﷺ کی صفت قراءت کی اصطلاحی کیفیت کا نام ہے وگرنہ مقصود تو اس صورت میں قرآن مجید پڑھنا ہے جس پہ وحی کا نزول ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین سے مشافہتاً عرضاً وسماعاً سیکھا جیسا کہ گزر چکا ہے اور آپ نے بہت سے صحابہ کو ایسے سکھایا۔

حافظ شمس الدین ابن جزری اپنے مقدمہ میں فرماتے ہیں: قرآن مجید کو تجوید کے احکام کے ساتھ پڑھنا واجب ہے جو تجوید سے قرآن نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے (تجوید) کے ساتھ ہی نازل کیا ہے اور اسی طرح ہی ہم تک پہنچا ہے۔

اس حکم پہ بہت سے دلائل ہیں۔ [1]

ان دلائل میں سے:

---

[1] اس مسئلہ میں سلف کے درمیان کوئی اختلاف تھا ہی نہیں اس لیے انہوں نے اس مسئلہ کو تلاش کرنے سے گریز کرتے ہوئے اس کے عمل کی طرف توجہ دی ہے۔ (مختصر)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[1]..... قراءت قرآن عبادت ہے جس کا مکلفین کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ﴾ (المزمل: 20)

''جتنا قرآن تمہارے لیے پڑھنا آسان ہو، اتنا ہی پڑھو۔''

اور عبادات ہر لحاظ سے توقیفی (منزل من اللہ) ہوتی ہیں۔ پس اسی طرح ادا کی کیفیت بھی ہے، جس طرح نماز کی کیفیت توقیفی ہے اور اسناد ثابتہ اور متصلہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے حاصل کی گئی ہے اس طرح قرات کی کیفیت بھی توقیفی ہے جو نبی کریم ﷺ سے ہی متصل اور صحیح وصریح سند سے حاصل کی جائے گی، اس سلسلہ میں نماز اور قرات کا کوئی فرق نہیں کیا جائے گا آپ ان دونوں کا لزوم اس بات سے نہیں دیکھ سکتے کہ فاتحہ کو نماز کہا گیا ہے۔ بلکہ قرآن کی مطلق قراءت کو بھی صلاۃ (نماز) ہی کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾

www.kitabosunnat.com
(الاسراء: 110)

''نہ آپ اپنی نماز میں بہت بلند آواز سے پڑھیے اور نہ بالکل پوشیدہ بلکہ درمیانہ رستہ اختیار کیجیے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ یعنی اپنی قراءت کو بلند نہ فرمائیے کیونکہ کافر قرآن سن کر گالیاں دیتے ہیں۔ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ اور نہ ہی اپنے اصحاب سے اس کو چھپائیے کیونکہ وہ اس کو سن کے ہی آپ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ❶

[2]..... کوئی کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ نماز کی ادائیگی کی کیفیت کے متعلق تو دلیل ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نماز ایسے پڑھو جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو'' ❷ جبکہ

❶ تفسیر ابن کثیر: 73,3.

❷ صحیح بخاری: کتاب الأذان باب، 18 155/1

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قراءت کے متعلق کوئی ایسا حکم نہیں؟

ہم اسے یہ جواب دیں گے: ہم واضح کر چکے ہیں کہ قرات قرآن کو نماز کہا گیا ہے پس وہ (قرات) خود بخود "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" کے خطاب میں داخل ہے۔

پھر یہ بھی کہ ہر عبادت کا معاملہ توقیفی ہے جیسا کہ نماز کا مسئلہ ہے ورنہ آپ کی طرح روزہ رکھنے میں ہمارے پاس کون سی دلیل ہے اور اہل علم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو روزے کے توقیفی ہونے کا قائل نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ ایسی نصوص موجود ہیں جن میں ہمیں آپ ﷺ کی قراءت کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہمیں علی بن ابی طالب نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ قرآن کو ایسے پڑھو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے۔ ❶

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " قرآن مجید کو چار اشخاص سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ اور ابی بن کعب۔" ❷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو اس کی اصلی حالت پہ پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد کی قراءت پہ پڑھے" یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ❸

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ قرآن کو اسی طرح پڑھا جائے جیسا وہ نازل ہوا ہے۔" ❹

پس یہ نصوص اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ قراءات توقیفی ہیں کسی کے لیے اس صورت

---

❶ تفسیر ابن جریر، مقدمه 23,1، اللوامح ابو الفضل رازی، مخطوط ص: 3

❷ صحیح بخاری: فضائل القرآن، باب8، 102/1

❸ تقدم.

❹ الجامع الصغیر للسیوطی، انہوں نے ضعیف کی رمز لگائی ہے اور اس کو (الابانة) میں ابونصر سجزی کی طرف منسوب کیا ہے۔ فیض القدیر 297/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ میں پڑھنا جائز نہیں جو نبی کریم ﷺ کی جانب سے حاصل کی گئی ہے اور جس کو مقرئین (قراء حضرات) نے مشافہتاً سیکھا ہے، بے شک نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے لیے پڑھانے والوں کا تعین فرمایا اور یہ تعین صرف انہی افراد تک محدود نہیں بلکہ دوسری احادیث میں آپ نے اوروں کو بھی شمار فرمایا ہے۔

[3]...... اگر کوئی شخص یہ کہے کہ قرآن مجید لسانِ عرب میں نازل ہوا ہے تو ایک عربی شخص کو اس کے نطق کے لیے قواعد سیکھنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اس کو بلا تکلف پڑھ سکتا ہے کیونکہ وہ اسی کی لغت میں ہے۔

تو ہم کہیں گے: صحابہ کرام کو ان کی لغت پہ اکتفا نہیں کرنے دیا گیا کہ وہ اپنی زبان کی آسانی کے مطابق اسے پڑھ لیں بلکہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس کی قراءت کی کیفیت کو سیکھیں حالانکہ وہ فصیح عرب ہیں غلطی سے انہیں واسطہ ہی نہیں اس سب کچھ کے باوجود انہیں اس حکم کا مکلّف ٹھہرایا گیا کہ ''ویسے پڑھو جیسے تمہیں سکھلایا گیا ہے۔'' اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ قرآن ان کے مخصوص لغات ولہجات کے مطابق نازل ہوا نہ کہ ہر زبان کے مطابق، ان کی زبانوں میں عمدہ بھی ہیں اور غیر عمدہ بھی لہٰذا ان پر شفقت کرتے ہوئے قرآن کو ہلکی زبانوں سے پاک رکھا گیا ہے۔ آپ اسمیں نہ کسکسہ تمیم پائیں گے اور نہ ہی کشکشہ ہوازن، نہ قرانیہ عراق اور نہ ہی طمطانیہ حمیر ❶ بلکہ اس کا اکثر حصہ قریش کی زبان میں نازل ہوا اور وہ فصیح عرب ہیں اور اس کا بہت سا حصہ غیر قریش کی لغت میں بھی ہے جیسے امالہ اور ہمزہ یہ دونوں قریش کی لغت سے نہیں کیونکہ قریش نہ امالہ کرتے ہیں اور نہ ہی ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اسی لیے امام شافعی قریشی ہونے کی وجہ سے (القران) کو بغیر ہمزہ کے پڑھتے تھے۔

---

❶ ابوالفضل رازی کہتے ہیں: اہل حیرہ کی زبان میں کثرت امالہ کو کہتے ہیں اور القرانیہ قاف مع تخفیف اس ناقابل فہم کلام کو کہتے ہیں جو عجمی ہو اور الكسكسة کاف کو سین سے بدلنے کا نام ہے جبکہ الكشكشة کاف کو شین سے بدلنے کا نام ہے اور الطمطانية ابہام کو کہتے ہیں۔ (اللوامح يا شرح حديث أحرف سبعة ق44) بتصرف

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کاتبینِ قرآن کی جماعت سے کہا جب تم لوگوں کا اور زید بن ثابت کا کسی کلمہ کے عربی یا غیر عربی ہونے میں اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھ دینا کیونکہ قرآن ان کی زبان کے مطابق نازل ہوا ہے۔ ❶

ابن انباری روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا وہ یوں پڑھ رہا تھا: (عتی حین) تو انہوں نے فرمایا: تجھے اس طرح کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے کہا عبداللہ بن مسعود نے، تو انھوں نے ان کی طرف لکھ بھیجا بے شک قرآن لغتِ قریش میں نازل ہوا ہے لہذا لوگوں کو اسی لغت کے مطابق پڑھاؤ ان کو لغت ھذیل مت پڑھاؤ۔ ❷

خلاصہ یہ ہوا کہ جب صحابہ کرام کو باوجود فصیح ترین عرب ہونے کے اجازت نہ تھی کہ وہ اپنی اپنی زبان کی آسانی کے مطابق قرآن پڑھ لیں تو دوسروں کو بالاولی اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس کو جبکہ آپ نے ضاد کے نطق کو سب سے فصیح ادا کیا اس بات کی اجازت نہ تھی بلکہ آپ کو قرآن کی تعلیم قوی امین (جبریل) سے مشافہتاً اور عرضاً دسماعاً دی گئی اور اس کو حاصل کرنے کا حکم دیا گیا بلکہ اس کو حاصل کرتے وقت غور سے سننے کا حکم دیا گیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ❸

بس کیا اب بھی یہ کہا جائے گا کہ اس زمانہ میں عربی دان کو اپنی لغت کے مطابق قرات کی اجازت ہے، وہ علم قرات اور تلقی کیفیت کا محتاج نہیں جس کو وہ ماہر قراء سے مشافہتاً سیکھے؟ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ زبانیں ٹیڑھی ہو چکی ہیں، عجمیت غالب آ چکی ہے اور اغلاط عام ہو گئی ہیں؟

[4]..... اگر کوئی یہ کہے کہ کیا قرآن کی قرات کو تجوید سے پڑھنا نبی کریم ﷺ سے متصل سند کے ساتھ ثابت ہے اور یہ اسناد کہاں ہیں جن کا قراء دعوی کرتے ہیں؟

❶ المصاحف لابن أبن ابی داوٗد: ص20.
❷ ایضاح الوقف والابتداء: 13/1
❸ تقدم.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو ہم کہیں گے: سلف کے ہاں قاعدہ معروف ہے اور اس کو ہر زمانہ کے بہت سے قراء نے اختیار کیا ہے کہ قرات قرآن کو تلقی بالمشافہہ حاصل ہے اور یہ متواتر اسناد سے ہی ثابت ہے بلکہ اس کو روایت کے دوسرے طریقوں سے حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا۔ لازمی ہے اس کو بالمشافہہ سیکھا جائے لہٰذا یہی صحیح قول ہے کہ اس میں نہ اجازہ ہے اور نہ مناولہ یا وجادہ۔ ناظم کہتے ہیں: اس کو کتابوں سے حاصل کرنا جائز نہیں جیسا کہ علماء نے صراحت کی ہے بلکہ آپ پہ لازم ہے کہ اس کی معرفت اس سے حاصل کریں جو اس کی کیفیت کو تمھارے سامنے ادا کر کے دکھائے۔ ❶

سلف تو یہی کہتے ہیں کہ قرات قرآن سنت متبعہ ہے۔ بعد والے پہلوں سے حاصل کریں گے۔

ابوبکر بن مجاہد عتیبی بغدادی (ت 324)، اس بات کو اپنی کتاب (السبعۃ) میں زید بن ثابت، محمد بن منکدر، عروۃ بن زبیر اور شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ ❷ اور اسی طرح عمر بن خطاب ❸ اور عمر بن عبدالعزیز سے بھی روایت ہے ❹ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابوبکر مجاہد نے ابوزناد ❺ عن ابیہ عن خارجۃ بن زید عن ثابت عن ابیہ یوں بیان کیا ہے۔ قرات سنت متبعہ ہے اس کو جیسے حاصل کرو، ویسے پڑھو۔

شعیب بن ابی حمزہ عن محمد بن منکدر ❻ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا قرآن کی قراءت سنت ہے اس کو پچھلے پہلوں سے حاصل کریں گے۔

❶ ہمارے شیخ محمد امین بن آیدالجکنی شنقیطی کی املا۔

❷ السبعۃ: ص 49 تا 52 .

❸ النشر، ابن جزری: 17/1 .

❹ المرشد الوجیز ابو شامہ، ص: 170 .

❺ عبداللہ بن ذکوان قرشی المعروف ابوالزناد مولی عمر بن خطاب۔ التقریب: 413/1 .

❻ محمد بن المنکدر بن عبداللہ قرشی ابوعبداللہ سرداران قریش اور اہل مدینہ کے قراء اور عبادت گزاروں میں سے ہیں۔ 130 ہجری میں فوت ہوئے۔ مشاہیر علماء الامصار، ص: 65

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعبی ❶ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: قراءت سنت ہے، پڑھو جس طرح تمہارے پہلوں نے پڑھا۔

ابن لہیعہ ❷ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ ❸ انہوں نے فرمایا: قرآن کی قراءت، رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے جیسے تم کو سکھایا جائے ویسے پڑھو۔

پس کیا ان نصوص کے بعد بھی کسی کو اس مسئلہ میں شک ہے؟ باقی رہا یہ مسئلہ کہ یہ اسانید کہاں ہے؟ تو جو بلند ہمت ہے وہ "التیسیر" اور " جامع البیان" کے مقدمہ کو پڑھے اور اسی طرح ابن مہران کی "الغایۃ" ابو معشر طبری کی "سوق العروس" القلانسی کی "ارشاد المبتدی" ابن غلبون کی "التذکرہ" ابن باذش کی "الإقناع" حافظ شمس الدین ابن جزری کی "النشر" اور اس فن کی دیگر کتابوں کا مطالعہ کرے علاوہ ازیں یہ اسانید آج اس زمانہ میں بھی اہل فن کے پاس موجود ہیں۔

[5]..... قرآنی نصوص اور احادیث نبویہ شرطِ ادا اور احکام تجوید کے اہتمام میں وجوب پہ دلالت کرتی ہیں ان نصوص میں سے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل: 4)

"اور قرآن مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھیے۔"

ابن جریر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے "بینه بیانا" یعنی اس کو خوب وضاحت کے ساتھ پڑھیے۔ ❹ اور یہ وضاحت وفصاحت مشروط ادا کی رعایت کے بغیر ممکن

❶ عامر بن شراحیل شعبی، امام مشہور، کوفہ کے کبار تابعین میں سے ہیں، 105 ہجری میں فوت ہوئے۔ مشاهير علماء الأمصار، ص: 65

❷ عبداللہ بن لہیعۃ بن عقبہ حضری ابو عبدالرحمان مصری۔ التقریب: 444/1

❸ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی، آپ کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق ہیں، مدینہ کے فاضل تابعین میں سے ہیں۔ علماء الأمصار، ص:64

❹ تفسير ابن جرير، طبع بولاق: 80/29

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں، یہ امر ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے جب تک کوئی قرینہ نہ پایا جائے جو کہ یہاں نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾
(البقرۃ: 121)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی کما حقہ تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔''

ابن جریر طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کی تلاوت کا حق یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جائے اور اس کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور اس کے کلمات میں تحریف و تبدل نہ کیا جائے۔ ❶ اسی طرح امام بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا ہے ان سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ مداً (کھینچ کے) پڑھتے تھے۔ بسم اللہ کو کھینچ کر پڑھتے اسی طرح الرحمٰن اور الرحیم کو بھی۔ ❷

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک شخص کو پڑھا رہے تھے تو اس نے "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ" کو بغیر مد کے پڑھا۔ ❸ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھایا، اس نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمان! آپ کو

❶ تفسیر ابن جریر: 411/1۔

❷ بعض لوگوں نے جلدی کرتے ہوئے قراء کے متعلق یہ خیال کیا ہے کہ وہ باوجود صحیح حدیث کے ثابت ہونے کے یہاں مد نہیں کرتے جب کہ یہ زعم باطل ہے۔ قراء حضرات نے بالا جماع یہاں مد کو ثابت کیا ہے تاہم لفظ (اللہ) اور (الرحمان) میں مد طبعی ہے جب کہ (الرحیم) میں حالت اصل وصل اور حالت وقف بوجہ مد عارضی تینوں وجوہ ہیں اور اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (دیکھیے فضائل القرآن: 112/6)

❸ یعنی بغیر مد کے اور مقصود مد متصل ہے۔ (التوبہ: 60)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کیسے پڑھایا ہے؟ تو انھوں نے "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ" کو مد کے ساتھ پڑھا۔ ❶

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو فجر میں "ق" کی تلاوت کرتے ہوئے سنا آپ نے اس حرف کو کھینچا "لها طلع نضيد" اور نضید کو کھینچ کر پڑھا۔ ❷

یہ تمام نصوص مد کے ساتھ ہیں۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو "طه" کی تلاوت سنائی اور مد نہیں کی ❸ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "طه" اور مد قصر کی پھر فرمایا: اللہ کی قسم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سکھایا ہے۔ ❹

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: وہ (صحابہ کرام) الف اور یا کو برابر سمجھتے تھے یعنی تفخیم اور امالہ میں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قرآن مجید تفخیم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے) ❺

قراءت میں غلطی کا حکم

اس سند میں اصل مستدرک حاکم کی روایت ہے جس کو انہوں نے ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا اس نے پڑھا تو غلطی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی اصلاح کرو۔'' ❻

قراءت میں لحن کا معنی ہے (غلطی) صحابہ کرام کے زمانہ میں بہت ہی کم وقوع پذیر

❶ سنن سعید بن منصور اور ان سے ابن جزری نے نشر میں روایت کیا ہے۔ 315/1

❷ ابن ابی داؤد نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ فتح الباری: 9/8

❸ امالہ کبری کو کسر بھی کہتے ہیں اور اضجاع بھی کیونکہ کھڑی الف کو جھکا دیا جاتا ہے۔

❹ سخاوی علم الدین نے جمال القراء: 498/2 میں اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے اور دانی نے طبقات القراء میں اور ان سے جزری نے نشر 31/2 میں۔

❺ مستدرك حاكم: 242,231/2 جس کے الفاظ یہ ہیں: (انزل القرآن بالتفخيم ......) امام ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث منکر اور واہی ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان 237/5 میں بھی روایت کیا ہے۔

❻ المستدرك: 439/2 حاکم کہتے ہیں صحیح الاسناد اور ذہبی نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوجود۔ کیونکہ وہ فصیح ترین عرب تھے ۔اس حدیث مبارکہ میں اس کی مذمت ہے اور یہ ضلال (گمراہی) کی قسموں میں سے ہے جس کے کرنے والے کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

کبھی کبھار یہ غلطی کلمات میں تبدیلی کا سبب بن جاتی ہے تو اس وقت وہ بہت زیادہ مذمت بلکہ قدرت ہونے کے باوجود نہ بچنے کی شکل میں گناہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

ابن جریر نے ابو العالیہ ❶ سے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے قسم ہے! اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جائے اور اس کی تلاوت ایسے کی جائے جیسے تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کے کلمات کو تبدیل نہ کیا جائے۔ ❷

قراءت میں لحن (غلطی) یا تو اعراب میں ہوگی یا پھر نص قرآنی میں تبدیلی کی غلطی ہوتی ہے یعنی اس کو دوسرے کلمہ یا حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس کو تحریف کہتے ہیں۔ چاہے معنی صحیح ہی کیوں نہ ہو کیونکہ پڑھنے والے نے جس حرف کو ادا کیا ہے وہ قرآن مجید میں ہے ہی نہیں، یا پھر غلطی لہجہ میں ہوتی ہے اور یہی اکثر و بیشتر واقع ہوتی ہے۔

اعراب میں غلطی کی مثال محمد بن قاسم انباری کی روایت ❸ ہے کہ زیاد نے ابو اسود کی طرف کسی کو بھیجا اور کہا: اے ابو اسود! عربوں کی زبانوں پر اب یہ حمیری زبان بہت عام ہو رہی ہے

---

❶ ابو العالیہ الریاحی ان کا نام رفیع بن مہران ہے۔ التقریب 252/1

❷ تفسیر ابن جریر تحقیق محمود شاکر :567/2 .

❸ یہ واقعہ تفصیلاً ایضاح الوقف والابتداء فی کتاب اللہ عزوجل: 39/1 میں دیکھیے اس کو دانی نے محمد بن علی بغدادی عن الانباری روایت کیا ہے۔ المحکم ص:3، یہاں کچھ اور روایات بھی انباری نے ذکر کی ہیں جن کی اسناد میں علت ہے۔ روایت کرنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے علم نحو اور مصحف کے نقاط ابو الاسود دؤلی نے وضع کیے ہیں، جس کا نام ظالم بن عمرو ہے لیکن بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے عمر بن خطاب کے حکم سے ایسا کیا اور بعض کے ہاں علی بن ابی طالب کے حکم سے، اور بعض روایات کے مطابق زیاد سے انہوں نے اجازت لی تھی۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ زیاد امیر کوفہ جو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہے، انہوں نے اس بات کا مطالبہ کیا تھا۔ واللہ علم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جس سے لسان عرب خراب تر ہوتی چلی جاتی ہے ممکن ہو تو آپ ایسے قوانین واحکام مرتب کر دیں، جس سے لوگوں کی کلام اور اعراب قرآن کی اصلاح ہو سکے تو ابو اسود نے انکار کر دیا اور زیاد کی بات ماننے سے گریز کیا تو زیاد نے ایک شخص سے کہا: ابو اسود کے راستہ میں بیٹھ جایئے اور جب وہ تیرے پاس سے گزریں تو قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اس میں جان بوجھ کر غلطی کر دینا تو اس شخص نے ایسا ہی کیا، جب ابو اسود گزرے تو اس نے اونچی آواز میں پڑھا "إِنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلِهٖ" پس ابو اسود نے اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھ لیا اور کہا: اللہ عزوجل اس بات سے بری ہیں کہ وہ اپنے رسول ﷺ سے برأت کا اظہار کریں۔ پھر فوراً زیاد کی طرف پلٹے اور کہا: میں نے آپ کی بات مان لی اور اب میرا خیال ہوا کہ میں قرآن مجید پر اعراب لگاؤں۔ اعراب میں غلطی کی یہ قسم معنی کو بہت زیادہ فاسد بلکہ دوسرے غیر مرادی معنی کا وہم پیدا کرنے والی ہے اگر پڑھنے والا عمداً یہ غلطی کرے تو اس نے کفر کیا۔

انباری روایت کرتے ہیں کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ایک اعرابی نے کسی کو جر (زیر) کے ساتھ (ورسولہ) پڑھتے سنا تو کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اس طرح اپنے پیغمبر محمد ﷺ پر نازل نہیں کیا۔ ❶

وہ غلطی جس میں ایک حرف کی دوسرے سے تبدیلی واقع ہوتی ہے اس کو بھی لحن ہی کہتے ہیں اگر چہ وہ عربی لغت کے مطابق ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ غیر منزل ہے اس کی مثال بھی انباری کی روایت ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا وہ اس طرح پڑھ رہا تھا "لَیَسْجُنُنَّهٗ عَتّٰی حِیْنٍ" تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ﴿لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ﴾ (یوسف: 35)

انباری کہتے ہیں پھر آپ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: سلام علیك أما بعد: بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل کیا اور فصیح عربی زبان میں نازل کیا جو قبیلہ قریش کی زبان ہے، بس آپ کے پاس جب اہل کتاب میں سے کوئی آئے تو اسے لغت قریش کے مطابق پڑھایئے

❶ ایضاح الوقف والابتداء: 37/1 (مختصر).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہ کہ لغت ہذیل کے مطابق ❶ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ غلطی لہجہ قرآن کی غلطی تصور ہو۔ ❷
باقی رہی وہ غلطی جو ادا اور کیفیت نطق سے متعلق ہے جیسے مد اور قصر فتح اور امالہ، اظہار و ادغام وغیرہ تو اس میں عربوں کے بہت سے مختلف لہجات ہیں ان سب کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل نہیں کیا بلکہ ان میں سے فصیح اور عمدہ کو اختیار کیا ہے مثال کے طور پر: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک شخص کو پڑھا رہے تھے تو اس نے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ﴾ (التوبة : 60) بغیر مد کے پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نہیں پڑھایا، اس نے پوچھا کس طرح پڑھایا؟ تو انھوں نے "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ" کو مد کے ساتھ پڑھا۔ اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے غلطی شمار کیا ہے اور ایسے اسلوب کے ساتھ پڑھنے والے کو آگاہ کیا جو اس کے لیے شوق عنایت کا باعث بنے۔ اسی طرح اس کی مثال "طبقات القراء" میں دانی کی زر بن حبیش سے روایت ہے: کہتے ہیں ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا (طہ) اور مد نہیں کی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے طہ مد کے ساتھ پڑھا اور کہا: اللہ کی قسم مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے۔

اللحن: قراء نے لحن کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ لحن جلی اور لحن خفی۔ لحن جلی کی سب سے عمدہ تعریف یہ ہے: ایسی غلطی جو الفاظ کی ادائیگی میں نمایاں ہو، چاہے اس سے معنی میں خلل آئے یا نہ آئے اور وہ اس قدر ظاہر ہو کہ اہل تجوید اور غیر اہل تجوید اس کو پہچان لیں۔

پہلی صورت کی مثال

حرکات میں سے کسی کا تبدیل ہو جانا جیسے "انعمت" کو "تا" کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا یا اس کو کسرہ دے دینا ایسے ہی ﴿مَا قُلْتُ لَهُمْ﴾ (المائدة : 117) میں تا کو فتحہ کے ساتھ

❶ ایضاح الوقف وا لابتداء: 13/1.

❷ ہم یہ گمان نہیں کرتے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہواً یہ حرف پڑھایا ان پر ہذیل قبیلہ کی لغت غالب آئی بلکہ ممکن ہے کہ یہ منسوخ حروف میں سے ہو اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو کبار قراء میں سے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا۔ پس اس سے معنی میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت کی مثال:

﴿وَلَا الضَّالِّين﴾ لفظ ضا کو دال پڑھنا "ولا الدالین" تو اس حرف میں غلطی معنی میں خلل پیدا کر دے گی کیونکہ "الدالین" دلالت سے اور "الضالین" ضلال سے ہے۔ اسی طرح حا کو ھا پڑھنا جیسے "الحمد لله" حمد کو "الھمد" پڑھنے سے یہ کلمہ الھمد سے مشتق ہوگا جس کے معنی سکون، موت اور بخیل وقحط سالی کے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ﴾ (الحج : 5)

''آپ زمین کو خشک دیکھتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ اس پر پانی برساتا ہے تو وہ لہلہانے لگتی ہے۔''

اسی طرح حرف کی غلطی بھی جلی ہے چاہے معنی میں خلل نہ آئے جیسے "الـــذيــن" "هٰـــذا" "هٰـــذان" وغیرہ میں ذال کو زا پڑھنا۔ پس لحن جلی پر یہ دونوں صورتیں مخارج الحروف اور صفات حروف میں عدم تحقیق کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور یہی دو باب تجوید کے اہم ترین مطالب ہیں۔ انہی میں جہالت کی بنا پر اکثر و بیشتر لحن جلی پیدا ہوتی ہے البتہ لحن خفی ایسی غلطی ہوتی ہے جو الفاظ پر یوں طاری ہوتی ہے کہ عرف میں اس کو خلل سمجھا جاتا ہے تاہم اس کو صرف اہل فن ہی جانتے ہیں یہ عام ہے ان میں سے بعض غلطیوں کو ہر ایک سمجھ لیتا ہے جیسے را کا تکرار، لام کو موٹا کرنے، ادغام و اخفا کو چھوڑ دینا، مشدد حرف کو نرمی سے پڑھنا، مخفف کو مشدد پڑھنا، مد والے حرف میں قصر اور قصر والے میں مد کرنا وغیرہ اور بعض ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو صرف ماہرین و محققین ہی سمجھ سکتے ہیں جیسے حروف کی ادائیگی میں بلا سبب دیر لگانا اور ایک جیسی جگہوں پر مقدار میں برابری کرنا۔ امام جزری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق وَاللَّفْظُ فِي نَظِيرِهِ كَمِثْلِهِ ❶

❶ مقدمه جزريه.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور لحن خفی کی اس قسم سے صرف ادائیگی کی شروط اور احکام تجوید کو مدنظر رکھ کر ہی بچا جا سکتا ہے اور یہ وہی اختیار کر سکتا ہے جس نے قرآن مجید کو ماہرین و متقنین سے بالمشافہہ حاصل کیا ہو۔ باقی رہی بات اس لحن کے حکم کی تو اس کا حکم تعلیم تجوید کے حکم کے مطابق ہے اور یہ بات ہم واضح کر چکے ہیں کہ وہ واجب ہے۔ سب سے عمدہ بات جو اس سلسلہ میں کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ علم تجوید فرض کفایہ ہے جب کہ اس پر عمل کرنا فرض عین ہے اگر چہ قراءت قرآن سنت ہے۔ ❶ تاہم کچھ قرات وجوب کا حکم رکھتی ہے جیسے نماز کی صحت کے لیے قراءت کی مقدار تو پھر اتنی مقدار کو تجوید کے ساتھ پڑھنا فرض عین ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔'' ❷ لہٰذا جو شخص کسی بھی قسم کی لحن جلی کرے گا تو اس کی قراءت میں اسی قسم کا خلل واقع ہوگا اور جو کوئی کسی قسم کی لحن خفی کرے گا اس کی قرات میں ویسے ہی خلل پیدا ہوگا۔

ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرآنَ آثِمٌ'' یعنی جس کی قراءت درست نہ ہوگی تو وہ قراءت میں غلطی کی بناء پر گناہ گار ہوگا، بالخصوص لحن جلی میں زیادہ گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے تو صحیح بات یہ ہے کہ جو شخص تجوید کی کوشش کے بغیر اس میں غلطی کرے گا وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ وہ باوجود قدرت کے ایسا کرتا ہے جب کہ کوشش کرنے والا اگر زبان کی درستگی سے عاجز آ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم ایسے شخص کو امامت نہیں کروانی چاہیے، خاص طور پر جب ان میں تجوید سے پڑھنے والا موجود ہو۔

لہٰذا یہاں دو مسئلے قابلِ ذکر ہیں:

① جو شخص نماز میں لحن کرتا ہے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

② ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

❶ ملا علی بن سلطان قاری کی عبارت جزریہ کی شرح ''المنح الفکریہ'' میں اس قول کی شرح میں وَالْأَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حَتْمٌ لَازِمٌ.

❷ متفق علیه، البخاری: 199/2، مسلم ص: 394 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے والا جب فاتحہ میں غلطی کرے گا تو ارکان نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ فقہاء کی اس مسئلہ میں دقیق تفصیل ہے۔ ❶

[1]..... لحن جب بہت زیادہ ہو اور معنوی خرابی کا باعث ہو تو بالاتفاق یہ نماز کو فاسد کر دینے والی چیز ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ جب غلطی ایسی ہو جس سے پڑھی جانے والی قراءت کوئی اور کلام سمجھی جا رہی ہو تو نماز فاسد کرے گی چاہے معنوی تبدیلی واقع نہ ہو۔ ہمارا خیال ہے جب غلطی معنی میں تبدیلی واقع کرے تو وہ فاسد نماز ہے جیسے "همالة الهتب" ❷

[2]..... قراءت قرآنی کی موافقت: جب غلطی قراءت قرآنیہ میں سے کسی کے موافق ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی چاہے قاری اس قراءت کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو جیسے (صراط) اور (الصراط) کو سین کے ساتھ یا اشمام کرتے ہوئے زا کے ساتھ پڑھنا۔ ❸

---

❶ فقہائے احناف میں سے اس مسئلہ میں سیر بحث صاحب المحیط البرھانی نے أبواب الصلاۃ میں کی ہے۔ انہوں نے مستقل باب قائم کیا ہے: ''قاری کی لغزش'' میرے مکتبہ میں اس کے دو خطی نسخے موجود ہیں پھر قاضی خان نے بھی اپنے فتاویٰ میں نماز کے مسائل میں ذکر کیا ہے (116/1) انہوں نے کافی مثالیں بھی دی ہیں۔

❷ حنفیہ میں سے صاحب غنیۃ نے اس پر نص بیان کی ہے (ص 461 جیسا کہ ان سے تھانوی نے اعلاء السنن میں بھی نقل کیا ہے) اس سے بھی وہی سمجھ آتا ہے جو ہم نے فقہا کے کلام کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے کہ اُمّی (ان پڑھ) کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان حضرات نے کیسے معنی کی تبدیلی سے نماز کے فاسد ہونے کی شرط رکھی ہے جب کہ کلمہ یا حرف کی تبدیلی سے یہ خلل واضح پیدا ہو جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو اسے تحریف قرآن سمجھا جائے گا۔ یہی اختیار متقدمین فقہائے احناف کا ہے۔

❸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کی مثالوں کے ساتھ وضاحت کی ہے بلکہ جو مثالیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے زیادہ مثالیں دی ہیں اور فرماتے ہیں "الحمد لله رب " رب کو تین حرکات کے ساتھ اور ایسے ہی الحمد کو ضمہ اور کسرہ کے ساتھ علیهم کو ھاء کے ضمہ یا میم کے ضمہ سے پڑھنا لحن نہ ہوگا۔ (فتاوی مصریہ 172/2 تا 182) ابو مجاہد کہتے ہیں: ''رب'' کو مضموم یا مفتوح اور الحمد کو مضموم باللام نہیں پڑھا جا سکتا۔ البتہ مکسور بالدال حسن بصری کی قراءت ہے جو کہ لام جر کی اتباع میں ہے اور یہ قراءت اربعہ عشر میں ہے۔ دیکھیے: (اتحاف فضلا البشر) الدمیاطی تحقیق دکتور شعبان محمد اسماعیل۔ جو قراءتیں بلا سند کتب تفسیر اور کتب لغت میں ہیں جیسے ابن جنی وغیرہ تو ان کا اعتبار نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو سات حروف پر نازل کرنے کی یہی حکمت ہے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کلھا کافٍ شافٍ" اور فرمایا "ان میں سے جو آسان لگے اس کے مطابق پڑھو۔" اور فرمایا "ان میں سے جو بھی پڑھو تو تم نے درست پڑھا" یعنی سب قرآن ہیں۔ ❶

[3]......قراءت میں تصحیح کی کوشش کو مدنظر رکھنا۔ اگر تو لحن اس کی حرص تصحیح اور کوشش کے بعد ہے اور وہ اس طرح کی غلطی سے بچنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ تکالیف (شرعیہ) طاقت کے ساتھ مقید ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے لہٰذا قراءت کی تصحیح کے لیے کافی وقت دینے کے باوجود اگر نمازی سے غلطی واقع ہوتی ہے تو اس کی نماز کفایت کر جائے گی جیسے توتلے شخص اور عجمی خالص کی نماز یا اس ضعیف العمر کی نماز جس کی زبان درست ادائیگی سے قاصر ہے۔ ایسے ہی وہ اشخاص جو غلطی سے بچنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے تو ان سے اس حرج کو ناگزیر سمجھتے ہوئے ان کی قراءت کو نماز کے لیے کافی سمجھا جائے گا۔

تاہم ایسے افراد کیا دوہرے اجر کے مستحق ہوں گے جن کے متعلق آپ کا فرمان ہے "قرآن مجید میں مہارت رکھنے والا مقرب ترین فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو کوئی شخص قرآن مجید کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے وہ اس کے لیے مشکل کا باعث ہے اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔" ❷ تو ہم امید کرتے ہیں کہ جو تجوید کے ساتھ تصحیح کی کوشش میں اپنی زبان کو درست کرتا ہے وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا اگرچہ ہمیں اس مسئلہ میں قدرے اشکال ہے۔

باقی رہا مسئلہ کثرت سے غلطی کرنے والے کے پیچھے نماز کی صحت، تو اس میں فقہاء کے

---

❶ متفق علیہ: حدیث عمر بن خطاب مع ہشام بن حکیم بن حزام جو کہ مشہور حدیث ہے۔ دیکھیے ہماری کتاب حدیث الأحرف السبعة، ص10 طبع دارالنشر الدولی الریاض

❷ امام شافعی کے ہاں امی وہ ہے جو مکمل فاتحہ یاد نہیں کرسکتا اور نہ ہی اچھی طرح پڑھ سکتا ہے اور احناف کے ہاں جو قرآن کی چھوٹی چھوٹی سی آیت کا بھی حافظ نہ ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہاں کوئی اختلاف نہیں ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے اس کو لوگوں کی امامت نہیں کروانی چاہیے۔ اگر وہ امامت کروائے تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کو فقہاء (اُمّی) کہتے ہیں جو اتنی بھی قراءت درست نہ کر سکے جو نماز کے لیے کافی ہوتی ہے اور اتنی مقدار بھی حفظ نہ کر سکے تو صحیح بات یہ ہے کہ اس کی اقتدا باطل ہے اور اس کے پیچھے پڑھنے والوں کی نماز فاسد ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا ہے اور امام شافعی کا صحیح ترین مذہب بھی یہی ہے۔ یہی قول ابو ثور، ابن منذر اور مزنی کا اختیار ہے یہی عطا اور تابعین میں سے قتادہ کا مذہب ہے۔ ❶ بعض فقہاء کا خیال ہے: اس کے پیچھے قاری کی نماز فاسد جبکہ اس جیسے شخص کی صحیح ہے۔ ❷

---

❶ شرح العينى على الهداية مرغينانى، طبعة هندية: 741/1 .

❷ فتح القدير على الهداية: 260/1، 266، المغنى ابن قدامة، طبعة تركى والحلو 29/3

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقف واتمام کا خیال رکھنا

اس مضمون کی اصل سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

''جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: قرآن مجید کو ایک حرف پہ پڑھیے تو میکائل علیہ السلام نے کہا آپ اضافہ طلب کیجیے۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا دو حرفوں پہ پڑھیے تو میکائل نے کہا اضافہ کا مطالبہ کیجیے یہاں تک کہ بات سات حروف تک پہنچ گئی جو کہ سب کے سب کافی وشافی ہیں۔ جب تک آیت عذاب کو آیت رحمت کے ساتھ اور آیت رحمت کو آیت عذاب کے ساتھ ختم نہ کیا جائے۔'' [1]

اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جن آیات میں جہنم اور سزا کا تذکرہ ہے وہاں مناسب ہے کہ مابعد سے جدا کر دیا جائے۔ جب بعد میں جنت اور ثواب کا ذکر ہو اور ایسے ہی اگر جنت وثواب کے بعد آگ اور عتاب کا تذکرہ ہو تو ان آیات کو بھی مابعد سے جدا کیا جائے یعنی وقف کیا جائے۔ [2] اس کی مثال ﴿فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ یہاں وقف ہے، لہٰذا اس کو بعد میں آنے والی آیت مبارکہ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (البقرة: 81) سے ملایا نہ جائے بلکہ آیت کے اختتام پہ قطع یعنی وقف کرے۔

ایسے ہی ﴿يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ﴾ (النساء: 31) یہاں وقف ہے تو اس کو مابعد ''الظّٰلِمِيْنَ'' سے ملانا جائز نہیں ہے یہاں رک جانا چاہیے۔ [3] اس حدیث مبارک کا

---

[1] مسند أحمد: 51/5 اور طبرانی، مجمع الزوائد: 151/7 اور ابن جریر اپنی تفسیر کے مقدمہ میں 43/1 ابو عمرو دانی مکتفیٰ، ص:130 .

[2] قطع کا معنی یہاں وقف ہے۔

[3] دیکھیے: المکتفیٰ امام دانی ص:132 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

یہی مفہوم ہے نہ کہ وہ جو بعض تو ہم پرستوں نے سمجھ لیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآنی کلمات میں تبدیلی کی اجازت تھی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو وہ اس کی توضیح میں حرف بہ حرف بیان کرنے لگیں اور فرمایا آپ قراءت رک رک کر فرماتے تھے۔ آپ پڑھتے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پھر ٹھہر جاتے، ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پھر وقف کرتے، ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اس کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ میں ہے: وہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ٥ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ٥﴾ ہر آیت پہ ٹھہر ٹھہر کے تھی۔ ❶

پس یہ حدیث مبارکہ اس بات پہ دلالت کرتی ہے کہ آیات کے اختتام پہ وقف کرنا چاہیے تو یقیناً اس سے عدالآی اور فواصل کی معرفت کے اہتمام کا فائدہ بھی نظر آتا ہے جب کہ آپ سے ثابت ہے کہ آپ ان (صحابہ) کو یہ بھی ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے ان کو قرآن سکھاتے تھے۔ ❷

تاہم جب آیت کریمہ کا مابعد سے بہت گہرا تعلق ہو تو قاری کو اختیار ہے کہ وہ آیت کے اختتام پہ وقف کرے اور پھر اس کو مابعد سے ملا دے اس کی مثال ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (البقرۃ: 219، 220)

پس جب (تتفکرون) پہ وقف کرے تو مابعد سے ابتدا کی بجائے وصل کرے کیونکہ

❶ الترمذی: 183/5، ابو داؤد: 181/2۔

❷ اس کی دلیل ابن جریر کی مقدمہ تفسیر میں روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے سورہ فرقان میں اختلاف کیا، ہم نے کہا 35 آیات ہیں یا 36، پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے علی رضی اللہ عنہ کو آپ سے سرگوشی کرتے پایا، ہم نے کہا ہمارا قراءات میں اختلاف ہو گیا ہے تو آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ آپس کے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ سے علی رضی اللہ عنہ سے کوئی بات کی تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے ہیں کہ جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے اسی طرح پڑھو۔''

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جارو مجرور فعل (تتفکرون) کے متعلق ہیں جن کے بغیر معنی صحیح نہ ہوگا۔ لیکن جب اختتام آیت پہ وقف کرنے سے معنی خراب ہوتا ہو تو وہاں وقف کرنا، وقف قبیح ہوگا جیسے ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۔ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ (الماعون: 4 تا 5) پس للمصلين پہ وقف معنی کو فاسد کر دیتا ہے کیونکہ نمازیوں کے لیے مطلق طور پہ وعید کا ذکر ہوگا تو یہ ایسے ہی ہے جیسے آیت عذاب کو آیت رحمت کے ساتھ ملا کے ختم کر دیا جائے جبکہ ثابت ہے کہ اسلاف وقف و اختتام میں اس چیز کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ❶ میمون بن مہران سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ان لوگوں کی قراءت سے کانپ اُٹھتا ہوں جو اس سے کم آیات نہ پڑھنے کو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں جبکہ وہ قراء تو قصص کی تلاوت کرتے وہ قصہ مختصر ہو یا طویل جبکہ آج ان کی قراءت کا یہ حال ہے کہ وہ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۔ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ﴾ (البقرة: 11 تا 12) کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر دوسری رکعت میں اُٹھ کر ﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ﴾ ❷ سے پڑھتے ہیں۔ قراء سے ان کی مراد صحابہ کرام ہیں کیونکہ میمون بن مہران کبار تابعین میں سے ہیں۔ ❸

عامر شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب تو "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" کی قراءت کرے تو مت رک یہاں تک کہ ﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ (الرحمن: 26 تا 27) پڑھ لے۔ ❸ قتادہ ❹ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ

❶ القطع سے مراد یہاں قراءت سے پھرنا ہے، نماز میں ہو تو رکوع کے ذریعے اور خارج نماز ہو تو کسی اور طرح بخلاف وقف، وقف کا معنی ایک وقت کے لیے کسی کلمہ پر سانس کو توڑنا ہے اس ارادہ سے کہ قراءت کو پھر سے شروع کرے گا۔

www.kitabosunnat.com

❷ ایضاً دیکھیے المکتفی دانی ص:135 اور نحاس کی القطع والائتناف ص:91 ۔

❸ میمون بن مہران ابو ایوب جزری الرقی، ابو ہریرہ، عائشہ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ 40ھ میں پیدا ہوئے اور 117ھ میں فوت ہوئے۔ سیر أعلام النبلاء: 71/5

❸ یہ روایت النشر میں ہے۔ 225/1 ۔

❹ قتادہ بن دعامہ دوسی ابو خطاب کبار تابعین میں سے ہیں۔ مشاہیر علماء الأمصار، ص:96

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهُ عِوَجًا. قَيِّمًا﴾ (الکھف : 1، 2) میں روایت ہے وہ کہتے ہیں ''اس نے کتاب کو نازل کیا، ہر طرح سے ٹھیک ٹھاک رکھا اور اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں چھوڑی۔'' ❶ نحاس کہتے ہیں، لازم ہے کہ (عوجاً) پہ وقف نہ کیا جائے کیونکہ (قیماً) ماقبل کی طرف لوٹنے والا ہے۔

اس عبارت کا مفہوم یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معنی کے مکمل ہونے کا پورا خیال رکھتے تھے۔ معنی مکمل ہونے پر ہی رکوع کرتے تھے، اسی میں (وقف کافی) داخل ہے۔ ❷

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قرآن مجید سننے کا اظہار کیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء کی تلاوت کی جب وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پہ پہنچے ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء : 41) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ''بس اب کافی ہے'' ❸ اور یہ وقف کافی میں سے ہے کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ اس کے متعلق ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ قرآن مجید کی جو دس دس آیات سیکھتے تھے اور ایک روایت میں پانچ پانچ کا ذکر ہے۔ ❹ وہ تعلّم کے طور پر تھا جب کہ اس کا تعلق تلاوت سے ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایک آیت پر وقف کرنا مطلق طور پر نہیں بلکہ فعلِ صحابہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ معنی کے مکمل ہونے کے ساتھ مقید ہے جیسا کہ رؤس آیات کا حال ہے لیکن جب دو آیتوں کے درمیان بہت گہرا تعلق ہو تو قاری کو وصل ووقف میں اختیار

❶ اس کو نحاس نے اپنی سند سے بیان کیا ہے۔ القطع والائتناف ص:90

❷ التمام یا التام: کہتے ہیں جہاں معنی پورا ہو جائے اور مابعد سے کوئی تعلق نہ ہو بخلاف کافی کے، اس میں مابعد سے تعلق ہوتا ہے اگر چہ وہاں معنی مکمل ہو جاتا ہے۔ النشر 1، 225، 226

❸ متفق علیه ، البخاري:112/6 و مسلم: 551/1 حدیث نمبر 800 .

❹ تقدم .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہے ❶ تاہم ہر آیت پر وقف کرنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی روشنی میں محل انکار نہیں، یہی بعض قراء کا مذہب ہے باوجود یہ کہ ہم نے بہتر تدبیر کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ سوائے اس صورت کے جس میں معنی فاسد ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ الماعون میں گزر چکا ہے۔

(قراء) کی صفات و عادات میں سے ہے کہ وہ آیت ختم ہونے سے قبل وقف نہیں کرتے پس قاری کے لیے جائز نہیں کہ وہ نماز میں دوران آیت پہ وقف کر کے رکوع کرے اور پھر آیت کو لوٹائے، امام جزری، عبداللہ بن ابی ہذیل ❷ کی سند سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی تلاوت کرے تو آیت ختم کرنے سے قبل نہ رکے۔ ❸

قراءت کے دوران وقف کی رعایت رکھنا، تدبر قرآن کے لیے بہت معاون ہے اور اس کی معرفت تفسیر و اعراب کی معرفت پر موقوف ہے، تفسیر اور اعراب کی بدولت وقف کی کیفیت مختلف ہوتی ہے تو جب تجوید سے پڑھنے والا ان دونوں کی رعایت کرتے ہوئے وقف میں پختگی اور مہارت حاصل کر لے گا تو معانی کے ظہور اور محاسن قراءت پر عبور پا لے گا بلکہ وہ آیات کی تفسیر ترتیل کے ساتھ کرنے پہ قادر ہو گا۔ ❹

❶ فی قولہ: "لعلکم تتفکرون" اگر اس آیت پر وقف کرے اور پھر "فی الدنیا والاخرة" پڑھ کے وقف کرے کہ یہاں وقف تام ہے اور پھر "ویسئلونك عن الیتامی" سے شروع کر دے تو "فی الدنیا والاخرة" کا کیا حال ہو گا اس جار مجرور کو کس کے متعلق کرے؟ میں نے بعض آئمہ مساجد کو ایسے وقف کرتے ہوئے دیکھا ہے جہاں وہ شرط اور مشروط یا ف جوابیہ سے پہلے ہی وقف کر دیتے ہیں۔ وہ شاید ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت پر وقف والی حدیث دلیل بناتے ہیں لیکن وہ تو صحابہ کو سمجھانے کی غرض سے تھا۔ آپ تو وقف قبیح سے منع کرتے تھے۔ (مختصر)

❷ عبداللہ بن ابی ہذیل ابو مغیرہ عنزی کوفی، سیدنا ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح علی، عمار ابّی، ابن مسعود، خباب، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: عراق میں خالد قسری کی ولایت میں فوت ہوئے۔ سیر أعلام النبلاء: 170/4، التقریب: 458/1

❸ النشر امام جزری: 239/1.

❹ وقف کی معرفت اور مہارت کے لیے کتب تفسیر اور کتب اعراب القرآن کا مطالعہ مفید ہے جیسے (املاء ما من به الرحمان) عکبری (الدر المصون في اعراب الکتاب المکنون) سمین حلبی اور کتب ⇐

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس کے اہتمام کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: دو شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان میں سے ایک نے خطبہ تشہد میں یوں کہا: "مَن يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَن يَعْصِهِمَا" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تو برا خطیب ہے، جاؤ چلے جاؤ''❶

اس حدیث کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔❷ اس حدیث مبارکہ کے پیش نظر خطیب سے جو غلطی سرزد ہوئی وہ "ومن یعصهما" پہ اس کا رک جانا تھا جس نے معنی کو فاسد کر دیا۔ کیونکہ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بھی کامیاب ہو گیا۔ لہٰذا یہی سبب انکار تھا جو نبی کریم ﷺ نے اس پر کیا۔ اس لیے نہیں کہ اس نے اللہ و رسولہ کو ایک ضمیر میں جمع کر دیا تھا۔ جیسا کہ بعض نے ذکر کیا ہے یہ تو خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے " اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا"❸

جب نبی کریم ﷺ نے ایک خطیب کی کلام میں اس کو قبیح جانا تو پھر کلام اللہ میں ایسا کرنے والے کو بالاولی ایسے کہا جائے گا جیسا کہ کوئی شخص یوں پڑھے: ﴿إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ﴾ (الأنعام: 36) اور وقف کر لے اور ایسے ہی اگر پڑھے ﴿وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِندَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ﴾ (یوسف: 17) اور وقف کرے یا پڑھے ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ (الفتح: 29) اور وقف کرے یا پڑھے ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي....﴾ وقف اور اس جیسی بہت سی مثالیں ہیں۔

⇦⇦ الوقوف جیسے ایضاح الوقف والابتداء فی کتاب اللہ عزوجل ابوبکر محمد بن قاسم انباری ت 328ھ اور القطع والائتناف نحاس ت: 338 المکتفیٰ فی الوقف والابتداء، دانی ت 444 المقصد لتلخیص مافی المرشد عمانی (المقصد) نووی زکریا ابن محمد ت 926، منار الهدیٰ فی الوقف والابتداء، أشمونی۔

❶ القطع والائتناف دانی ص:88، المکتفیٰ دانی من روایة ابی داؤد، ص:133

❷ صحیح مسلم ۔ الجمعة: 594/2

❸ سنن نسائی، ایمان:96/8، سنن ابن ماجه، الفتن، ص:1338 تا 1339

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلیم وقوف کا اہتمام ثابت ہے: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے بہت لمبا عرصہ یوں گزارا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو قرآن سے پہلے ایمان دیا جاتا۔ محمد ﷺ پر کوئی سورت نازل ہوتی تو ہم اس کے حلال وحرام اور وقوف کی رعایت کو سیکھتے جس طرح آج تم قرآن سیکھتے ہو۔ اب تو میں ایسے افراد دیکھتا ہوں کہ ان میں سے کسی کو قرآن دیا جاتا ہے ایمان سے پہلے پس وہ اس کو ابتدا سے انتہا تک یوں پڑھتا ہے کہ اسے اس کے اوامر ونواہی کا کوئی پاس نہیں، نہ ہی وہ وقف کا اہتمام کرتا ہے، اس کو یوں بکھیر دیتا ہے جیسے ردی کھجور کو بکھیرا جاتا ہے۔ ❶ نحاس فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تمام (وقف) کو قرآن کی طرح سیکھتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول تو اجماع صحابہ کی دلیل ہے۔ ❷ ابومجاہد کہتے ہیں: ان (ابن عمر) کا قول: (وہ وقف کی رعایت نہیں رکھتا) سے ان کی مراد قراءت میں وقف وصل ہے جیسا کہ اس کی دلیل بعد والے الفاظ ہیں۔ (ردی کھجور کی طرح بکھیرنا)

---

❶ الحاکم: 35/1.

❷ القطع والائتناف، ص: 87 اس مسئلہ میں سخاوی کی جمال القراء: 548/2 تا 562 اور منهاج الایمان حلیمی: 246/2 - 256 کا مطالعہ کیجیے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فتح اور امالہ

ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے (طہ) پڑھا اور اس میں امالہ کیا پھر کہا مجھے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے۔ ❶ یہاں (الکسر) سے مراد امالہ ہے اس کو اس لیے کسر کہتے ہیں کہ یہ الف سے کسرہ کی طرف مائل ہوتا ہے اس کو اضجاع بھی کہتے ہیں۔ متواتر قراءت فتح اور امالہ دونوں کے ساتھ ثابت ہیں جیسا کہ تقلیل کے ساتھ بھی جس کو قراء بین بین کا نام دیتے ہیں۔ ❷

فتح ابن کثیر کی اور غالب طور پر عاصم کی قراءت ہے ان سے امالہ صرف ایک جگہ ثابت ہے جو کہ روایت حفص میں ہے۔ ❸

امالہ امام حمزہ کی قراءت ہے اور امام کسائی کی بھی۔ ابن ذکوان کی عامر سے روایت ہے اور ابوعمرو بصری کی قراءت اور قالون کی نافع سے روایت ہے اور تقلیل ورش کی نافع سے اور دوری کی ابوعمرو سے روایت ہے۔ پس ان میں سے ہر ایک (فتح، امالہ اور تقلیل) قراءت متواترہ سے ثابت ہیں۔ پھر اس ثبوت کو اس بات سے بھی قوت ملتی ہے کہ خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دونوں قراءتوں کو قرآن میں باقی رکھا۔ بعض الفاظ فتح کے ساتھ اور بعض

---

❶ تقدم۔

❷ امام ابوعمرو دانی نے اس موضوع پر اپنی کتاب الموضح لمذاهب القراء في الفتح والاماله و بين بين میں مستقل باب قائم کیا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مدینہ منورہ کے مکتبہ عارف حکمت میں موجود ہے۔

❸ سورہ ہود کی آیت کریمہ ﴿بسم الله مجرها ومرساها﴾ میں حفص نے پہلے الف میں امالہ کیا ہے، اس کے علاوہ کسی جگہ ان سے امالہ نہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امالہ کے ساتھ ہیں۔ ❶ اور فتح اہل حجاز کی لغت ہے یعنی قریش اور ان کے قرب و جوار جب کہ امالہ قیس، تمیم، اسد اور اہل نجد میں سے اکثر کی قراءت ہے۔ ❷ پس یہ دونوں عرب کی فصیح لغات میں سے ہیں اور دونوں قراءتیں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں کسی ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: وہ (صحابہ) الف اور یا کی قراءت کو برابر سمجھتے تھے یعنی فتح اور امالہ۔ ❸ ان میں سے بعض فتح کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کو اصل بناتے ہیں اس فرمان نبوی سے استدلال کرتے ہوئے (قرآن فتح کے ساتھ نازل ہوا ہے)۔ ❹ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں 'تفخیم' سے مراد (الصدفین) (عذراً) اونذراً) جیسے کلمات ہیں یعنی قاری کو چاہیے کہ وہ قرآن مجید کے وقار اور جلال وعظمت کا خیال رکھے اور اپنی آواز کو عورتوں کے ترنم کے مشابہ نہ ہونے دے۔ اس کے لیے لائق نہیں کہ آواز میں بہت زیادہ باریکی پیدا کرے اور نہ ہی یہ کہ اس کو یوں پڑھے کہ ان فاسق شیطانی گلوکاروں کی طرح ہو جو بے حیائی، آہ آہ اور ناز و ادا کے عادی ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی کلام کے شانِ شایان نہیں۔ البتہ بعض علماء ❺ سے جو قراءت حمزہ میں کثرت امالات کی کراہت ہے تو اس کی دو وجہیں ہیں:

❶ بعض "الف" "یا" کی صورت لکھے جاتے ہیں جیسے "تغشھا" اور "مجرھا" "الاولیٰ" "یغشی" "الانثی" اور بعض الف کی صورت میں جیسے "جاء" "شاء" "الناس" "النار" اور بعض جگہ اس کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے "الکفرین"

❷ أبراز المعانی ابو شامه ص: 152، النشر: 30/2، شرح المفصل ابن یعیش 54/9، جمع الجوامع السیوطی: 204/2، اتقان فی علوم القرآن سیوطی: 313/1

❸ النشر جزری: 31/2 ❹ تقدم۔

❺ وہ امام احمد رحمہ اللہ ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اصول القراء میں اس باب کو ہم نے منفرد ذکر کیا ہے۔ ان سے ابن قدامہ رحمہ اللہ نے المغنی: 165/2 (طبع ترکی) میں اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اغاثة اللهفان ص: 181 میں ذکر کیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

[1]...... یا تو انہوں نے بعض ایسے افراد کو سنا جو قراءت میں ماہر نہ تھے اور امالہ میں مبالغہ کرتے ہوئے حدِ جواز سے نکل گئے اور اس کو امام حمزہ کی طرف منسوب کر دیا۔ ❶

[2]...... یا پھر امالہ کے ساتھ متواتر قراءت ان تک پہنچی نہ ہو، اگرچہ اس کا احتمال ہے تاہم بعید از قیاس ہے کیونکہ یہ قراءات مشہور اور عام تھیں بالخصوص عراق میں، اور اکثر قراء کوفہ و بصرہ امالہ کرتے ہیں یا تو حمزہ کسائی اور ابو عمرو بصری کی طرح کثرت کے ساتھ یا پھر امام عاصم کی طرح قلت کے ساتھ۔

(اقول): یہ تخصص ہے، ہر علم کے علماء ہیں اور جس طرح بعض آئمہ قراء علم حدیث میں مہارت نہیں رکھتے اور ان کی اسانید کے حافظ نہیں جیسے حفص بن سلیمان غاضری کوفی، اسی طرح بعض آئمہ حدیث اور آئمہ فقہ قراءات میں مہارت نہیں رکھتے اور وہ اس کی اسانید کو نہیں جانتے کیونکہ وہ اس علم سے وابستہ نہیں ہوتے تاہم ان کی جلالت وقدر اور رفعت مکانی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

❶ دیکھیے جمال القراء سخاوی: 526/2 تا 529۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن کے حزب [حصے بنانا]

اس باب میں ایک اور مسئلہ ہے اور وہ ہے: کتنی مدت میں قرآن ختم ہو؟ قرآن مجید کے حزب میں اصل اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ثقیف کے وفد حاضر ہوتے اور آپ سے مسائل دریافت فرماتے، ایک رات آپ ﷺ تاخیر سے حاضر ہوئے تو انہوں نے اس کی وجہ پوچھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری تلاوت سے دو پارے باقی تھے تو میں نے ان کو ختم کیے بغیر آنا مناسب نہیں سمجھا۔'' ❶ اوس کہتے ہیں میں نے اصحابِ رسول ﷺ سے پوچھا: وہ کیسے قرآن کے حصے مقرر کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: تین، پانچ، سات، نو، گیارہ اور تیرہ اور مفصل کا مستقل ایک حزب ہے۔

اسی طرح کی روایت ابن ہاد ❷ کی ہے کہتے ہیں محمد سے نافع بن جبیر بن مطعم ❸ نے پوچھا: کتنی مدت میں قرآن پڑھتے ہو؟ تو میں نے کہا جتنے آپ نے اس کے حزب بنائے ہیں تو انہوں نے کہا: ایسے نہ کہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے قرآن کا ایک حصہ

---

❶ ابو داؤد: 55/2 ابن ماجه: 427/1، ابن معین کہتے ہیں: اس حدیث کی سند صالح ہے جب کہ حزب القرآن میں نبی کریم ﷺ سے کچھ ثابت نہیں۔ دیکھیے حاشیہ مختصر سنن ابی داود: 113/2 اور اسد الغابة: 168/1-169۔ اسی حدیث سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں سورتوں کی ترتیب یہی مشہور تھی جواب قرآن مجید میں ہے اس تحزیب نبوی کی رمز بعض نے (فمی بشوق) ذکر کی ہے یعنی 1 فاتحہ سے مائدہ تک 2 مائدہ سے یونس 3 یونس سے بنی اسرائیل تک 4 بنی اسرائیل سے شعراء تک 5 شعراء سے الصافات تک 6 والصافات سے سورۃ ق تک 7 حزب المفصل سورۃ ق سے آخر قرآن تک۔

❷ یزید بن عبداللہ بن اُسامۃ بن ہاد لیثی۔ 139ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ تهذیب التهذیب: 239/11

❸ تابعین میں سے ہیں 99 ہجری میں وفات پائی۔ تہذیب التہذیب: 404/1

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کیا۔" راوی کہتے ہیں انہوں نے غالباً اس کو مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ ❶

اور اس کو حزب میں کرنے کی تقسیم نبوی کی دلیل اوس رضی اللہ عنہ کا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ کو یہ کہنا ہے: اس کو سات دنوں سے کم میں ختم نہ کرو۔ ❷ پس یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید کے ختم کرنے کی سب سے عمدہ ترتیب سات کی ہے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ افضل عمل پر حریص ہوتے تھے۔ لہٰذا آپ کا حزب سات دن میں ختم کرنا ہے۔

باقی رہا اس کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا تو اس کی دلیل عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک ماہ میں اس کو ختم کرو۔" ❸

قرآن مجید کتنی دیر میں ختم کرنا چاہیے؟

اس کی دلیل تو عبداللہ بن عمرو بن عاص کی مذکورہ روایت ہے جس کو بخاری مسلم ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا مجھے صحیح خبر ملی ہے کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور ہر رات قرآن ختم کرتے ہو؟" میں نے کہا ہاں اللہ کے رسول ﷺ میں یہ کام خیر و بھلائی کے ارادہ سے کرتا ہوں، آپ نے فرمایا:

---

❶ ابو داؤد: (56/2) . ❷ متفق علیه ، آگے اس کا ذکر آرہا ہے۔

❸ زمانہ تابعین میں سے سب سے قبل جس شخص نے مصحف کی تقسیم ان اجزاء: احزاب، رباع، خمس اور عشر پر کی ہے وہ نصر بن عاصم بصری ت 90ھ میں ان کے حالات غـاية الـنـهـاية للجزري : 336/2 میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ سب سے قبل جس نے عجمی نقاط لگائے وہ یحییٰ بن یعمر عدوانی بصری ت 90ھ میں، ان کے حالات بھی غـايـة النهاية : 381/2 میں دیکھیے۔ جس نے سب سے پہلے نقاطِ اعراب کا کام کیا وہ ابوالاسود الدولی ظالم بن عمرو، ت 69ھ ہیں۔ ہمارے ناقص علم کے مطابق جس نے اس کو تیس پاروں میں تقسیم کیا ہے اور پاروں کی ابتدا کی حد بندی کی ہے اس نے اس بات کا خیال نہیں کیا کہ قصہ اور معانی کا ماقبل سے ربط ہے یا نہیں۔ جیسا کہ بعض اجزا میں یہ ربط بہت ہے جیسے پانچواں پارہ "والمحصنت" اور گیارہواں پارہ کا "انما السبيل" سے ربط، تو ظاہراً یہی ہے کہ اس نے صحابہ کرام کی ہی اس مسئلہ میں اتباع کی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو جب کوئی آثار صحابہ میں سے چیز مل جاتی تو کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اس تقسیم کی دلیل حدیث اوس میں گزر گئی ہے جیسا کہ ترتیب سور کی دلیل عبداللہ بن عمرو کی روایت ہے۔ ہاں البتہ یہ مسئلہ باقی ہے کہ ان پاروں کی ابتدا کی حد بندی کس نے کی ہے؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

''داؤد علیہ السلام جو سب سے زیادہ عبادت گزار تھے، کے روزے رکھو اور ہر ماہ میں قرآن مجید کو مکمل کیا کرو۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا ''بیس دنوں میں ختم کرو'' میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا: '' دس دنوں میں پڑھ لیا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا سات دن میں مکمل کرو۔ اس سے کم نہیں۔ کہتے ہیں میں نے خواہ مخواہ اپنے اوپر مشقت ڈالی تو مجھ کو اس کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ آپ نے مجھے فرمایا تھا '' تو نہیں جانتا شاید تجھے لمبی عمر نصیب ہو۔ کہتے ہیں میرے ساتھ وہی ہوا جیسے نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا، جب میں عمر رسیدہ ہو گیا تو مجھے افسوس ہوتا تھا کہ کاش میں نبی کریم کی رخصت کو قبول کر لیتا۔ ❶

ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چالیس دنوں میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ❷

انہی کی دوسری روایت جو ابو داؤد میں بھی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین سے کم دنوں میں قرآن پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔ ❸

یہ حدیث مبارک چند دوسری احادیث کے ساتھ اس مسئلہ میں لوگوں کے طبقات کو ترتیب دیتی ہیں:

[1]...... اس مسئلہ میں افضل ترین عمل یہ ہے کہ روزانہ چار پاروں سے کچھ زیادہ کی تلاوت کی جائے تاکہ سات دن میں قرآن مکمل ہو جائے۔ یہ سب سے افضل ہے کیونکہ یہی نبی کریم ﷺ کا حزب ہے۔

[2]...... ہر روز عشر یعنی تین پاروں کی تلاوت ہو تاکہ دس دن میں قرآن ختم ہو جائے۔

[3]...... روزانہ ڈیڑھ پارہ کی تلاوت کی جائے، یوں قرآن مجید بیس دن میں ختم ہو گا۔

❶ البخاري، فضائل قرآن: 113/6، مسلم، شرح النووي: 42,43/8.

❷ سنن ترمذي: 197/5. ❸ سنن أبي داود: 54/2 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

[4]...... ہر دن ایک پارہ کی تلاوت ہو تو اس طرح ایک ماہ میں قرآن ختم ہوگا۔

[5]...... ہر روز ایک ہزار آیات کی تلاوت ہو، اس کی طاقت نہ ہو تو ایک سو آیات اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم از کم دس آیات۔

کیونکہ ابو داؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دس آیات کے ساتھ قیام کیا تو وہ رجوع کرنے والوں میں شمار ہوگا اور جس نے ایک ہزار آیات کے ساتھ قیام کیا اس کا نام ڈھیروں (برکات) جمع کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔'' ❶

[6]...... سورہ یٰسین اور حم الدخان کی ہر رات تلاوت کی جائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے رات کو سورہ یٰسین پڑھی وہ اس کے لیے بخشش کا ذریعہ بنے گی اور جس نے حم الدخان کی تلاوت کی وہ اس کے لیے ذریعہ مغفرت بنے گی۔'' ❷

[7]...... سورۃ ملک کی تلاوت کرے ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کی ایک سورت کی تیس آیات ہیں وہ پڑھنے والے کے حق میں سفارش کرے گی حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' ❸ ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ﴾ اور ایک روایت میں ہے: قرآن مجید کی ایک سورت پڑھنے والے کے لیے (روز قیامت) جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں پہنچا دے ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ ❹

---

❶ سنن أبي داود :57/2 .

❷ ابن کثیر فرماتے ہیں: اسناده جيد ۔ تفسير ابن كثير : 587/3

❸ مسند أحمد ، تحقيق احمد شاكر 127/15 حديث نمبر 7962 اور اس حدیث مبارکہ کو اصل سنن اربعہ نے بھی روایت کیا ہے۔

❹ تفسير ابن كثير :419/4 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

[8]...... سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرے۔ صحیحین میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کو سورۃ البقرۃ کی دو آیات کی تلاوت کی وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔'' ❶

[9]...... سورہ الکہف کی دس آیات کو پڑھے۔ ابو دردا ء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: '' جو سورۃ کہف کی دس آیات یاد کر لے دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو جائے گا۔'' ❷

[10]...... سورہ کافرون ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تلاوت کرے۔ ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ کو ختم کر کے سویا کرو اس میں کافروں سے بیزاری کا اعلان ہے۔ ❸

[11]...... سورہ اخلاص کی تلاوت کرے کیونکہ یہ ثلث قرآن (قرآن کی ایک تہائی) ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے دوسرے شخص کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے سنا جو اس کو بار بار دہرا رہا تھا تو انہوں نے صبح سویرے نبی کریم ﷺ سے یہ بات عرض کی گویا کہ انہوں نے سمجھا اس نے بہت کم تلاوت کی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ تو قرآن کا ایک تہائی ہے۔'' ❹

ایک روایت میں یوں ہے آپ ﷺ نے فرمایا '' کیا تم میں سے کوئی ایک ثلثِ قرآن پڑھنے سے عاجز ہے؟ تو صحابہ کرام پر یہ بات بھاری گزری۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ثلث قرآن ہے۔ ❺

[12]...... اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ چاروں قواقل ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ،

---

❶ بخاری: 104/6، مسلم، صلاۃ المسافرین: 808/1.
❷ مسلم، صلاۃ المسافرین: 555/1 .
❸ مسند أحمد (الفتح الربانی): 339/18، الاصابة: 482/6.
❹ صحیح بخاری: 105/6، تفسیر ابن کثیر 601/4
❺ صحیح بخاری: 105/6، تفسیر ابن کثیر: 601/4.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کو جمع کرے اور اگر سورۃ اخلاص اور معوذ تین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کو جمع کرے تو اس میں بہت سی بھلائی ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے عقبہ! کیا میں تمھیں تورات و انجیل اور قرآن میں نازل شدہ سے تین بہترین سورتیں نہ بتادوں، میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیوں نہیں؟ کہتے ہیں آپ نے مجھے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھا دیں پھر فرمایا: اے عقبہ ان کو بھولنا نہیں اور نہ ہی ان کو پڑھے بغیر رات کو سونا ہے۔ ❶ صحیح بخاری میں اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو ہر رات دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے پھونک مارتے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے۔ پھر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم مبارک، سر اور چہرہ انور پر پھیرتے اور یہ عمل آپ تین مرتبہ کرتے ❷ لہٰذا اگر کسی مسلمان کا کوئی دن ان اعمال سے خالی گزرتا ہے تو وہ غافل لوگوں میں سے ہو جاتا ہے۔

جو قراء صحابہ نبی کریم ﷺ کے حزب کا اہتمام کرتے تھے ان میں سے عبداللہ بن مسعود ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعود کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان کے علاوہ بھی جمعہ سے جمعہ تک قرآن ختم کرتے تھے۔ ❸

ابو مہلب ❹ کہتے ہیں: اُبی بن کعب ہر آٹھ دن میں اور تمیم داری ہر سات دن میں قرآن مکمل کرتے تھے۔ ❺

---

❶ ابن کثیر: 605/4.
❷ البخاری: 106/6
❸ فضائل القرآن ابو عبید، مخطوط ص: 34.
❹ عمرو بن معاویہ، سیدنا عمر عثمان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، ابو قلابہ کے چچا ہیں۔ تهذیب التهذیب: 250/12.
❺ فضائل قرآن ابو عبید، مخطوط ص: 34.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جبکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تو اس سے بھی کم دنوں میں ختم فرماتے: سعد بن منذر انصاری کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تین دن میں قرآن پڑھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے، لہٰذا وہ ہر تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ❶

عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رمضان میں ہر تین دن میں قرآن ختم کرتے۔ ❷

البتہ ایک ہی رات میں قرآن ختم کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں بلکہ ممانعت ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ سات دن سے یا کم از کم تین دن سے پہلے قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم یہ عمل بعض صحابہ اور بعض تابعین سے مروی ہے: ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ نے جب (خارجی) عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے آئے تو کہا: ان کو شہید کرو یا نہ کرو یہ تو رات شب بیداری میں یوں گزارتے ہیں کہ ایک رکعت میں قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں۔ ❸ اسی طرح کی روایت تمیم داری کی بعض تابعین کے متعلق ہے جیسے سعید بن جبر اور علقمہ نخعی وغیرہ ❹ یہ اور اس طرح کی دیگر روایات کو ❺ اس بات پہ محمول کیا جائے گا کہ ان حضرات کو تین دن سے کم میں ختم قرآن والی روایت کی ممانعت کا علم نہ ہو سکا۔

❶ ابو داؤد: 55/2. ❷ فضائل قرآن ابو عبید: ص 35.

❸ فضائل القرآن ابو عبید ص 35: قال: حدثنا هشام، أخبرنا منصور عن ابی سیرین اور حجاج عن ابن جریج روایت کرتے ہیں مجھے ابن خفیصہ نے سائب بن یزید سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے عبدالرحمان بن عثمان تیمی سے طلحہ بن عبداللہ کی نماز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: کیا تجھے شعیب نے عثمان کی نماز کے متعلق کچھ نہیں بتایا؟ انہوں نے کہا: بتایا ہے کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس ایک رکعت میں قرآن پڑھتے تھے۔

❹ ایضاً۔

❺ اس سے عجیب وغریب واقعہ ابوعبید نے فضائل قرآن میں ص: 36 پر ذکر کیا ہے کہ سلیم بن عتر تجیبی ایک رات میں تین مرتبہ قرآن ختم کرتے اور تین مرتبہ بیوی سے ہمبستری کرتے، وہ فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے رب کو بھی راضی کیا اور اپنے گھر والوں کو بھی راضی کیا، پھر بتایا کہ وہ ہر ختم قرآن کے بعد ان کے پاس آتے، پھر غسل کر کے قرآن ختم کرتے (مختصر) شاید یہ باب الکرامات سے ہے، نہ کہ اسباب سے۔

☆اس طرح کی کرامات کی عمومی طور پر کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فصل: جو رات کو اپنے حزب کی تلاوت کیے بغیر سو جائے:

عبدالرحمان بن عبدالقاری کہتے ہیں! میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے حزب یا اس سے کچھ حصہ کی تلاوت سے سو جائے تو وہ فجر سے ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اسے وہی اجر ملے گا جو رات کی تلاوت میں ملتا ہے۔'' ❶

قیام اللیل میں تلاوت کرنا:

نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ میں سے رات کا قیام تلاوت قرآن کے ساتھ ہے۔ آپ کی راتیں تلاوت قرآن اور نماز میں گزرتیں۔ آپ ﷺ رمضان او غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، جن کی طوالت اور حسن ادائیگی کے متعلق کیا کہیے۔ جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ رات کو لمبا قیام فرماتے، طویل قراءت اور طویل سجدے کرتے، آپ کا سجدہ اتنا لمبا ہوتا جتنی دیر میں کوئی صحابی پچاس آیتوں کی تلاوت کرتا ہے ❷ آپ ﷺ کا یہ فعل ایسا ہے کہ اولوالعزم (بلند ہمتوں والے) کے علاوہ کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ سب کچھ اپنی امت پہ شفقت کی بنا پر تھا کیونکہ جب آپ ﷺ سے قیام اللیل کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ جب تم میں سے کسی کو صبح کا ڈر لاحق ہو تو ایک رکعت پڑھ لے وہ تمام رکعتوں کو وتر بنا دے گی۔ ❸

امت کے لیے یہ بہت بڑی آسانی ہے اور یہ اسلوب نبوی اس بات کی دلیل ہے کہ رات کی نماز کی بالخصوص اور بقیہ نوافل کی بالعموم کوئی تعداد معین نہیں، سوائے اس کے جس میں

---

❶ صحیح مسلم: 515/1، حدیث نمبر: 747.

❷ صحیح البخاری فی التهجد، فتح الباری: 19/3 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ میں نے برا ارادہ کر لیا، انھوں نے پوچھا: کون سا برا ارادہ؟ کہا: میرا ارادہ یہ تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دوں۔

❸ البخاری: الوتر من التهجد، فتح الباری: 477/2، 7/3.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کوئی دلیل آ جائے بلکہ اہل ایمان کے لیے جو میسر ہو رکعات پڑھے چاہے سات رکعات یا نو رکعات یا گیارہ اور چاہے تو تیرہ رکعات یا اس سے بھی زائد اور کم۔ بعض صحابہ جیسے عثمان بن عفان، تمیم داری اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے صحیح روایت ہے کہ انہوں نے صرف ایک رکعت کا قیام کیا۔ ❶ پس رکعات کی تعداد میں وسعت ہے، تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کی ہیں جس نے شریعت میں آسانی رکھی ہے۔ صحابہ سلف نے اپنے آقا و نبی ﷺ کی پیروی کی اور راتیں بیداری کی حالت میں تلاوت قرآن کے ساتھ گزاریں، آپ کی حیات طیبہ میں بھی اور وفات حسرت آیات کے بعد بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "میں اشعری قبیلہ کے اپنے ان رفقاء کی آواز کو پہچانتا ہوں جن کی راتیں تلاوت میں گزرتی ہیں، ان کے گھروں کا بھی علم ہے جن سے رات قرآن کی آواز آتی ہے۔" ❷ اس میں آپ کی طرف سے ان کی تعریف ہے۔

سو قیام رمضان یا صلاۃ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور وہ ایک مرتبہ راحت کرنے کو کہتے ہیں۔ تراویح کو اسی لیے یہ نام دیا گیا ہے کہ جب وہ رمضان کی راتوں میں قیام کے لیے جمع ہوتے تو ہر دو رکعتوں کے بعد آرام کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے اسے مسجد میں ادا کرنے کو سنت قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری میں صلاۃ التراویح کے ابواب میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے "نبی کریم ﷺ نصف لیل کو ایک رات مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی تو (کچھ) لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس لوگ یہ بات کرنے لگے تو (اگلے دن) بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، یہ بات عام ہوئی تو تیسری رات اور زیادہ جمع ہو گئے، آپ ﷺ نکلے اور نماز پڑھائی چوتھی رات مسجد تنگ پڑ گئی تو آپ صبح کی نماز کے لیے نکلے، جب فجر کی نماز پڑھائی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:

اما بعد: "بیشک تم لوگوں کا یہ حال مجھ سے مخفی نہیں لیکن میں نے ڈر محسوس کیا کہ کہیں یہ

❶ فتح الباری: 482/2، قیام اللیل محمد بن نصر مروزی، مختصرہ، ص:68

❷ البخاری کتاب المغازی: 80/5

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے پھر تم اس کی طاقت نہ رکھو گے'' پس معاملہ اسی طرح رہا (ترک جماعت تراویح) یعنی لوگ الگ الگ پڑھتے رہے حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سنت نبوی کو زندہ کیا اور لوگوں کو پھر سے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر جمع کر دیا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں رمضان کی ایک رات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے تھے کوئی اکیلا تو کوئی چند لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے اگر میں ان کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہے اور پھر عملاً ان کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا ، پھر اگلی رات میں ان کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اچھا طریقہ ہے جو اس سے سوئے رہتے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل ہیں۔ ان کی مراد یہ تھی جو پچھلی رات پڑھے وہ پہلی رات والوں سے افضل ہے۔ ❶

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک اور تقریری حدیث کے ذریعے اخذ کی کیونکہ جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند راتیں قیام کیا تھا آپ نے ان کا انکار نہیں فرمایا اور بقیہ راتوں میں نہ پڑھانے کا اور ان کی طرف نہ نکلنے کا سبب واضح کر دیا کہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں تم پر یہ فرض نہ کر دی جائے اور جو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا (نعم البدعة هذه) تو بدعت لغت میں کہتے ہیں ایسی چیز کی ایجاد جس کی پہلے دلیل نہ ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے یہاں اس کلمہ کا استعمال اس لیے کیا ہے کہ ان کا زمانہ خلافت (ابتدائی دور) ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ دور بھی اس کے بغیر گزرا مساجد میں اس کی جماعت نہ ہوتی تھی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ پس آپ نے ان الفاظ کی تعبیر میں قدرے توسع سے کام لیا اور یہ فصیح عربی اسلوب ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ گہری سوچ درجہ قبولیت کو یوں پہنچی کہ کئی زمانے بیت جانے کے باوجود مسلمانوں کی مساجد میں اس پر عمل جاری وساری ہے ''وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ'' پس

❶ البخاری فی التراویح ، فتح الباری: 250/4 .

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی بستی والے اپنی مسجد میں تراویح کو ترک کر دیں تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت کو ترک کر دیا۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کتنی رکعات ہوتی تھیں؟ پس یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے ان کو گیارہ رکعات پڑھوائی۔ اس کو امام مالک نے موطا میں محمد بن یوسف سے سائب ❶ بن یزید کے طریق سے روایت کیا ہے، یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے بیس رکعات بغیر وتر کے اور تیئس رکعات وتر کے ساتھ پڑھیں۔★ سعید بن منصور نے ابن سنن میں یزید بن خصیفہ ❷ سے عن السائب روایت کیا ہے۔ اسی طرح یزید بن رومان ❸ اور عطا ❹ سے بھی ثابت ہے۔ ❺ اس کے بعد دیگر تابعین کا عمل بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس سنت نبویہ میں رکعات کی کوئی تعداد متعین نہیں، جب تک دو دو رکعات ادا کی جائیں جو کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے (رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں)

داؤد بن قیس ❺ کہتے ہیں: میں نے ابان بن عثمان ❻ اور عمر بن عبدالعزیز کی حکومت

❶ سائب بن یزید، صحابی صغیر۔ آپ مدینہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ البتہ محمد بن یوسف کندی مدنی ہیں۔ سائب بن یزید ان کے چچا ہیں، ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ تهذيب التهذيب:5359

❷ یزید بن عبداللہ بن خصیفہ کندی مدنی، ثقہ۔ تقريب التهذيب: 367/2

☆ بیس رکعات والی روایت مذکورہ میں لوگوں کے بیس پڑھنے کا ذکر ہے الفاظ یہ ہیں: "كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة" عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک میں بیس تراویح پڑھتے تھے۔ نہ کہ اس بات کا ذکر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس پڑھانے کا حکم دیا جبکہ آٹھ رکعات والی روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آٹھ رکعات ثابت ہیں جیسا کہ آگے چل کے آ رہا ہے۔ (مترجم)

❸ یزید رومان مدنی مولی آل زبیر ثقہ۔ تقريب التهذيب: 346/2

❹ عطا بن أبی رباح، مکہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ ❺ بیس رکعات والی تمام روایات ضعیف ہیں۔ (مترجم)

❺ داؤد بن قيس الفراء الدباغ ابو سلمان قرشي مولاهم مدني ثقه فاضل۔ تقريب التهذيب1: 234 مشاهير علماء الامصار ، ص:136.

❻ ابان بن عثمان بن عفان ابوسعید یزید بن عبدالملک کی حکومت میں فوت ہوئے۔ مشاهير علماء الأمصار ، ص:68

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں مدینہ میں لوگوں کو تریسٹھ رکعات اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔ ❶

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ مسئلہ ہمارے ہاں بہت قدیم ہے۔ ❷

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ کے لوگوں کو انتالیس اور مکہ کے لوگوں کو تیئس رکعات پڑھتے دیکھا ہے اور اس میں کوئی تنگی والا مسئلہ نہیں۔ ❸

سلف صالحین کا رکعات کی تعداد میں کثرت کی طرف رجوع لوگوں پہ تخفیف کی غرض سے تھا کیونکہ رکعات کی کم تعداد قیام کے لمبا ہونے کا تقاضا کرتی ہیں اور لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے ان میں سے کچھ کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں، ذرا اس مسئلہ پر غور کریں جب نبی کریم ﷺ سے قیام اللیل کا سوال ہوا باوجود اس کے کہ آپ نے گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھیں، جواب ایسا دیا جو تخفیف کا تقاضا کرتا ہے اور وہ ہے دو دو رکعات کے ساتھ زیادہ رکعتیں پڑھنا، فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، جب تم میں سے کوئی صبح کا خوف محسوس کرے تو اسے چاہیے ایک رکعت ادا کر لے یہ اس کی بقیہ نماز کو وتر بنا دے گی۔'' ❹

لہٰذا یہی لوگوں کے حالات کے زیادہ مناسب ہے اور خاص لوگوں کے لیے وہ عمل زیادہ مناسب ہے (یعنی گیارہ رکعات) جب اکیلا ہو۔ ❺

---

❶ مختصر قیام اللیل المروزی، ص:95.

❷ فتح الباری: 253/4 ❸ فتح الباری: 253/4

❹ متفق علیه، البخاری، التهجد، 45/2۔ مسلم، صلاۃ المسافرین: 516/1۔ حدیث نمبر: 749.

❺ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تراویح بیس رکعات بدعت ہے اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے ''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے'' اور اس لیے بھی کہ یزید خصیفہ کی روایت کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہ بیس رکعات پڑھتے تھے، صحیح نہیں کیونکہ یزید مذکور کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔ میرے خیال کے مطابق یہ سراسر زیادتی ہے اس کو بدعت کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں کیونکہ اس کی اصل موجود ہے جس پر اس مسئلہ کی بنیاد ہے اور وہ آپ ﷺ کا فرمان ہے ''رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں .....'' اور مکہ میں تو تابعین کا ایک عرصہ سے اس پر عمل بھی چلا آرہا ہے جب کہ راجح موقف کے مطابق یہ عمل صحابہ سے ثابت بھی ہے۔ پس سلف صالحین کے ساتھ احتیاط کے ساتھ ادب کو لازم پکڑنا چاہیے۔ اس کو ⇦⇦

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

صلاۃ تراویح کی اس سنت کا مقصد قرآن کی تلاوت اور سماع ہے لہٰذا ایسے حفاظ کو مقدم کرنا چاہیے جو تجوید میں ماہر اور خوبصورت آواز کے مالک ہوں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اختیار سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا، جن کے متعلق فرمایا:

اُبی ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔ ❶

ان (قراء) کے اعمال میں سے مساجد میں چراغاں اور روشنی کرنا ہے۔ بالخصوص رمضان کی راتوں میں اور یہ فرحت وشادمانی کی اظہار کے لیے ہے۔ کہا جاتا ہے سب سے قبل عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مسجد نبوی میں ایسا کیا ہے۔ ❷

⇐ اگر ضعیف بھی مان لیا جائے تو اس کے کئی شواہد بھی ملتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (صلاۃ التراویح عشرین رکعة) شیخ اسماعیل انصاری۔ البتہ جو شخص گیارہ رکعات ہلکی پھلکی قراءت کے ساتھ پڑھتا ہے وہ سنت کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ سنت طویل قراءت ہے۔

❶ تقدم۔

❷ مساجد میں روشنی اور ان کو معطر کرنا ثابت ہے "ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قبیلوں میں مسجدیں بنانے اور ان کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کو ابو داؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ شرح السنۃ بغوی: 399/3 باقی رہا مسجدوں میں روشنی کے لیے فانوس و چراغاں تو اس کو ابوداؤد نے (125/1) اُم المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس میں نماز کے متعلق بتایئے؟ آپ نے فرمایا: جاؤ تو وہاں جا کر نماز پڑھو، ان دنوں وہاں جنگ جاری تھی۔ اگر تم وہاں نہ جاسکو تو تیل بھیج دو تا کہ وہاں روشنی کا انتظام ہو سکے۔ اس کو ابن ماجہ (281/1) اور بیہقی نے سنن (30/0) میں روایت کیا ہے۔ پس جب بیت المقدس میں لالٹین اور روشنی نما چیزیں لٹکانا مستحب ہے تو مسجد حرم اور مسجد نبوی تو اس کا زیادہ حق رکھتی ہیں۔

☆ یاد رہے مذکورہ روایت بوجہ انقطاع ضعیف ہے۔ بعض علماء نے اس کو منکر کہا ہے۔ اس مسئلہ میں رسول اکرم ﷺ کی صحیح وصریح روایت یوں ہے: "مَـا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ" میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح مسجدوں کو سجانے اور جگمگانے سے منع کیا گیا ہوں اور دوسری روایت ابن عباس فرماتے ہیں: "لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى" ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میرے بعد مسجدوں کو یوں روشن کرو گے جیسے یہودی اور عیسائی اپنے گرجا گھروں اور عبادت خانوں کو روشن کرتے ہیں۔" (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قراءت کے دوران غور وفکر کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (ص: 29)

'یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں۔ اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا﴾ (ص: 29)

''کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔''

نیز فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: 24)

''کیا یہ لوگ قرآن میں یقیناً غور نہیں کرتے یا کہ ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے سورۃ البقرہ شروع کی تو میرے دل میں خیال ہوا کہ آپ ایک سو آیات کے بعد رکوع فرمائیں گے۔ آپ نے تلاوت جاری رکھی تو میں نے کہا شاید بقرہ کے بعد رکوع کریں گے آپ نے سورۃ النساء شروع کر دی، پھر سورۃ آل عمران کی تلاوت کی اور آپ

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ٹھہر ٹھہر کر پڑھ رہے تھے جب کسی تسبیح والی آیت سے گزرتے تو تسبیح کرتے اور جب کسی سوال والی آیت سے گزرتے تو اللہ سے سوال کرتے اور جب کسی پناہ طلب کرنے والی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔ ❶

جب یہ معاملہ نماز کا ہے تو خارج نماز بالاولی ایسے کرنا چاہیے قاری کے لیے مشروع ہے کہ جب رحمت والی آیت سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرے اور جب کسی عذاب والی آیات سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے شر اور عذاب سے پناہ مانگے اور جب ایسی آیت مبارکہ میں سے گزرے جس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و پاکیزگی تو ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کرے اور کہے سبحانہ وتعالیٰ یا کہے تبارک وتعالیٰ یا پڑھے: جَلَّتْ عَظَمَةُ رَبِّنَا" ❷

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے صرف ایک آیت مبارکہ کے ساتھ قیام میں صبح کر دی رکوع وسجود سے اُٹھ کر بھی اسی آیت کریمہ کو دہراتے: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ❸

یہ تدبیر کا آخری درجہ اور غور فکر کے ساتھ قرآن کے معانی کو دل میں اتارنے کا کمال طریقہ ہے اس طرح تلفظ قرآنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پڑھنے والے کے دل میں اتر جاتی ہے دیکھیے اس مسئلہ میں ہمارے اسلاف نبی کریم ﷺ کی کیسے پیروی کرتے ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان سے کسی شخص نے پوچھا سات دن میں قرآن مکمل کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا اچھا ہے لیکن میں اس کو پندرہ یا بیس دن میں ختم کرنا پسند کرتا

---

❶ صحیح مسلم صلاۃ المسافرین (537/1)

❷ دیکھیے التبیان امام نووی صفحہ 41۔

❸ سورۃ المائدہ 118 اور اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند: 149/5 میں، حاکم نے اپنی مستدرک: 24/1 اور بیہقی نے سنن: 14/3 میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح کی اور روایات بھی امام احمد نے مسند ابو سعید سے ذکر کی ہیں۔ المسند 62/3

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں اور پوچھو کیوں؟ اس نے پوچھا تو زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاکہ میں اس میں خوب غور وفکر کروں اور اس سے اچھی طرح واقفیت حاصل کروں۔ ❶

ابو جمرہ ❷ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا۔ میں بہت تیزی سے قرآن پڑھتا ہوں اور تین دن میں ختم کر دیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا میں ایک رات میں تدبر و ترتیل سے صرف سورۃ البقرہ پڑھوں تو جس طرح تو پڑھتا، مجھے اس سے زیادہ پسند ہے۔ ❸

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا میں مفصل ایک ہی رکعت میں پڑھ لیتا ہوں تو انھوں نے فرمایا شعروں کی طرح تیز تیز؟ کچھ لوگ قرآن یوں پڑھتے ہیں کہ وہ ان کی ہنسلیوں سے تجاوز نہیں کرتا یہ تو تب ہی نفع دے گا جب دل میں اتر کر پختہ ہو جائے......الحدیث ❹

اور ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا قرآن کو نہ تو شعروں کی طرح تیز پڑھو اور نہ ہی ردّی کھجوروں کی طرح بکھیر و بلکہ اس کی حیرت انگیزیوں کے پاس ٹھہر کر اپنے دلوں کو رونق بخشو۔

ایک روایت میں ہے۔ قرآن پڑھو اور اپنے دلوں کو روشن کرو تمہارا مطمع نظر سورت کو ختم کرنا نہ ہو۔ ❺

---

❶ امام مالک نے مؤطا: 200/1 میں، عبدالرزاق نے مصنف: 354/3 میں اور بیہقی نے شعب الایمان: 9/5 میں ذکر کیا ہے۔

❷ نصر بن عمران ضبعي.

❸ مصنف عبدالرزاق: 489/2 ، بيهقي شعب الايمان: 7/5.

❹ صحيح مسلم، صلاة المسافرين: 523/1.

❺ مصنف ابن أبي شيبه: 521/2 شعب الايمان بيهقي: 8/5.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں میں نے معر بن کرام [1] سے سنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا مجھے کوئی وصیت کر دیجیے، انھوں نے فرمایا جب تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا....﴾ "سنے تو اس کی طرف اپنے کان لگا لے اس سے بھلائی نصیب ہوگی یا شر کو دور کر دیا جائے گا۔ [2]

اس کے آداب میں سے یہ بھی ہے جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم میں سے جس نے ﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ﴾ کو ﴿اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ﴾ تک پڑھا تو اسے چاہیے ﴿وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ﴾ کہے اور جو کوئی ﴿لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ﴾ کو ﴿اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی﴾ تک پڑھے تو اسے چاہیے ﴿بَلٰی وَعِزَّةِ رَبِّنَا﴾ پڑھے اور جس نے ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ پڑھی اور ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾ تک پڑھے تو اسے ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ پڑھنا چاہیے۔ [3]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور انھیں شروع سے آخر تک سورہ رحمٰن پڑھ کر سنائی وہ سب خاموش رہے تو آپ نے فرمایا میں نے لیلۃ الجن میں یہی سورت جنوں پہ پڑھی تو وہ تم لوگوں سے اچھا جواب دینے والے تھے جب میں نے ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ کی تلاوت کی تو وہ کہتے تھے: اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کرتے اور سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ [4]

---

[1] ابن ظہیر ہلالی عامری ابو سلمہ، کوفہ کے اتباع التابعین میں سے ہیں 150ھ، مشاھیر علماء ألا مصار ابن حبان: 169

[2] مسند أحمد، کتاب الزھد: 158، ابو نعیم حلیة الأولیاء: 130/1، بیھقی شعب الایمان: 10/5 ۔ [3] سنن الترمذی، کتاب التفسیر: 3347/443/5، ابوداود: 887

[4] الترمذی: 3291/399/5 اس موضوع کی عجیب بات یہ ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں صبح کی نماز پڑھائی اور سورہ نساء کی تلاوت کی جب وہ اس آیت پر پہنچے ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا﴾ تو پیچھے سے ایک آدمی نے کہا: اُم ابراہیم کی آنکھیں اب ٹھنڈی ہوئی ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ: 354/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس طرح یہ بھی آداب میں سے ہے کہ جب ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب: 6) کی تلاوت کرے یا سماعت کرے تو نبی کریم ﷺ کی ذات پہ درود وسلام پڑھے۔

اس طرح کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ جب ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ﴾ (التوبة: 3) یا ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ﴾ (المائدة: 64) یا ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا﴾ (مريم: 88) یا ﴿........وَلَدَ اللَّهُ﴾ (الصافات: 152) اور اس جیسی آیات کی تلاوت کرے۔ تو اپنی آواز کو پست کر لے۔ اس کو امام نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ ❶

اور یہ حسن ادب سے ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ﴾ (النساء: 148) اللہ تعالیٰ بری بات کو بلند کرنا پسند نہیں کرتے، جبکہ اس طرح کے اقوال جو کفار نے کہے بہت ہی برے ہیں۔

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھتے وقت رونا

کلام اللہ کی تلاوت کے وقت کمال تدبر اور معانی میں غور فکر کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے دل میں خشوع، رقت اور جسم میں خوف الٰہی سے کپکپی طاری ہو جائے اور اس پہ رونا اور گریہ زاری کرنے کی حالت غالب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ (الزمر: 23)

''اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایسی کتاب ہے کہ اس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتیں ہیں، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ٥ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا﴾ (الاسراء: 108، 109)

''جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے، ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارا رب پاک ہے اس کا وعدہ بلا شک وشبہ پورا ہونے والا ہے۔ وہ ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے سجدہ میں گرتے ہیں اور قرآن ان کی عاجزی اور خشوع وخضوع میں اضافہ کر دیتا ہے۔''

عبدالاعلیٰ تیمی ❶ فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کو ایسا علم دیا گیا جو اسے رونا نہیں سکھاتا تو یہ

❶ ان کا ترجمہ حلیۃ الاولیاء میں ہے۔ (78/5)

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

شخص تو علم دیے جانے کے قابل ہی نہ تھا جو اس کو نفع پہنچاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کی شان بیان کرتے ہوتے فرمایا اور جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے...... اور پھر دو آیتیں پڑھیں۔ ❶

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ۔'' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیسے سناؤں جبکہ آپ پہ ہی تو نازل ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں دوسروں سے اس کی تلاوت سننا پسند کرتا ہوں۔ پھر میں نے آپ کو سورۃ النساء کی تلاوت سنائی۔ جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (النساء: 41)

''پس کیا ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

تو آپ نے فرمایا'' تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے'' میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ❷

ابن بطال رحمہ اللہ ❸ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پہ اس لیے روتے کہ آپ اپنے آپ کو روز قیامت کی شدت میں گواہی دینے والا اور اس موقف پہ شفاعت کرنیوالا محسوس کرتے تو ایسے موقع پر زیادہ رونا ہی حق رکھتا ہے۔ ❹

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنی امت پہ شفقت کی غرض سے روتے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ ان کے علم و عمل پہ

---

❶ فضائل قرآن ، ابو عبید23 ۔ الحلیة: 88/5

❷ متفق علیه ۔تقدم ۔

❸ ابو الحسن علی بن خلف عبدالملك قرطبی ، 449ھ ۔

❹ فتح الباری :99/9 ۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

گواہی دیں گے تو کچھ ان میں راہ راست پہ ہوں گے جبکہ کچھ عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔
سلف صالحین کا عمل بھی اسی طرح ہے "نبی ﷺ" وہ بھی اپنے پیغمبر کی اقتدا میں قراءت قرآن کے وقت یوں روتے کہ ان پہ خوف و بکا کا منظر طاری ہو جاتا، خوف وخشیت اور امید محبت کے ساتھ فہم وبصیرت کا مظاہرہ ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝﴾

(الانفال: 2 تا 4)

"پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پہ توکل کرتے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں یہی تو سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔"

اور یہ سب ان لوگوں کی طرح نہیں جو غفلت والے ہیں اور جن کے دل سخت ہو چکے ہیں وہ غفلت اور بے پرواہی کے ساتھ یوں تلاوت قرآنی کی سماعت کرتے ہیں کہ ان کے دلوں پہ ناسمجھی کی مہریں لگی ہوئی ہیں اور نہ ہی ان لوگوں کی طرح جو سماعت قرآن کے وقت چیخ و چلا کر حقیقت کے خلاف تکلف و بناوٹ کے ساتھ رونے دھونے اور بے ہوشی والی کیفیت بناتے ہیں "نعوذ باللہ من الشیطان" غور فکر کے بغیر بناوٹی رونے میں کیا فائدہ جب دل میں خشوع نہیں اور جسم میں خوف خدا سے لرزہ نہیں؟ یہ وہ فن نہیں کہ قرآن کو ذریعہ معاش بنانے والا آیات قرآنی کو کم قیمت میں بیچ کر حاصل کر لے گا، اگر چہ کچھ ایسی روایات

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن میں بہ تکلف رونے کی ترغیب ہے تاہم وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''یہ قرآن حزن (غمگین حالت) کے ساتھ نازل ہوا ہے پس جب تم اس کو پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی کیفیت بنالو۔ اس کو لب ولہجہ کے ساتھ پڑھو جو ایسے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' ❶

اسی طرح عبدالملک بن عمر ❷ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم پہ ایک سورت کی تلاوت کرنے لگا ہوں جو رویا اس کے لیے جنت ہے۔'' آپ ﷺ نے اس کو پڑھا تو کوئی شخص نہ رویا آپ نے دوہرائی تو کوئی شخص نہ رویا آپ نے دوہرائی پھر تیسری مرتبہ پڑھی اور فرمایا: رولو، اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی کوشش کرو۔ ❸

اگر ان روایات سے تکلفانہ رونے کی دلیل لی بھی جائے تو پھر اس سے ایسا رونا مراد ہے جو معانی کو ذہن میں لاتے ہوئے غور وفکر کے ساتھ ہو اور وقت تلاوت خالق کی عظمت ذہن میں ہو اور اس کے ساتھ خشوع وخضوع پہ حریص ہو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کی صورت کے ساتھ گریہ زاری کرے نہ کہ ان محرابوں میں رونے والوں کی طرح جو سوائے تکلف کے کچھ بھی نہیں۔

سچا رونا تو وہ ہے جس میں غور وفکر ہو جیسا کہ ہمارے اسلاف کا حال ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں جائے نماز بنائی وہاں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تو وہاں مشرک عورتوں اور بچوں کا ہجوم لگ جاتا

---

❶ ابن ماجہ: 424/1 اس کی سند میں ابورافع اسماعیل بن رافع متروک ہے۔

❷ عبدالملک بن عمیر قریشی قبطی ابوعمیر آپ کی ولادت خلافت عثمان کے آخری تین سال میں جبکہ وفات 136 میں ہے۔ مشاهير علماء الأمصار: 110

❸ فضائل القرآن: 22، شعب الایمان 17,18/5، یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں عبدالرحمان بن اسحاق ضعیف ہے بیہقی میں یہ دوسرے طریق سے بھی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اور وہ بڑے تعجب سے آپ کو دیکھتے کیوں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے والے تھے، جب وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے آنسوؤں پہ قابو نہ پا سکتے۔ ❶

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ورد کرتے ہوئے کسی آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تو یوں روتے کہ ان کا سانس رک جاتا اور وہ بے ہوش ہو کر گر جاتے، پھر ایک دو دن تک گھر سے نہ نکل سکتے حتیٰ کہ ان کی عیادت کے لیے لوگ مریض سمجھ کر آنے لگتے۔ ❷

عبداللہ بن شداد بن ہاد ❸ کہتے ہیں: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے کراہنے کی آواز سنی حالاں کہ میں صبح کی نماز میں آخری صف میں تھا آپ سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے: ﴿إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ ''بس میں تو اپنی بے قراری اور غمی کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف کرتا ہوں۔'' ❹

ابو عبید نے عبید بن عمیر ❺ کے متعلق بیان کیا کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر پہنچے ''ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ اس غم کو دبائے ہوئے تھے، تو اس قدر روئے کہ تلاوت نہ کر سکے اور رکوع میں چلے گئے۔ ❻

ابو بردہ ❼ فرماتے ہیں: ابو موسیٰ اشعری جب یہ آیت پڑھتے تو بہت روتے ''اے

---

❶ حلیة الاولیاء: 29/1.

❷ حلیة الاولیاء: 51/1، مصنف ابن ابی شیبہ: 269/13، الزھد امام احمد ص: 119، شعب الایمان: 20/5.

❸ عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی۔ کوفہ کے تابعی ہیں۔ 83ھ میں فوت ہوئے۔ مشاھیر علماء الأمصار، ص: 104

❹ مصنف عبدالرزاق: 114/2، مصنف ابن أبی شیبہ: 355/1، شعب الایمان بیھقی: 20/5.

❺ عبید بن عمیر بن قتادۃ ابو عاصم لیثی مکی، کبار تابعین میں سے ہیں۔ ت 94ھ۔ غایة النھایة: 496/1

❻ فضائل القرآن ابو عبید، ص: 23

❼ ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری ان کا نام عامر ہے ت 104ھ۔ مشاھیر علماء الأمصار، ص: 104

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(شیطان) اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالاں کہ وہ تم سب کا دشمن ہے۔ ❶

عبداللہ بن اَبی ملیکہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ کا سفر کیا، آپ دو رکعتیں پڑھتے، جب کہیں قیام فرماتے تو نصف شب کا قیام کرتے، جس میں ٹھہر ٹھہر کر حرف بہ حرف رو رو کر اس آیت کی تلاوت کرتے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ ''اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آ پہنچی یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔'' ❷

ابو وائل ❸ کہتے ہیں: ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تو ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم ❹ بھی تھے، ہم ایک لوہار کے پاس سے گزرے تو عبداللہ بن مسعود کھڑے ہو کر اس کے لوہے کو آگ میں ڈالنے کا منظر دیکھنے لگے، ربیع نے بھی اس کی طرف دیکھا کہ لوہا پگھل کر اس میں گرنے لگا ہے پھر عبداللہ چلے یہاں تک کہ ہم فرات کے کنارے ایک جگہ (أقون) ❺ پہ آئے تو وہاں بھی عبداللہ بن مسعود نے آگ بھڑکتی دیکھی، اسے دیکھ کر ان آیات کی تلاوت کی:

﴿وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝﴾

(الفرقان: 12، 13)

---

❶ شعب الایمان: 22/5

❷ سورہ ق: 19 اور یہ روایت حلیۃ الاولیاء: 327/1 اور مصنف ابن ابی شیبہ: 61/14 اور بیہقی کی شعب: 23/5 میں ہے۔

❸ شقیق بن سلمہ اسدی۔

❹ ربیع بن خثیم ثوری تمیمی ابو یزید، اہل کوفہ کے عابدوں میں سے ہیں، کوفہ میں ہی 63ھ کو فوت ہوئے۔ مشاھیر علماء الامصار، ص: 99

❺ فضائل قرآن ابو عبید کے نسخہ المانیا میں۔ (أثور) لکھا ہے جب کہ اس کو ہم نے نسخہ ظاہریہ نمبر 7617 سے صحیح کر کے لکھا ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جب وہ انھیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا غصے سے بپھرنا اور دھاڑنا سنیں گے اور جب یہ جہنم کی کسی تنگ جگہ میں مشکیں کس کر پھینک دیے جائیں گے تو وہاں اپنے لیے موت ہی موت پکاریں گے۔''

راوی کہتے ہیں (یہ سن کر) ربیع بے ہوش ہو گئے ہم انھیں اٹھا کر ان کے اہل خانہ کے پاس لائے تو ظہر تک عبداللہ بن مسعود نے انھیں اپنے ساتھ لگائے رکھا تاہم انھیں افاقہ نہ ہوا، یہاں تک کہ مغرب ہو گئی تو وہ ہوش میں آئے اور عبداللہ اپنے گھر واپس پلٹے۔ ❶

یحییٰ بن أبی کثیر ❷ کہتے ہیں: کعب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی قراءت، اس کی دعا اور رونا دھونا سنا تو وہاں سے یہ کہتے ہوئے گزرے، کیا خوب ہیں قیامت سے پہلے اپنے آپ پہ رونے والے۔ ❸

نافع کہتے ہیں: ابن عمر رات کو نماز پڑھتے تو جب ایسی آیت سے گزرتے جس میں جنت کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال اور دعا کرتے اور کبھی کبھی رو دیتے اور جب اس آیت کی تلاوت کرتے:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ﴾

(الحدید : 16)

''کیا مومنوں پر ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل ڈر جائیں۔''

تو رو رو کر کہتے کیوں نہیں میرے رب، کیوں نہیں میرے رب۔

ایک دن انہوں نے ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ کی تلاوت کی، جب اس آیت پر پہنچے: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ''اس دن لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے

---

❶ فضائل قرآن ابو عبید: 23ص

❷ یحییٰ بن أبی کثیر یمامی۔ ابونصر بصری، یمامہ میں سکونت پذیر رہے کسی صحابی سے ان کا سماع ثابت نہیں لہٰذا حدیث مرسل ہے۔ مشاهير علما الأمصار، ص:191

❸ فضائل قرآن ابو عبید: 23ص۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے'' تو اس قدر روئے کہ ناک سے آواز جاری ہوگئی۔ ❶

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روئے تو ان کی اہلیہ بھی رونے لگی، انھوں نے اس سے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ تو اس نے کہا، جس چیز نے آپ کو رلایا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے تو اس بات نے رونے پر مجبور کر دیا کہ مجھے آگ (جہنم) پر سے گزرنا ہے پس میں نہیں جانتا کہ میں کامیاب ہونے والوں میں سے ہوں یا نہیں؟ ❷

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز میں یہ آیت کریمہ پڑھی:

﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ (الطور: 27)

''پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمیں تیز و تند گرم ہواؤں کے عذاب سے بچالیا۔''

تو رونے لگ گئی اور دعا کرنے لگی: اے اللہ مجھ پر بھی احسان فرما اور مجھے تیز و تند گرم ہوا کے عذاب سے بچالے، تو بہت احسان کرنے والا ہے۔ ❸

ابو صالح سے روایت ہے جب یمن والے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے پاس آئے تو قرآن کی تلاوت سن کر رونے لگے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بھی ایسے تھے لیکن پھر ہمارے دل سخت ہو گئے۔ ❹

عبداللہ بن عروہ بن زبیر ❺ کہتے ہیں: میں نے اپنی دادی اسماء سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

❶ مختصر قیام اللیل مروزی :61ص ، اس کا معنی یہ بھی ہے کہ شدت گریہ زاری سے آواز بند ہوگئی۔

❷ ابو عبید :25ص المروزی قیام اللیل (المختصر 62) .

❸ مصنف ابن ابی شیبہ: 211/2، قیام اللیل مروزی (المختصر 62)

❹ ابو عبید 22 ص۔ یہ ابو صالح شاید السمان ہیں ان کا نام ذکوان ہے، ان کو ابو صالح الزیات بھی کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ مدینہ سے کوفہ تک گھی اور تیل سپلائی کرتے تھے۔ 101ھ میں فوت ہوئے۔ مشاہیر علماء الامصار: 75

❺ ابو بکر اسدی ثقہ، ثبت فاضل، ان کی ولادت 45ھ میں ہے، بنو امیہ کی خلافت کے آخر تک زندہ رہے۔ تقریب: 433/1

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کے صحابہ جب قرآن سنتے تو ان کا کیا حال ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں اور جسم کانپنے لگتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت بیان کی ہے، کہتے ہیں میں نے پوچھا: اب تو یہاں ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی قرآن کی تلاوت سنتا ہے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے، انہوں نے کہا: أعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ ❶

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس بات کا انکار اس لیے کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال نہ تھا جیسا کہ عامر بن عبداللہ بن زبیر ❷ جو عبداللہ بن عروہ کے چچازاد ہیں بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی والدہ سے کہا: میں چند ایسے لوگوں سے ملتا ہوں کہ ان سے بہتر مجھے کوئی نظر نہیں آتا، وہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ان پر یوں لرزہ طاری ہوتا ہے کہ خشیت الٰہی سے بعض تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں، تو انہوں نے کہا: ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھا کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو قرآن پڑھتے سنا، ان کا تو یہ حال نہ ہوتا تھا کیا یہ لوگ ابوبکر و عمر سے زیادہ متقی ہیں؟ ❸

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اہل عراق میں سے ایک شخص کے پاس سے گزرے جو گرا پڑا تھا، انھوں نے پوچھا اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: جب یہ قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو گر جاتا ہے، اس پر ابن عمر نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جب کہ ہم میں سے کوئی نہیں گرتا، ان لوگوں کے پیٹوں میں شیطان داخل ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا عمل نہیں ہے۔ ❹

اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن یا سماعت تلاوت کے وقت بے ہوشی اور چیخ و پکار اہل بدعت کا عمل ہے اور ان میں سے اکثر بناوٹی رونا روتے ہیں جس کی ابتدا زمانہ صحابہ

❶ شعب الایمان بیہقی: 24/5، تفسیر بغوی: 77/4.

❷ ابو حارث مدنی، ثقہ، عابد، 121 ہجری میں وفات پائی۔ تقریب: 388/1

❸ الدر المنثور السیوطی: 326/5

❹ تفسیر بغوی: 77/4.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ہی ہوگئی تھی۔

قتادہ رحمہ اللہ روایت ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾ (الزمر: 23) ''جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں۔'' کی تلاوت کی تو فرمایا: یہ تو اولیاء اللہ کی صفت ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو جاتے ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مطمئن ہوتے ہیں نہ کہ ان کی عقلوں کا فقدان ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ان پہ غشی کے دورے پڑتے ہیں جیسا کہ اہل بدعت کا حال ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ ❶

اسی وجہ سے تو اسلاف کہتے ہیں۔ ''قرآن اس بات سے پاک ہے کہ وہ لوگوں کی عقلوں کو زائل کر دے۔''

قُلْتُ:...... اگر ایسا اسلاف سے ثابت ہے تو یہ بہت قلیل و نادر واقعہ ہے، ان سے اکثر و بیشتر ایسا نہیں ہوا اور شاید اس کی وجہ تکلف و تصنع نہیں بلکہ دلی کمزوری کی بنا پر بعض دفعہ ایسا مسئلہ پیش آ گیا ہو جیسا کہ ربیع بن خثیم کا ذکر گزر گیا ہے بہز بن حکیم ❷ کہتے ہیں: زرارہ بن اُوفی ❸ نے قراءت کی اور وہ جامع مسجد ❹ میں امامت کروا رہے تھے:

﴿فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝﴾

(المدثر: 9، 10)

---

❶ عبدالرزاق فی التفسیر: 172/2، تفسیر ابن کثیر: 55/4، الدر المنثور: 326,325/5.

❷ بہز بن حکیم بن معاویہ ابو عبدالملک قشیری، بصری ۱۵۰ ہجری سے قبل وفات پائی۔ سیر أعلام النبلاء: 253/6

❸ زرارۃ بن أبی أوفی حرشی، بصرہ کے قاضی اور امام ہیں، ابو حاجب عامری، ابن سعد کہتے ہیں: ولید بن عبدالملک کی حکومت میں 73ھ کو اچانک فوت ہوئے۔ طبقات ابن سعد: 150/7

❹ حلیۃ الاولیاء اور طبقات ابن سعد میں مسجد بنی قشیر کا ذکر ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"پس جب کہ صور میں پھونک ماری جائے گی۔ تو وہ دن بڑا سخت ہو گا۔"

یہ پڑھ کر وہ گرے اور فوت ہو گئے بہز کہتے ہیں: میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے ان کو اٹھایا۔ ❶

جب تو کسی سورت کی تلاوت کرے تو اسے پورا کیا کر:

ابو عبید نے سعید بن میتب کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق کے پاس سے گزرے تو وہ بہت ہلکی آواز میں پڑھ رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ بلند آواز سے جب کہ بلال رضی اللہ عنہ کبھی اس سورت سے اور کبھی اس سورت سے تلاوت فرما رہے تھے، آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں تمہارے پاس سے گزرا تو آپ بہت دھیمی آواز سے پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا: میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا تھا، آپ نے فرمایا: اپنی آواز کو تھوڑا بلند کرو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تمہارے پاس سے گزرا ہوں تو تم اونچی پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے جواب دیا میں شیطان کو دھتکار رہا تھا اور اونگھنے والوں کو جگا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: تھوڑا سا آواز کو پست کرو، بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا، میرا گزر تمہارے پاس سے ہوا تو تم کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے اور کچھ اس سورت سے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں پاکیزہ کو پاکیزہ سے ملاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: (سورت کو اس کی اصل صورت پر ہی پڑھو) اور ایک روایت میں ہے: (جب تم کسی سورت کو پڑھو تو اسے پورا کیا کرو۔) ❷

---

❶ طبقات ابن سعد: 150/7، حلیة الاولیاء: 285/2، قیام اللیل مروزی (المختصر: 62 ص)

❷ فضائل قرآن، ص: 38، مصنف عبدالرزاق: 490,2، مصنف ابن ابی شیبه: 10-55 اسی سیاق کے ساتھ محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں روایت کی ہے۔ (مختصر 66ص) اس روایت کو ترمذی (2، 39) اور ابوداود (9، 37، 1329) نے روایت کیا ہے دونوں نے ثابت البنانی عن عبداللہ بن أبی رباح عن أبی قتادہ کے طریق سے اور دونوں نے اس میں بلال کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابوداود نے عن أبی مسلم عن ابی ہریرۃ طریق سے بلال کا اضافہ کیا ہے اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں: (اے بلال میں تمہیں الگ الگ سورتوں ⇦ ⇦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مقام حرۃ پہ لوگوں کو امامت کروائی تو مختلف سورتوں سے پڑھا، پھر سلام کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے جہاد نے تعلیم قرآن سے مشغول کر رکھا ہے۔ ❶

ابن عون ❷ فرماتے ہیں، میں نے ابن سیرین سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو ہر ایک سورت سے دو آیتیں پڑھ کے دوسری سورت کو شروع کر دیتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر کسی تیسری کو شروع کر لیتا ہے تو انہوں نے فرمایا: تم سے ہر ایک کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ لاعلمی میں کبیرہ گناہ تو نہیں کر رہا۔ ❸

ابو عبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب تو کسی سورت کی ابتدا کرے پھر کسی اور سے تلاوت کرنا چاہیے تو ایسا کرلے سوائے سورۃ قل هو الله أحد کے اس کو شروع کرو تو خاتمہ سے قبل کسی اور سورت کی طرف منتقل نہ ہو۔ ❹

ابو عبید فرماتے ہیں: ہمارے ہاں اس مسئلہ میں کراہت ہے جو قراء حضرات مختلف آیات سے تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو منع کیا اور جیسا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنا عذر پیش کیا اس کو ابن سیرین رحمہ اللہ نے بھی مکروہ جانا ہے، باقی رہی بات عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی تو شاید اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص سورت مکمل کرنے کی نیت سے ابتدا کرے

⇐ سے تلاوت کرتے ہوئے سنتا ہوں تو انہوں نے وہی جواب دیا تو آپ نے فرمایا: (سب کچھ درست ہے) بیہقی نے شعب میں اسی طرح روایت کیا ہے: 248,5 اور اس کو احمد نے مسند میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تاہم انہوں نے بلال کی جگہ عمار کا ذکر کیا ہے۔ فتح الربانی 236,3 ان دونوں روایتوں میں انکار، اقرار کا اختلاف ہے، ابو عبید والی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے کہتے ہیں، یہ میرے ہاں ثابت ہے اور یہی عمل علماء کے موافق ہے۔ دیکھیے: شعب الایمان: 238/2

❶ فضائل قرآن ابو عبید، ص: 38 .

❷ عبداللہ بن عون بن ارطبان مزنی مولاھم ابو عون خزار بصری بصرہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ تھـذیـب التھذیب: 346/5

❸ ابو عبید، ص: 38 . ❹ ایضاً .

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پھر دوران تلاوت اس کا ارادہ کسی اور سورت کا بن جائے تو جائز ہے البتہ ابتدا سے ہی اگر کوئی مختلف آیات سے پڑھنا چاہے اور ترتیب قرآن کا خیال نہ رکھے تو ہمارے ہاں یہ اہل علم کا عمل نہیں بلکہ جاہلوں کی عادت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو ایسے نازل فرما دیتے یا نبی ﷺ اس طرح تلاوت فرماتے۔

ابو مجاہد کہتے ہیں: یہ روایت جس کو ابو عبید نے ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ کا اکثر معمول یہی ہے، کہ آپ سورت مبارکہ کو اسی طرح تلاوت فرماتے اور آپ ﷺ کی اقتدا و اتباع میں سلف صالحین کا بھی یہی عمل تھا تاہم کبھی کبھار آپ ﷺ ایک سورت سے کچھ آیات تلاوت فرماتے اور کچھ دوسری سورت سے۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی میں سورہ بقرہ کی آیت ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ........﴾ (البقرۃ: 136) اور دوسری رکعت میں اسی سورت کی آیت ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: 52) کی تلاوت کی۔ ❶

اور ایک روایت میں ہے آپ کی فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا....﴾ اور پھر آل عمران کی آیت ﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران: 64) کی تلاوت کرتے۔

پس یہ حدیث مبارک اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ افضل یہی ہے کہ سورت کو اس کی اصلی حالت کے مطابق ہی یعنی ترکیب و ترتیب سے پڑھا جائے یہ قرآنی ترتیب کے زیادہ مناسب ہے۔

قاری کے لیے مکروہ ہے کہ وہ ترتیب سور کی مخالفت کرے اگر وہ پہلی رکعت میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ پڑھے تو ڈر ہے کہ وہ اس شخص کی طرح نہ ہو جائے جو قرآن کو الٹا پڑھتا ہے۔

❶ اور یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے۔ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین: 727/502/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص قرآن کو الٹا پڑھتا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ الٹے دل والا ہے۔ ❶

ابوعبید کہتے ہیں: اس کی توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ قرآن مجید کی آخری سورتوں سے ابتدا کرے یعنی معوذتین سے اور پھر بقرہ کی طرف آئے تو یہ کام خلاف سنت ہے۔ یہ صرف اور صرف بچوں یا اہل عجم کو پڑھانے کی غرض سے صحیح ہوسکتا ہے کیوں کہ ان کے لیے ابتدا میں طویل سورتوں کی تعلیم مشکل ہوتی ہے۔

مزید فرماتے ہیں: امام حسن اور ابن سیرین سے بھی اس کے علاوہ میں کراہت ثابت ہے، ابوعبید کہتے ہیں: مجھے ابن أبی عدی نے اشعث کے طریق سے حسن اور ابن سیرین سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں قرآن کو شروع سے آخر تک (بالترتیب) پڑھتے تھے۔ اور ادھر ادھر سے پڑھنے کو مکروہ گردانتے تھے۔

کہتے ہیں ابن سیرین نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ترتیب تمہاری ترتیب سے بہتر ہے۔

ابوعبید کہتے ہیں: وظائف میں جو انہوں نے بدعت ایجاد کی ہے کہ قرآن مجید کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور پھر ہر حصے میں مختلف سورتیں بغیر ترتیب کے ذکر کرتے ہیں تاہم لمبی سورتوں کو ان جیسی کم لمبی سورتوں سے ملا کر مزید طویل کر دیتے ہیں تو ایسے وظائف اور ورد حسن بصری اور ابن سیرین کے ہاں مکروہ ہیں تو قرآن کی ترتیب کو الٹا کرنا تو بہت زیادہ کراہت کا باعث ہے۔ ❷

ابومجاہد کہتے ہیں: سلف صالحین مصحف کی ترتیب پہ اس لیے حریص تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اس کی ترتیب کا لحاظ رکھتے تھے، جب بھی آپ ﷺ پہ وحی نازل ہوتی آپ کاتبین وحی کو بلا کر فرماتے: ''یہ آیت اس جگہ پہ رکھو جہاں فلاں فلاں موضوع کی آیات ہیں۔'' ❸

---

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: 564,10، مصنف عبدالرزاق: 323,4، شعب الایمان بیھقی: 254/5.

❷ شعب الایمان: 255/5 ❸ ابو داود، أبواب الصلاۃ: 209/1.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آخری دور میں جس پہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتماد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ آیات اور سورتوں کی ترتیب سے ہی قرآن سنایا، جس کے علاوہ کوئی تصور نہیں ہو سکتا، لہٰذا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس ترتیب کی مخالفت کرے جس کے مطابق آپ پڑھتے تھے، پس آیات اور سورتوں میں یہ ترتیب توقیفی ہے، البتہ حدیث حذیفہ جو کہ گزر گئی ہے۔ ❶ جس میں آپ کی سورۃ نساء کی تلاوت آل عمران سے قبل کا ذکر ہے تو وہ آخری دور کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب سے پہلے کی بات ہے۔ لہٰذا ترتیب کے ثابت ہو جانے کے بعد اب جائز نہیں اور اسی بات پر بغیر اختلاف کے صحابہ کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾

(النساء: 115)

”جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے علاوہ کسی پر چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھریں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔“

---

❶ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے جو دو مرتبہ دور کیا تھا، لازمی بات ہے کہ وہ سورتوں اور آیتوں کی ترتیب کے ساتھ تھا جو کہ آج مصاحف میں موجود ہے لہٰذا اس کی مخالفت قطعاً درست نہیں۔ (مختصر)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نماز میں قراءت کا بیان

نماز میں قراءت کا مسنون طریقہ جو آپ ﷺ امامت کرواتے ہوئے اختیار فرماتے وہ یہ تھا کہ کبھی تو آپ قراءت کو لمبا کرتے، کبھی درمیانہ اور کبھی مختصر، جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نمازیوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر قراءت فرماتے تھے۔ ❶

اس کے متعلق جو دلیل وارد ہے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز میں لمبی قراءت کا ارادہ کرتا ہوں پھر مجھے کسی بچے کے رونے کی آواز سنائی دیتی ہے تو اس کی والدہ کی تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے مختصر کر دیتا ہوں'' ❷

ایک روایت میں ہے: ''واللہ جب میں نماز میں کسی بچے کی آواز سنتا ہوں تو قراءت کو مختصر کر دیتا ہوں اس ڈر سے کہ اس کی والدہ آزمائش میں نہ پڑی رہے۔'' ❸

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی والدہ کے ساتھ اس کے بچے کے رونے کی آواز سنتے تو کوئی ہلکی یا مختصری سورت پڑھ دیتے۔ ❹

آپ ﷺ اکثر اوقات میں قراءت ہلکی فرماتے تھے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مختصر مگر مکمل نماز پڑھاتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ لوگوں میں سے ہلکی اور مکمل نماز والے تھے۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے: میں نے کسی امام کے پیچھے رسول اللہ ﷺ کی طرح ہلکی اور مکمل نماز نہیں پڑھی۔ ❺

---

❶ شرح النووی علی مسلم: 174/4۔ ❷ مسلم، کتاب الصلاۃ: 470/343/1۔
❸ سنن ترمذی: 376/214/2۔ ❹ صحیح مسلم: 343/1۔
❺ صحیح مسلم: 342/2، حدیث نمبر: 470/469

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے آئمہ کو ہلکی نماز پڑھانے کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیوں کہ ان میں چھوٹے ، بڑے اور مریض بھی ہوتے ہیں، جب اکیلا نماز پڑھے تو پھر جیسے چاہے پڑھے۔'' ❶

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں فجر کی نماز سے اس لیے لیٹ ہوتا ہوں کہ فلاں شخص ہمیں بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ پس اس دن ہم نے آپ کو اتنے غصہ میں دیکھا کہ اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا پھر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو تم میں (کچھ لوگ) نفرت دلانے والے ہیں پس جو کوئی تم میں سے لوگوں کو امامت کروائے تو اسے چاہیے کہ مختصر پڑھائے کیوں کہ ان میں بہت ضعیف، عمر رسیدہ اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔'' ❷

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشا کی نماز پڑھائی تو ایک شخص جماعت سے نکل کر اپنی نماز پڑھنے لگا۔ اس کے متعلق معاذ رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی تو انہوں نے کہا: وہ منافق ہے۔ اس شخص کو علم ہوا تو وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ کو معاذ رضی اللہ عنہ کی بات کی خبر کردی، آپ ﷺ نے ان سے کہا: اے معاذ رضی اللہ عنہ کیا تو فتنہ باز بننا چاہتا ہے؟ جب تو لوگوں کو امامت کروائے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ اور ﴿اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ پڑھا کر۔ ❸

اور صحیح (بخاری) کی روایت میں ہے معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنی قوم کو امامت کرواتے، ایک رات آپ کے پیچھے نماز پڑھ کر آئے اور امامت کروائی تو سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، ایک شخص جماعت سے نکلا، سلام پھیر کر اپنی نماز پڑھ لی، اسے لوگوں نے کہا، کیا تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم، اب میں ضرور نبی کریم ﷺ

❶ مسلم: 341/1 حدیث نمبر 467

❷ متفق علیه، بخاری: 172/2، مسلم: 466/340/1

❸ متفق علیه، بخاری: 173/2، مسلم: 465/339/1

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کی خبر دوں گا، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ کھیتی کو پانی لگانے والے لوگ ہیں دن بھر کام کرتے ہیں جب کہ معاذ آپ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتے اور پھر ہمیں امامت کرواتے ہیں جس میں سورہ بقرہ شروع کر دی تھی آپ ﷺ معاذ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو شرانگیز بننا چاہتا ہے، فلاں فلاں سورت کی تلاوت کیا کر۔'' ❶

لیکن ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ انس رضی اللہ عنہ کس طرح نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہیں ہلکی اور مکمل اور یہی میزان تخفیف ہے ان لوگوں کی طرح نہیں جو ست مزاجی سے کام لیتے ہیں اور یہی چاہتے ہیں اور نہ ہی ان نمازیوں کی طرح جو ٹھونگے لگانے والوں کی نماز پڑھتے ہیں اور ہمیشہ قصار مفصل کی عادت اپنائے ہوئے ہیں جب کہ رکوع وسجود میں بھی اطمینان نہیں۔ آپ نے ایسی نماز کا انکار فرمایا ہے اور ایسے شخص کو کہا ''جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' ❷

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم کو قصار مفصل کی قراءت پر ہمیشگی کرتے ہوئے دیکھا تو ان کا انکار کیا۔

آپ ﷺ پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی نسبت لمبی قراءت فرماتے جیسا کہ ابوقتادہ انصاری کی روایت میں ہے۔ ❸

---

❶ بغوی کہتے ہیں (فتان) کا معنی لوگوں کو دین سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جانا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَمَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ﴾

❷ بخاری، كتاب الصلاة: 184/1

❸ متفق عليه، البخاری: 1/ 189، مسلم: 451/333/1 اور سعد بن ابی وقاص کی صحیحین میں اس طرح روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ان سے کہا: لوگ ہر مسئلہ میں آپ کی شکایت کرتے ہیں حتی کہ نماز کی بھی؟ تو انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور دوسری دو کو مختصر، اور مجھے اس مسئلہ میں کسی کی کوئی پرواہ نہیں کیوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتا ہوں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں، میرا بھی آپ کے متعلق یہی گمان تھا۔ اور یہ چار رکعتوں والی نماز میں ہے کیوں کہ پہلی دو رکعتوں میں استفتاح کے بعد فاتحہ اور دو سورتیں ہیں جب کہ دوسری دو رکعتیں مختصر ہوں گی کیوں کہ ان میں صرف فاتحہ ہے۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے فلاں شخص کی طرح کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو نبی کریم ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو اور ایک روایت میں ہے: تمہارے امام سے۔

سلیمان کہتے ہیں، وہ ظہر کی پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھاتے اور دوسری دو ہلکی، عصر کی نماز ہلکی پڑھاتے اور مغرب میں قصار مفصل، عشا میں اوساط مفصل☆ اور صبح میں طوال مفصل کی تلاوت فرماتے۔

ایک روایت میں ہے، عشا کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے اور صبح کی نماز میں دو لمبی سورتیں پڑھتے۔ ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس امام کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ہیں۔ راوی حدیث زید بن اسلم نے خود اس کی وضاحت کی ہے ❷ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اکثر اوقات میں ہلکی نماز ہی پڑھاتے تھے اور بیشتر مواقع پر مفصل سورتوں کی ہی قراءت فرماتے۔

عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ عن أبیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مفصل سورتوں میں سے ہر چھوٹی بڑی سورت کے ساتھ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرضی نمازوں میں امامت کرواتے ہوئے سنا ہے۔ ❸

امام ترمذی فرماتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرو۔ ترمذی فرماتے ہیں: اسی پر اہل علم کا عمل ہے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن مبارک اور شافعی کا ہے۔ ❹

عبدالرزاق سفیان ثوری سے اور وہ علی بن زید بن جدعان عن حسن وغیرہ روایت کرتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ مغرب میں قصار مفصل، عشا میں اوساط مفصل اور صبح کی نماز

☆ مفصل کی وضاحت آئندہ صفحات پر آ رہی ہے۔

❶ النسائي: 167/2.
❷ أيضاً.
❸ أبو داؤد، معالم السنن: 387/1
❹ الترمذي: 110/2.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں طوالِ مفصل پڑھا کرو۔ ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نمازوں میں قراءت کی مقدار کا اختلاف اہل علم کے ہاں اپنی ظاہر پر ہے یعنی فجر اور ظہر کی نماز میں طوالِ مفصل پڑھنا سنت ہے تاہم صبح کی نماز زیادہ لمبی ہو عشا اور عصر کی نماز میں اوساطِ مفصل اور مغرب کی نماز میں قصارِ مفصل پڑھی جائیں۔

(علماء) فرماتے ہیں: فجر اور ظہر کی قراءت کو لمبا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس وقت قیلولہ، یا رات کی نیند کی غفلت ہوتی ہے تو لمبی قراءت سے لوگ نماز کو مل جائیں گے جب کہ عصر کی نماز ایسی نہیں وہ لوگوں کے کام کاج اور محنت و مشقت سے تھکاوٹ کا وقت ہے تو وہ نماز بھی ہلکی ہے اور مغرب کی نماز کا وقت بہت تنگ ہے تو اس میں تخفیف کی اور زیادہ ضرورت ہے، اسی وقت میں روزے دار کی افطاری اور مہمانوں کی مہمان نوازی بھی ہے، اور عشا کی نماز نیند اور اونگھ کے غلبہ کا وقت ہے تاہم یہ وقت وسیع ہے تو یہ عصر کے مطابق ہے۔ ❷

اجمالی طور پر قراءت میں یہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ البتہ تفصیلی مسئلہ درج ذیل ہے۔

فجر کی نماز: ابوہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ ❸ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ مصنف عبدالرزاق: 104/2 علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے لیکن اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔

❷ شرح النووی علی مسلم: 174/4، المفصل قرآن مجید کا آخری حزب ہے۔ طیبی کہتے ہیں: اس کی ابتدا سورہ حجرات سے ہے اور اس کو اس لیے مفصل کہتے ہیں یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں الگ الگ کلام کی طرح ہیں۔
قلت: مفصل کی ابتدا میں ان کا یہ قول راجح ہے ورنہ اس مسئلہ میں دس قول ہیں جن کو فیروز آبادی نے القاموس میں ذکر کیا ہے۔

مفصل کی تین قسمیں ہیں: طوال، اوساط، قصار، ان کی حد بندی میں علماء کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے ہاں طوال (حجرات) سے (البروج) تک، اوساط (البروج) سے (لم یکن) تک، اور قصار (لم یکن) سے آخر قرآن تک ہے۔ مالکیہ کے ہاں طوال (حجرات) سے (النازعات) تک اوساط (عبس) سے (واللیل) تک اور قصار (والضحیٰ) سے آخر تک، حنابلہ کے ہاں طوال (ق) سے (عم) تک اوساط (عم) سے (والضحی) تک جب کہ قصار یہاں سے آخر تک ہیں۔ الفتح الربانی: 27/3

❸ متفق علیہ، البخاری: 187/1، مسلم: 461/338/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورہ مومنون کی تلاوت شروع کی جب سیدنا موسیٰ و ہارون یا عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر تک پہنچے تو آپ کو کھانسی آئی جس پر آپ نے رکوع فرما دیا۔ ❶

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ شروع سورتوں سے تلاوت کرنا مسنون ہے اور یہ بھی کہ سورت کو دو رکعتوں پر تقسیم کرنا جائز ہے۔ ☆

شبیب ابو روح ❷ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز میں سورہ روم پڑھی تو آپ پہ قراءت خلط ملط ہونے لگ گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا ''ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہمارے ساتھ نماز تو پڑھنے آ جاتے ہیں لیکن مکمل طہارت کا خیال نہیں کرتے انہی لوگوں کی وجہ سے ہمیں قرآن میں اختلاط ہونے لگ جاتا ہے۔'' ❸

سماک بن حرب ❹ اہل مدینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور ﴿يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ﴾ کی قراءت سنی۔ ❺

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ کی تلاوت فرماتے، اور آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔

---

❶ مسلم: 455/336/1 اور بخاری نے اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ 188/1

☆ نبی کریم ﷺ سے سورتوں کے آخر آخر سے تلاوت کرنا ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم (مترجم)

❷ شبيب بن نعيم ابو روح۔ ثقه۔ التقريب: 346/1

❸ النسائی: 156/2، عبدالرزاق: 117/2 اور حدیث میں عمدہ فقہ یہ ہے کہ صحبت کا بہت گہرا اثر ہے، کامل ترین لوگوں کی صحبت کا حالات پہ بہت اثر ہوتا ہے۔

❹ سماک بن حرب ابو مغیرۃ، کوفہ کے تابعین میں سے ہیں، ہشام بن عبدالملک کے زمانہ حکومت میں فوت ہوئے۔ مشاهير علماء الأمصار ص: 110

❺ امام احمد نے اس کو روایت کیا ہے۔ الفتح الربانی: 231/3

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زہیر بن حرب ❶ فرماتے ہیں، میں نے جابر بن سمرہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا، آپ ان لوگوں کی طرح (لمبی) نہیں بلکہ ہلکی نماز پڑھاتے تھے۔

انہوں نے مجھے یہ بات بھی بتلائی کہ رسول اللہ ﷺ فجر میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت کرتے۔ ❷

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ کی تلاوت کی اور ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ﴾ تک پڑھا۔ (ق: 10) کہتے ہیں پس میں اسی کو دہرانے لگا اور مجھے پتہ ہی نہ چلا۔ ❸

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تم جیسے لوگوں کی طرح ہی نماز پڑھتے تھے تاہم آپ کی نماز ہلکی تھی یعنی تم لوگوں کی نماز سے، آپ فجر کی نماز میں (الواقعہ) اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ ❹

امام بخاری نے معلق روایت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ طور پڑھی۔ ❺

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں سنا آپ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ پڑھ رہے تھے۔ ❻

❶ زہیر بن حرب بن شداد ابوخیثمہ نسائی ثقہ، ثبت۔ تقریب التھذیب: 264/1

❷ مسلم: 458/336/1 آپ کی ہلکی نماز سے مراد فجر کی نماز کے علاوہ نمازیں ہیں۔ دوسری نمازوں کو فجر کی طرح لمبا نہیں کرتے تھے۔

❸ مسلم: 457/336/1.

❹ مصنف عبدالرزاق: 113/2، مستدرك حاكم: 240/1 وقال: صحيح على شرط مسلم

❺ صحيح بخاری: 187/1.

❻ النسائی: 156/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت میں ہے۔ گویا کہ میں اب بھی آپ کی فجر کی قراءت کو سن رہا ہوں
﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ، الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ ❶
عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فجر کی نماز میں (معوذتین) کے ساتھ امامت فرمائی۔ ❷

قلت:...... دوسری روایت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ یہ سفر میں ہے اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں بھی تخفیف ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے، یا پھر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ بیان جواز کے لیے ہے۔

معاذ بن عبداللہ جہنی ❸ سے روایت ہے انھیں جہینہ قبیلہ کے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ دونوں رکعتوں میں پڑھتے ہوئے سنا، مجھے اس بات کا علم نہیں کہ آپ بھول گئے تھے یا جان بوجھ کے ایسے کیا امام ابو داؤد نے اس حدیث پہ یہ باب قائم کیا ہے۔ (دو رکعتوں میں ایک ہی سورت دہرانے کا بیان) ❹

راوی کا یہ کہنا میں یہ نہیں جانتا آپ بھول گئے یا جان بوجھ کے ایسا پڑھا معاذ جہنی کا یہ قول محل اشکال ہے کہ آپ نے اسی سورت کو دوسری رکعت میں دہرایا، ہم کہتے ہیں: آپ کا یہ فعل شرعی جواز کے لیے ہے کیوں کہ (اللہ کی طرف سے) اس کا اقرار کیا گیا ہے آپ اگرچہ بھول ہی کیوں نہ گئے ہوں، جیسا کہ آپ نے فرمایا، (میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ (ہر دو پہلو میں) میری سنت کو اختیار کیا جائے) ❺ تاہم اگر یہ حکم شرعاً جائز نہ ہوتو پھر اس کا اقرار بھی نہیں کیا جاتا۔

---

❶ دیکھیے معالم السنن خطابی: 387/1.
❷ النسائی: 158/2
❸ معاذ بن عبداللہ خبیب جہنی مدنی ثقات میں سے ہیں۔ تہذیب التہذیب: 191/10
❹ ابو داود: 215/1 دیکھیے معالم السنن خطابی: 387/1
❺ امام مالک کی بلاغات میں سے ہے۔ الموطأ: 100/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس یہ روایت اس کے جواز کی دلیل ہے اور اس کا فائدہ آپ کو تب نظر آئیگا جب آپ دور دراز کے علاقوں یا دیہاتوں میں بسنے والے افراد کو دیکھیں گے جنہیں قرآن مجید کا اتنا حصہ بھی یاد نہیں ہوتا جو نماز کے لیے کافی ہو۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی انھوں نے سورہ بقرہ شروع کی اور دو رکعتوں میں مکمل کر دی۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے یوں لگتا تھا کہ آپ کے سلام پھرنے سے پہلے پہلے سورج طلوع ہونے والا ہے، تو انہوں نے فرمایا: اگر اس حال میں سورج طلوع ہو جاتا تو ہمیں غافلوں میں نہ پاتا۔ ❶

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ❷ فرماتے ہیں، میں نے سورہ یوسف اور سورہ حج حضرت عمر سے فجر کی نماز میں سن سن کر یاد کی ہے۔ اور فرماتے ہیں: وہ ان دونوں سورتوں کو آہستہ آہستہ پڑھتے تھے۔ ❸

عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آخری صفوں میں سنی، آپ سورہ یوسف پڑھ رہے تھے جب یہاں پہنچے تو رو دیے ﴿إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ ❹

ابو بردہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ ❺ کی تلاوت کی۔

---

❶ مصنف عبدالرزاق: 113/2

❷ عنزی عدوی، عنزہ یمن سے ہیں اور وہ بنی عدی کے حلیف میں، نبی کریم ﷺ کے پاس یہ لوگ آئے تو وہ بھی ان میں تھے ان کی اکثر روایات صحابہ سے ہیں 89ھ میں فوت ہوئے۔ (مشاهير علماء الأمصار)

❸ عبدالرزاق: 113/2 اور اس میں اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اکٹھی ہی پڑھتے تھے بلکہ ممکن ہے کہ دوسری سورتوں سے ملا کر پڑھتے ہوں۔

❹ مصنف عبدالرزاق: 113/2۔

❺ مصنف عبدالرزاق: 118/2۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں سورہ یونس اور سورہ ھود پڑھی۔ ❶

ربیع بن عبداللہ بن ہدیر ❷ کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ سورہ حدید اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔ ❸ حسین بن سمرہ ❹ کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی پہلی رکعت میں سورہ یوسف پڑھی پھر دوسری رکعت میں سورۃ نجم پڑھی اور سجدہ کیا پھر سجدہ سے اٹھ کر ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھی۔ ❺

امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ فجر کی پہلی رکعت میں ایک سو بیس آیات کی تلاوت کرتے اور دوسری رکعت میں مثانی میں سے کوئی سورت پڑھتے۔ ❻

احنف ❼ نے پہلی رکعت میں سورۃ کہف اور دوسری میں سورہ یوسف یا سورہ یونس پڑھی اور اس بات کا ذکر بھی کیا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ انھی سورتوں کی تلاوت میں نماز پڑھی۔ ❽ اور ایک روایت میں ہے۔ میں نے عمر کے پیچھے فجر کی نماز میں یونس اور ھود اور ان جیسی سورتوں کی تلاوت سنی۔ ❾

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ انفال کی چالیس آیات کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں مفصل میں سے کوئی سورت پڑھی۔ ❿

---

❶ أیضاً

❷ تیمی قریشی قریش کے فاضل اور مدینہ کے عابد ہیں، کبار تابعین میں سے ہیں 93ہجری میں فوت ہوئے۔ مشاهیر علماء الا مصار، ص: 70

❸ مصنف عبدالرزاق: 116/2

❹ التاریخ الکبیر بخاری: 2/3

❺ مصنف عبدالرزاق: 116/2

❻ صحیح بخاری: 188/1

❼ احنف بن قیس بن معاویہ تمیمی سعدی ابوبکر بصری، آپ کا زمانہ تو پایا ہے لیکن دیکھ نہیں سکے، 67 ہجری میں فوت ہوئے۔ تھذیب الکمال: 282/2

❽ صحیح بخاری: 188/1

❾ مصنف ابن ابی شیبہ: 353/1

❿ بخاری تعلیقاً: 188/1.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت میں ہے انہوں نے عشا کی نماز میں اس کی تلاوت کی۔ ❶

جمعہ کی نماز فجر:

نبی کریم ﷺ یوم جمعہ کی فجر کی نماز میں کبھی کبھار☆ ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ سجدہ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ کی تلاوت فرماتے، اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔ ❷

قلت: ......امام کو اس پہ ہمیشگی نہیں کرنی چاہیے اور اگر ایسا کرے یعنی''الم تنزیل'' سجدۃ کی تلاوت کرے تو سجدہ پر ہمیشگی نہ کرے کیوں کہ بعض لوگوں نے فجر جمعہ کی تین رکعتیں سمجھ لی ہیں یا بعض کا خیال ہے کہ اس نماز میں ایک سجدہ زیادہ ہے۔★

حالت سفر میں فجر کی نماز کو ہلکا پڑھنا:

ہم اس مسئلہ میں عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کر آئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سفر کی حالت میں صلاۃ فجر میں معوذتین پڑھیں۔ ❸

عمرو بن میمون ❹ کہتے ہیں: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں فجر کی نماز پڑھی۔ وہ مکہ جارہے تھے، تو انہوں نے ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کی۔ ❺

اسی طرح انہی سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے اسی سال فجر کی نماز پڑھی جس سال وہ شہید ہوئے تو انہوں نے ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ اور ﴿وَالتِّيْنِ

❶ مصنف ابن ابی شیبہ: 359/1

☆ نوٹ: کبھی کبھار شاید سہواً لکھا گیا ہے آپ اکثر بیشتر یہی تلاوت فرماتے تھے۔ (مترجم)

★ مؤلف کا یہ خیال شاید ان کے علاقہ یا اہل علاقہ کے اعتبار سے ہے ورنہ کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جہاں بالکل اس کا اہتمام نہیں، لہٰذا اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے۔ (مترجم)

❷ النسائی: 159/2۔ ❸ تقدم۔

❹ عمرو بن میمون ازدی ابوعبداللہ، زمانہ جاہلیت پایا لیکن نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ تہذیب التہذیب 109/8

❺ مصنف عبدالرزاق: 116/2

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالزَّيْتُوْنِ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ ❶

عمرو بن سوید ❷ کا بیان ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان تھا آپ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی تو ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ﴾ اور ﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ﴾ سورتیں پڑھیں۔ ❸

ابو وائل کہتے ہیں: ہمیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سفر میں نماز پڑھائی تو بنی اسرائیل کی آخری آیت تلاوت کی ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا﴾ پھر رکوع کر دیا۔ ❹

قلت:...... یہ روایت نماز میں سورہ کے آخری حصہ سے ایک آیت کی تلاوت پہ جواز ہے۔

ثابت بنانی ❺ فرماتے ہیں: میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا آپ اپنی بصرہ والی زمین کی طرف جارہے تھے، جب تین میل یا تین فرسخ کا فاصلہ رہ گیا تو صبح کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے بیٹے ابوبکر نے ہمیں نماز پڑھائی تو سورۃ (تبارک) پڑھی، سلام کے بعد ان سے انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ نے ہمیں بہت لمبی نماز پڑھائی ہے۔ ❻

عمران بن ابی الجعد ❼ کہتے ہیں: میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جس میں ﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ کی تلاوت فرمائی۔ ❽

ابراہیم رحمہ اللہ ❾ سے روایت ہے کہ وہ (صحابہ) فجر کی نماز حالت سفر میں جب پڑھتے تو ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے۔ ❿

---

❶ ایضاً

❷ معرور بن سوید اسدی ابواُمیہ کوفی۔ کوفہ کے ثقات تابعین میں سے ہیں۔ تھذیب التھذیب: 230/10

❸ مصنف عبدالرزاق: 116/2

❹ مصنف ابن أبی شیبه: 366/1

❺ ثابت بن اسلم بنانی ابومحمد بصری۔ تھذیب التھذیب: 2/2

❻ مصنف عبدالرزاق: 116/2

❼ مصنف میں ایسے ہے لیکن مجھے نہیں ملا۔

❽ مصنف ابن أبی شیبه: 366/1

❾ نخعی

❿ مصنف عبدالرزاق: 116/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظہر اور عصر کی نماز:

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نماز عصر کی قراءت مغرب کی نماز جیسی ہے یعنی قصار مفصل پڑھنی چاہیے۔ ابراہیم نخعی سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا، عصر کی نماز قراءت میں مغرب کی نماز کے برابر ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں: ظہر کی نماز عصر کی نماز سے چار گنا زیادہ ہے۔ ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان گزر گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بہت مشابہ تھی، وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتے اور عصر کی نماز کو ہلکا پڑھتے تھے۔

ہم نے ابو قتادہ کی روایت بھی ذکر کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی رکعت کو بہت لمبا فرماتے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دو سورتیں اور بھی ملاتے، پہلی رکعت لمبی اور دوسری (اس سے) مختصر فرماتے اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت مبارکہ سنا بھی دیتے، عصر کی نماز میں بھی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ دو سورتیں ملاتے تھے اور یہاں بھی پہلی رکعت کو لمبا پڑھاتے، صبح کی نماز میں پہلی رکعت طویل اور دوسری رکعت ہلکی فرماتے۔ ❷

پہلی رکعات کو لمبا کرنے میں حکمت نمازیوں کو مہلت دینا ہے تاکہ وہ نماز کو پہنچ سکیں۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ابو داؤد کی روایت میں اس رکعت کے لمبا کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے (فرماتے ہیں) ہمارا خیال یہ ہے کہ اس سے آپ کا مقصد یہی تھا کہ لوگ پہلی رکعت کو پا لیں۔ ❸

عبداللہ بن اَبی اُوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی رکعت میں اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک قدموں کی آواز آتی رہتی۔ ❹

❶ سنن ترمذی: 112/2 ❷ صحیح بخاری: 185/1.

❸ سنن ابی داوٗد: 212/1.

❹ أیضاً

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طویل نماز کی مقدار کیا ہے؟

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم سے کوئی بقیع جا کر قضائے حاجت کرتا پھر گھر جا کر وضو کر کے مسجد آتا تو رسول ﷺ پہلی رکعت میں کھڑے ہوتے۔ ❶

تا ہم یہ آپ ﷺ کا دائمی فعل نہیں بلکہ غالب طور پر آپ ظہر کی نماز میں ہلکی قرات فرماتے تا کہ لوگوں کا خیال رکھیں۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ تلاوت فرماتے عصر میں بھی اس جیسی صورت جبکہ صبح کی نماز لمبی پڑھاتے۔

انہی سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ پڑھتے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی سورت پڑھتے۔ ❷

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور اس جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے ❸ ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زوال شمس کے بعد ظہر کی نماز پڑھتے اور اس میں ﴿وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ جیسی سورتیں پڑھتے عصر اور دیگر نمازوں میں اسی طرح جبکہ صبح کی نماز میں لمبی قرات فرماتے۔ ❹

❶ مسلم: 337,1 آپ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں تیس آیات کی مقدار میں تلاوت فرماتے۔ اور دوسری دو رکعتوں میں پندرہ آیات کی مقدار اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں پندرہ آیات کی مقدار اور دوسری رکعات میں اس سے نصف۔ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ پہلی اور دوسری رکعت میں برابری فرماتے اس کی تائید صحیح بخاری میں سعد بن أبی وقاص کی روایت بھی ہے آپ پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا پڑھتے تھے علماء نے ان احادیث اور حدیث (آپ پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا پڑھتے تھے) کو یوں جمع کیا ہے کہ دونوں رکعتوں میں برابر قرات کرتے تاہم پہلی رکعت دعائے استفتاح کی وجہ سے لمبی ہوتی۔ أقول: شاید صحیح بات نہ ہو ہے کہ ان احادیث میں آپ کی مختلف قرات کا ذکر ہے کبھی آپ اس پہ عمل کرتے اور کبھی اس پہ تاہم اکثر اوقات میں آپ کا معمول پہلی رکعت کو لمبا کرتا ہے۔

❷ مسلم: 337,1.　❸ أيضاً.　❹ ابن ماجه: 733/272

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کیساتھ ظہر کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں ہمیں ان سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ ❶

کبھی کبھار آپ ﷺ اس سے زیادہ بھی قرات کرتے گویا کہ جب آپ ﷺ کو نمازیوں کی چاہت نظر آتی تو قرأت کو لمبا کردیتے یا پھر یہ کام بیان جواز کے لیے فرماتے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو بعض دفعہ آپ ہمیں کوئی کوئی آیت سورہ لقمان کی اور سورۃ الذاریات کی سنا دیتے۔ ❷

مورق ❸ کہتے ہیں ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عصر کی نماز پڑھائی تو ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ اور ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ﴾ کی قرات کی۔ ❹

ثابت فرماتے ہیں انس رضی اللہ عنہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتے تو کبھی ہمیں اپنی قرات میں کوئی آیت سنا دیتے ہم نے ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کی قراءت سنی۔ ❺

نماز مغرب:

آپ ﷺ اکثر مغرب کی نماز میں قصار مفصل، یا اوساط مفصل پڑھتے تھے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ ❻

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت فرماتے۔ ❼

---

❶ ابن ماجہ: 833/272/1 ❷ مصنف عبدالرزاق: 108/2.

❸ مورق بن مشرج عجلی۔ ابو معتمر بصری، ثقات میں سے ہیں۔ تہذیب المھذب: 332/1

❹ ایضاً.

❺ ترمذی: 307,111,2 اور نسائی: 166,2

❻ النسائی: 167,166,2 ❼ النسائی: 163,2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوعبداللہ صنابحی ❶ سے روایت ہے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی تو انہیں نے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قصار مفصل سے دو سورتیں پڑھیں۔ ❷

عمرو بن میمون کہتے ہیں ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ نے مغرب کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ اور آخری رکعت میں ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيْلِ﴾ اور ﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ﴾ کی تلاوت کی ❸ آخری رکعت سے ان کی مراد دوسری رکعت ہے اور یہ روایت ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرنے کی دلیل ہے جس کا ذکر آگے بھی آرہا ہے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد گرامی مغرب کی نماز میں اتنی قرات کرتے جتنی دیر میں تم ﴿وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا﴾ جیسی سورتیں پڑھتے ہو۔ ❹

ابوعثمان نہدی ❺ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی تو انہوں نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی قرات کی۔ ❻

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں "الْقَارِعَةُ" کی تلاوت کی۔ ❼

تاہم بعض اوقات نبی کریم ﷺ مغرب میں طوال مفصل بھی پڑھ لیتے لیکن بہت کم ایسا ہوتا، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کی تلاوت کی۔ ❽

❶ عبدالرحمان بن عسیلہ مرادی، آپ ﷺ کی طرف سفر کے ارادہ سے نکلے تاہم آپ پانچ یا چھ راتیں قبل فوت ہوگئے۔ تهذيب التهذيب: 229/6

❷ أيضاً

❸ مصنف عبدالرزاق: 107/2

❹ ابوداود، معالم السنن: 387,1

❺ عبدالرحمان بن مل۔ تقدم

❻ معالم السنن: 387,1 .

❼ ابویعلی۔ دیکھئے: المطالب العالية 121,1 .

❽ سورۃ محمد حدیث ابن حبان میں ہے۔ الاحسان: 1543/5

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ ❶

اور ایک روایت میں ہے میں نے آپ کو سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ پر پہنچے: ﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ تو میرے دل نکلنے کے قریب تھا۔ ❷

مسند احمد کی روایت میں ہے ❸ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مشرکین کے قیدیوں میں تھے۔ بہز ❹ کہتے ہیں وہ بدر کے قیدی تھے۔

ابن جعفر ❺ کا بیان ہے: اس وقت وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ جبیر کہتے ہیں: میں پہنچا تو آپ مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھ رہے تھے۔ کہتے ہیں: میں نے جب قرآن سنا تو دل پھٹنے کے قریب تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ❻ نے مجھے کون سا وقت یا دولا دیا ہے یہ آخری سورت جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی نماز میں سنی تھی (متفق علیہ) ❼

عبد اللہ بن عتبہ ❽ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں حٰمٓ الدخان پڑھی۔ ❾

---

❶ بخاری: 186/1 ، مسلم: 463,338,1

❷ صحیح بخاری، أبواب التفسیر: 49/5، ابن ماجہ: 832/272/1

❸ دیکھیے: الفتح الربانی: 225/3

❹ بهنر بن اسد عمی ❺ محمد بن جعفر غندر

❻ اُم عبد اللہ ان کا نام لبابہ ہے اور عباس بن عبد المطلب کی بیوی ہیں اور اسی طرح یہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن بھی ہیں۔

❼ بخاری: 185,1 ، مسلم: 462,338,1

❽ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں کوفہ میں لوگوں کو امامت کرواتے تھے آپ کی وفات 74ھ میں ہوئی۔ مشاهير علماء الأمصار 102

❾ النسائی: 169,2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف پڑھی اور اس کو دونوں رکعتوں میں تقسیم کیا۔ زید بن ثابت سے روایت ہے انھوں نے مروان بن حکم کو کہا: ابو عبدالمالک کیا آپ مغرب کی نماز میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور "الْقَارِعَة" پڑھتے ہو؟ اور ایک روایت میں ہے آپ کو خیر ہے کہ ہر نمازِ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس نماز میں اطول الطولین پڑھتے ہوئے سنا ہے اور ایک روایت میں ہے مروان نے پوچھا اطول الطولین کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: سورہ اعراف ❶ اور ایک روایت میں ہے اعراف اور انعام۔ ❷

نمازِ عشا

ابورافع ❸ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی اور سجدہ کیا۔ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے ابوقاسم کے پیچھے سجدہ کیا تھا تو تب سے سجدہ کرتا ہوں۔ ❹

عبداللہ بن بریدہ ❺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز میں ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور اسی جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ ❻

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انہیں عشا کی نماز میں ''السموات'' پڑھنے کا حکم دیا اور ایک روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز میں السماء یعنی ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ

❶ البخاری: 186,1، النسائی: 169,2 اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں۔

❷ ابوداود، دیکھئے معالم السنن: 386/1

❸ عبداللہ بن رافع قبطی، ابورافع نبی کریم ﷺ کے غلام ہیں۔ تقریب: 421,2 اور تھذیب الکمال: 370,34

❹ البخاری: 186/1

❺ عبداللہ بن بریدہ بن حصیب سلمی خراسان کے مشہور تابعین میں سے ہیں مرو کے قاضی ہیں اور وہیں 115ھ میں فوت ہوئے۔ مشاهیر علماء الأمصار: 125

❻ الترمذی: 114,2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿الْبُرُوجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ پڑھی۔ ❶

اسی مقدار پہ عشا کی نماز میں قرات کو قیاس کیا جائے گا تاہم سفر میں نبی کریم ﷺ قصار مفصل کی تلاوت فرماتے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ عشا کی پہلی رکعت میں پڑھی۔ اور ایک روایت میں ہے میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ عشا کی نماز میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ کی تلاوت فرما رہے تھے میں نے آپ سے خوبصورت آواز اور عمدہ قرات والا کبھی کوئی نہیں سنا۔ ❷

آپ ﷺ عشا کی نماز بعض دفعہ سفر میں بھی اس سے زیادہ لمبی پڑھاتے ابومجلز ❸ سے روایت ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سمیت مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے ہمیں نماز پڑھائی انہوں نے عشا کی دو رکعتوں پڑھیں تو ایک ہی رکعت میں سورۃ النساء کی سو آیات پڑھ دیں جس پہ ان کے ساتھیوں نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس سلسلہ میں کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ میں اس جگہ قدم رکھوں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنا قدم رکھا اور میں وہ کچھ کروں جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ ❹

یحییٰ بن عبدالرحمان بن حاطب ❺ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے عشا کی نماز میں سورہ آل عمران پڑھی اور اس کو دونوں رکعتوں میں مکمل کیا۔ ❻

یہ اس بات کی بھی دلیل ہے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ ایک سورت کو دو رکعتوں میں پڑھنا بھی سنت نبوی ﷺ ہے۔

---

❶ مسند أحمد (الفتح الربانی: 229,3 اور اس کی سند میں ابوسہزم تمیمی بصری ہیں جن کا نام یزید ہے۔

❷ صحیح مسلم: 464,339/1

❸ ان کا نام لاحق بن حمید بن سعید دوسی بصری ہے۔ تهذيب الكمال: 176/3

❹ مسند أحمد: الفتح الربانی: 230/3

❺ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، ان کے والد عبدالرحمان اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ تهذيب الكمال: 430/31

❻ ابن ابی شیبہ: 369/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے کہ وہ ایک سورت کو دو رکعتوں میں تقسیم فرمایا کرتے۔ ❶

عامر شعبی اور عطا کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک سورت کو دو رکعتوں میں پڑھا جائے۔ ❷

امام کو کسی آیت میں تردد ہو تو کیا کرے؟

جب امام کو کسی آیت کریمہ میں تردد ہو یا بھولی ہوئی آیت یاد آجائے یعنی کوئی آیت چھوڑ دی پھر اس کو یاد آگیا تو وہ پلٹ کر آیت کریمہ مکمل کرے اور پھر اپنی قراءت کو وہیں سے جاری رکھے جہاں تک وہ پہنچ چکا تھا

ابوعبدالرحمان سلمی کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی امامت کروائی تو سورۃ انبیاء پڑھی جس میں انہوں نے ایک آیت چھوڑ دی پھر برزخ کے ذکر تک آئے ❸ پھر یاد آیا تو اس آیت کو دھرایا اور پھر چھوڑ کر وہیں سے شروع کر دیا جہاں تک پہنچ گئے تھے۔ ❹

حفصہ بنت سیرین ❺ کہتی ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے فجر میں سورہ یوسف کی تلاوت کی تو انھیں کچھ تردد سا ہوا انھوں نے اس آیت کو شروع سے دھرایا اور پھر اپنی قراءت جاری رکھی۔ ❻

صفیہ بنت ابوعبیدہ ❼ سے روایت کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فجر میں سورہ کہف اور یوسف کی تلاوت کی یا یوسف اور ھود کی تلاوت کی تو سورۃ یوسف کی کسی آیت میں شک ہوا تو انہوں نے شروع سے سورت کو دہرایا۔ ❽

---

❶ أیضاً ❷ أیضاً

❸ برزخ دو چیزوں کے درمیان والی چیز کو کہتے ہیں، یہاں اس سے مراد وہ آیت جو درمیان سے رہ گئی تھی۔ النہایۃ 224/1

❹ عبدالرزاق: 112/2

❺ اُم ہذیل الانصاریہ ثقہ سو ہجری کے بعد فوت ہوئیں۔ تقریب التھذیب: 594/2

❻ عبدالرزاق: 112/2

❼ ثقفیہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ثقہ۔ تقریب التھذیب: 603/2

❽ عبدالرزاق: 112/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نماز جمعہ وعیدین اور وتر میں قراءت:

نبی کریم ﷺ وتر کی نماز کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ ❶

اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کے ساتھ تیسری رکعت میں معوذتین کا بھی ذکر ہے۔ ❷

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نو سورتوں کو وتروں میں پڑھا کرتے تھے پہلی رکعت میں ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾، ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾، ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ دوسری رکعت میں ﴿وَالْعَصْرِ﴾ اور ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ جبکہ تیسری رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾، ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾، ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ❸ عیدین اور جمعہ کی نماز میں آپ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے اگر عید اور جمعہ ایک دن میں آجاتے تو بھی آپ انہی سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ ❹

ایک روایت میں ہے جمعہ کے دن سورہ جمعہ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ ❺

ایک دوسری روایت میں ہے آپ نماز کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں

---

❶ الترمذی ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ 462/326/1

❷ أیضاً

❸ مسند أحمد (الفتح الربانی: 304/3)

❹ یعنی جب جمعہ اور عید اکٹھے ہو جائے تو وہ ان مذکورہ سورتوں کی تلاوت فرماتے یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ 1125,1122,293/1

❺ ابو داؤد عن نعمان بن بشیر: 1123,293/1 ، الترمذی: 533/413/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ پڑھتے۔ ❶

عید الفطر اور عید الضحیٰ میں ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ کی تلاوت بھی فرماتے۔ ❷

اور ایک روایت میں ہے آپ ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ بھی پڑھتے تھے۔ ❸

نماز کسوف:

سورج یا چاند گرہن کے وقت نماز میں آپ پہلی رکعت میں سورۃ بقرہ اور دوسری میں سورۃ آل عمران اور ان جیسی سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ ❹

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز کسوف پڑھائی تو سبع طوال سے سورت پڑھی ❺ ایک شخص سے روایت ہے جس کو حنبش ❻ کہا جاتا ہے وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے صلاۃ کسوف کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین پڑھی۔ ❼ www.kitabosunnat.com

دو یا دو سے زیادہ سورتوں کو جمع کرنا:

ایک رکعت میں دو یا دو سے زائد سورتوں کو جمع کرنا جائز ہے بالخصوص مفصل سورتوں میں

---

❶ ابوداود عن ابی هريرة : 1124/293، مسند أحمد عن ابن عباس (الفتح الربانی: 111/6)

❷ ابو داوٗد: 1154/300/1، الترمذی: 534/415/1.

❸ اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایوب بن سیار ضعیف ہے۔ مجمع الزوائد: 204/2

❹ ابو داؤد عن عائشة رضی اللہ عنہا: 309/1

❺ مسند أحمد (الفتح الربانی: 216/0) اور سبع طوال: سورۃ البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدہ، الانعام، الاعراف اور التوبہ ہیں۔

❻ شاید کہ یہ حنبش بن معمر کنانی کوفی ہیں۔ صحابہ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ تقریب: 205/1

❼ مسند أحمد (الفتح الربانی 216/6).

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے، ایسا کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے عبداللہ بن شقیق ❶ فرماتے ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم ﷺ ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا مفصلات میں سے۔ ❷

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انصاریوں میں سے ایک شخص ان کو مسجد قبا میں امامت کرواتے تھے وہ جو بھی سورت تلاوت کرنے لگتے اس سے پہلے وہ سورہ اخلاص پڑھتے پھر دوسری سورت کو شروع کرتے اور وہ ایسا ہر رکعت میں ہی کیا کرتے تھے وہ لوگ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اس بات کی آپ کو خبر دی آپ نے ان سے پوچھا کس وجہ سے تم اس سورت کی لازمی تلاوت کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا میں اس سے محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا اس کی محبت ہی تجھے جنت میں لے جا سکتی ہے یا لے جائے گی۔ ❸

امام نافع کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھی ہمیں فرضی نماز پڑھاتے تو اس میں دو دو یا تین تین سورتیں پڑھتے۔ ❹

ایک جیسی سورتوں کی قراءت:

یہ مسئلہ بھی پچھلے باب سے ملتا جلتا ہے "النظائر" نظیرۃ کی جمع ہے جو ایک جیسی چیز کو کہتے ہیں ❺ یعنی طوال کی ایک جیسی سورتیں جن کی تعداد بیس ہے مسنون ہے کہ ان سورتوں کو نماز میں جمع کیا جائے۔ صحیحین میں ابو وائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں ایک شخص ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک رکعت میں مفصل سورتوں کی تلاوت کی ہے تو انھوں نے کہا

❶ عبداللہ بن شقیق عقیلی ابو عبدالرحمان بصری۔ تهذيب الكمال 89/15

❷ مسند أحمد (الفتح الربانی: 211/3)

❸ الترمذی حسن صحیح غریب: 2901/169/5، بخاری تعلیقاً 188/1 مستدرك حاكم: 241/1 وقال صحيح على شرط مسلم۔ امام ذہبی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ مذکورہ شخص کہا جاتا ہے کہ کلثوم بن ہدم ہیں جو بنی مالک عوف بن اوس سے ہے ہیں۔ الاصابة: 218/0

❹ امام احمد۔ امام ہیثمی کہتے ہیں اس کے رجال صحیحین کے ہیں۔ مجمع الزوائد: 114/2

❺ النہایۃ ابن اثیر: 78/0

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شعروں کی طرح جلدی جلدی؟ میں ان ایک جیسی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی کریم ﷺ ملا کر نماز میں پڑھتے تھے پھر مفصل میں سے بیس کا ذکر کیا جو ایک رکعت میں دو سورتیں ہیں۔ ❶

صحیح مسلم میں ہے: یہ بنی بجیلہ کا نہیک بن سنان نامی ایک شخص تھا۔

ابوداؤد میں ہے اس نے کہا۔ میں نے ایک ہی رکعت میں مفصل پڑھی ہیں تو ابن مسعود نے فرمایا شعروں کی طرح جلدی جلدی اور ردی کھجوروں کی طرح بکھری ہوئیں؟ نبی کریم ﷺ تو ایک جیسی سورتیں ایک رکعت میں دو ہی پڑھتے تھے۔ الرحمٰن اور النجم ایک رکعت میں، اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں، والطور اور والذاریات ایک رکعت میں، اذا وقعت اور "ن" ایک رکعت میں، سأل سائل اور النازعات ایک رکعت میں، ویل للمطففین اور عبس ایک رکعت میں، المدثر، المزمل ایک رکعت میں اور هل اتی اور لا أقسم بیوم القیامة ایک رکعت میں، عم یتساء لون اور والمرسلات ایک رکعت میں، الدخان اور اذا لشمس کورت ایک رکعت میں۔ ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب ہے۔ ❷ دو سورتوں کی قراءت ایک رکعت میں جو ایک جیسی ہوں بعض کے قول کے مطابق یہ صرف مفصلات میں ہے جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں: المئین تو ایک سورت ہی رکعت میں پڑھنی چاہیے البتہ المثانی اور المفصل کو جیسے چاہیے جمع کرلو۔ ❸

قلت: ......لیکن سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک ہی رکعت میں سورۃ

---

❶ البخاری: 189/1، مسلم: 565/563/1

❷ ابوداود: 1395/56/2 اور دیکھیے: الفتح الربانی: 212/3 اور قرطبی کی التذکار ص: 110

❸ ابن ابی شیبة: 368/1 المئین سے مراد وہ سورتیں جن کی آیات کی تعداد ایک سو یا اس سے زائد ہے اور المثانی جن کی آیات کی تعداد سو سے کم اور المفصل سے زیادہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البقرہ، النساء اور آل عمران کو جمع کیا ہے ❶ تو شاید یہ نفلی نماز میں ہو نہ کہ فرضی میں یا پھر اس وقت جب قراءت کرنے والا اکیلا ہو امام نہ ہو، جب وہ لوگوں کو امامت کروائے تو پھر اسے چاہیے کہ ان پہ نرمی کرے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ ❷

کیا ایک جیسی سورتوں کو ملانا نفلی نماز کے ساتھ خاص ہے یا کہ فرضی میں بھی جائز ہے؟

جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ فرضی نمازوں میں بھی جائز ہے لہٰذا اگر امام کبھی کبھار ایسا کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نمازیوں پہ مشقت نہ ہو، ہاں البتہ اگر ایسا کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ مفصل سورتوں میں سے ملائے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرضی نمازوں کی ایک رکعت میں دو سورتوں کو ملاتے تھے۔ ❸

عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص فرضی نمازوں میں ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھے لے؟ تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❹

---

❶ تقدم

❷ تقدم

❸ ابن ابی شیبۃ: 367/1

❹ ایضاً

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ختم قرآن کے وقت تکبیر کہنا

قراء کرام کے لیے مسنون اعمال میں سے "وَالضُّحٰی" کے ختم ہونے کے بعد تمام سورتوں کے مکمل ہونے پر تکبیر کہنا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید مکمل ہو جائے یہ عمل نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مکہ کے بہت سے تابعین نے روایت کیا ہے۔

اہل تصنیف کے ہاں حدیث تکبیر کی روایت امام بزّی سے ہے جو کہ ابوالحسن مکی احمد بن محمد بن عبداللہ ابی بزہ بزی ہیں ❶ ان کی روایت کو امام حاکم نے اپنی مستدرک ❷ میں ذکر کیا ہے اسی طرح ابوالحسن طاہر بن عبدالمنعم بن غلبون الحلبی نے "التــذکــرہ" میں ❸ اور حافظ ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی ❹ نے جامع البیان میں بزّی سے بہت سی اسانید کے ساتھ

❶ مکہ کے مقری اور مسجد حرام کے مؤذن ہیں حافظ ابن جزری ان کے متعلق فرماتے ہیں استاد محقق، ضابط و متقن۔ امام بزی 170 میں پیدا ہوئے اور 250 میں وفات پائی، امام ذہبی نے ان کے حالات زندگی سیــر أعلام النبلاء: 50/12 اور المیزان: 144/1 میں ذکر کیے ہیں۔ ان کے حالات غایۃ النھایۃ ابن جزری: 119/1 میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

❷ مستـــدرك: 304/3 حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا لیکن بزی کی وجہ سے ذہبی نے ان کا تعاقب کیا ہے۔

❸ التذکرۃ فی القراء ت الثمان ص: 656 ابن غلبون طاہر بن عبدالمنعم ہیں جو نزیل مصر ہیں ابن جزری کہتے ہیں، استاد عارف وثقہ وضابط حجۃ محرز شیخ الدانی مؤلف التذکرۃ 399ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ (مختصر)

❹ حافظ مشہور ابوعمرو دانی اموی مولاھم قرطبی اپنے زمانہ میں ابن صیرفی کے نام سے مشہور ہیں ابن جزری کہتے ہیں استادوں کے استاد قراء کے مشایخوں کے مشائخ علوم قرات میں مشہور، تصانیف کے مصنف جیسے التیسیــر فـی القراء ت السبع اور جـامـع البیان اور المقنع فی رسوم المصاحف اور الـمـحکم فی ضبطها اندلس کے شہر دانیہ میں 444 میں فوت ہوئے۔ مـعـرفة القراء: 406/1، غـایة النهایة: 503، جامع البیان: (ق/ نسخہ خطیہ) میں فرماتے ہیں: أبو الفتح فارسی بن أحمد ... ثنا أحمد بن أبی بزة۔ ابوعمرو کہتے ہیں: تکبیرات میں یہ حدیث زیادہ مکمل ہے اور سب سے صحیح حدیث ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت کیا ہے ابن الباذش احمد بن علی بن احمد بن خلف انصاری ❶ نے اقناع میں بہت سے سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، اسی طرح اس کو شہرزوری ابوالکرم مبارک بن حسن بن احمد نے "المصباح" ❷ میں جبکہ شمس الدین ابن جزری محمد بن محمد بن محمد ابوالخیر دمشقی نے "النشر" ❸ میں اور انہی کے طریق سے النشار عمر بن قاسم بن محمد بن علی انصاری نے "البدور الزاھرۃ" ❹ میں اور ان کے علاوہ دیگر نے بھی سب سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے عکرمۃ بن سلیمان ❺ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے میں نے اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ❻ پہ قراءت کی جب میں "وَالضُّحٰی" پہ پہنچا تو انہوں نے کہا: ختم قرآن تک اب

❶ ابن باذش ابن جزری کہتے ہیں: استاد کبیر، امام محقق انہوں نے الا قناع تالیف کی جو کہ سبع میں بہترین کتاب ہے لیکن اس میں کچھ اوہام ہیں جن کا میں نے اپنی کتاب الأعلام میں اشارہ کر دیا ہے۔ قراءت میں مروجہ طرق پہ بھی انہوں نے کتاب مرتب کی ہے جس میں اسانید اور طرق کو تحریر کیا ہے لیکن اچانک موت کی وجہ سے اس کو مکمل نہیں کر سکے 540ھ میں فوت ہوئے (غایۃ 83/1)، الاقناع : ص 819 میں فرماتے ہیں: حدثنا ابوالقاسم ----- احمد بن محمد ابن ابی بزّۃ (مختصر)

❷ ابوکرم شہرزوری، ابن جزری کہتے ہیں امام کبیر، متقن، محقق، اس علم کے ایک مشہور شیخ، ثقہ، صالح 550ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ غایۃ النھایۃ: 40/2، معرفۃ القراء: 506/1 قلت: ابوربیع محمد بن اسحاق ربعی کی ہیں۔ (مختصر)

❸ النشر فی القراءات العشر: 415,411,/2 ابن جزری نے بڑی والی حدیث کو چھ سے زائد طرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔

❹ البدور الزاھرۃ فی القراءت العشر المتواترہ(468) نسخہ خطیہ

❺ عکرمۃ بن سلیمان بن کثیر بن عامر، ابوقاسم مکی، امام ذہبی کہتے ہیں۔ شیخ مستور، میں کسی کو نہیں جانتا کہ جس نے ان پہ کلام کی ہو۔ ابن جزری کہتے ہیں دوسو ہجری سے کچھ قبل تک زندہ رہے۔ معرفۃ القراء: 146/1، غایۃ النھایۃ: 515/1

❻ اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین ابواسحاق مخزومی مولاھم مکی، القسط سے مشہور ہیں مقری مکہ ہیں ابن کثیر پہ قراءت کی اور ان کے دو ساتھیوں شبل بن عباد اور معروف بن مشکان، آپ سے جن لوگوں نے پڑھا، ان میں امام شافعی محمد بن ادریس بھی ہیں۔ 170ھ میں فوت ہوئے۔ معرفۃ القراء: 114/1، غایۃ النھایۃ:165/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہ قراءت کی ہے جب میں ہر سورت کے اختتام پر اللہ اکبر کہنا ۔ میں نے عبداللہ بن کثیر ❶ پہ "وَالضُّحٰی" پہ پہنچا، تو انہوں نے بھی مجھے ہر سورت کے اختتام پر تکبیر کا کہا اور مجھے یہ بھی خبر دی کہ انھوں (ابن کثیر) نے مجاہد پہ ❷ پڑھا تو انھوں نے بھی یہی حکم دیا اور مجاھد نے کہا مجھے حضرت ابن عباس نے یہ حکم دیا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں مجھے ابی بن کعب نے اس کا حکم دیا ہے جبکہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔

بعض علماء نے اس حدیث کو بزّی کی ❸ وجہ سے ضعیف کہا ہے جبکہ روایت تکبیر میں بزی کی قنبل سے متابعت ہے جن کا نام محمد بن عبدالرحمان ابوعمر المخزومی المکی ہے۔ ❹

حجاز کے قاریوں کے شیخ اور ابن کثیر کی قراءت کے راوی ہیں۔ وہ ان سے بزّی کی طرح بالا سناد ذکر کرتے ہیں اور تمام راوی بزّی سے بالاتفاق جبکہ قنبل سے بالاختلاف ذکر

❶ عبداللہ بن کثیر بن مطلب ابومعبد مکی الداری، قراءت میں اہل مکہ کے امام تھے قراء سبعہ میں سے ایک ہیں۔ مکہ میں 45ھ میں پیدا ہوئے اور وہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوایوب انصاری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی عبداللہ بن سائب سے عرضاً قراءت پڑھی۔ مجاہد بن جبر اور درباس مولیٰ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ابن معین کہتے ہیں۔ ثقہ 120ھ میں فوت ہوئے۔ معرفة القراء: 86/1، غاية النهاية: 443/1

❷ مجاہد بن جبر مخزوم کی مکہ کے کبار تابعین میں سے ہیں (ت 103ھ) معرفة القراء: 66/1، غاية النهاية: 41/2

❸ ابن ابی حاتم نے بزّی کے بارہ میں کہا کہ وہ حدیث میں ضعیف ہیں میں ان سے روایت نہیں کرتا، عقیلی نے منکر الحدیث کہا لیکن امام ذہبی نے ان اقوال کے بعد امام فی القراء ت ثبت فیھا لکھا ہے۔ میزان الاعتدال 144/1، الضعفاء عقیلی، معرفة القراء الکبار ذھبی: 173/1 اس حدیث کو بزّی سے سند کے ساتھ اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

❹ قنبل 195 ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابوالحسن قواس پہ قراءت کی اور بزّی سے بھی قراءت پڑھی۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے علم قراءت حاصل کیا ان میں ابوبکر بن مجاہد اور ابوالحسن اور شنبوذ بھی ہیں۔ آپ کی وفات 291 ہجری میں ہوئی۔ معرفة القراء: 330/1، غاية النهاية: 165/2 مزید دیکھیے ابوشامہ کی شرح شاطبیہ ص 507 جہاں شاطبی کا یہ قول منقول ہے: "وقال به البزی من آخر الضحی"

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اس حدیث کو اہل عراق نے ان سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اہل مغرب نہیں کرتے ❶ نیز قراء میں سے ابن کثیر کے علاوہ اس روایت کوابو عمرو بصری نے ❷ بروایت سوسی ❸ عن ابی جعفر ❹ روایت کیا ہے جو کہ معمری ❺ کی روایت ہے بلکہ تکبیر تو تمام قراء سے

❶ قنبل سے اہل عراق تکبیرات کونقل کرتے ہیں جیسا کہ " الجامع فی القراء ت العشر" میں مذکور ہے اور "التلخیص فی القراء ت الثمان" میں بھی جو کہ ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد کی تالیفات ہیں اس طرح ابوعز محمد بن حسین بن بندار قلانسی واسطی کی کتاب " الارشاد " اور ابوعلا ہمذانی حسن بن احمد کی کتاب "الغاية " میں اور سبط ابومنصور خیاط عبداللہ بن علی بغدادی کی " الكفاية" اور انہی کی کتاب " المنهج فی القراء لثمان" میں اسی طرح یہ دونوں وجہیں امام شاطبی نے حرز الامانی میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔" عن قنبل بعض تكبير تلا " اسی طرح دونوں وجہیں امام قنبل سے دانی نے تیسر میں بھی نقل کی ہیں۔(المختصر)

❷ قراء سبعہ میں سے ہیں ان کا نام زبان بن علا تمیمی مازنی بصری ہے۔ بصرہ کے کبار تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے 67ہجری میں پیدا ہوئے ، انس بن مالک سے سماعت ثابت ہے۔ حسن بن ابی حسن بصری ، سعید بن جبیر اور حمید اعرج مکی سے اور عاصم بن ابی نجود وغیرہ سے قراءات پڑھیں قراء سبعہ میں سب سے زیادہ مشائخ انہی کے ہیں یہ 154 ہجری میں فوت ہوئے۔ مشاهير علماء الأمصار: 153 ، معرفة القراء الكبار: 100/1 ، غاية النهاية: 288/1

❸ ابوشعیب السوسی الرّقی ان کا نام صالح بن زیاد ہے ابوعمرو کی قراءت کے ایک راوی ہے ابوحاتم کہتے ہیں صدوق، ذہبی نے فرمایا 261ہجری کی ابتدا میں تقریباً 90سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ معرفة القراء: 193/1 غاية النهاية: 333/1

❹ ان کا نام یزید بن قعقاع ابوجعفر مخزومی مدنی ہے، قراء عشرہ میں سے ایک ہیں، مشہور تابعی ہیں، اپنے غلام عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کو قرآن سنایا، امام ذہبی فرماتے ہیں: بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھی قرآن سنایا اسی طرح کہا جاتا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی سنایا، ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، مدینہ میں ان کی وفات 130 ہجری میں ہوئی۔ معرفة القراء: 72/1 ، مشاهير علماء الأمصار: 76 ، غاية النهاية: 382/2

❺ زبیر بن محمد بن عبداللہ بن سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ابوعبداللہ عمری مسجد نبوی میں امامت کرواتے ابن جزری فرماتے ہیں" ثقہ" لوگوں نے ان کی روایت عن ابی جعفر کوتلقی بالقبول کا درجہ دیا یہ 207 ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ غاية النهاية: 293/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مروی ہے۔اس کو ابوالفضل رازی ❶ نے ابوالقاسم الھذلی ❷ اور ابوالعلا ہمذانی ❸ سے روایت کیا ہے۔

اسی پہ ابن جبش ❹ اورالحسین الخبازی ❺ کا عمل ہے یہ حمید الاعرج ❻ ....

❶ عبدالرحمان بن احمد بن حسن بن بندار ابوالفضل رازی عجلی، کتاب اللوائح کے مصنف ہیں مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے وہاں سے دوسرے علاقوں کا سفر کیا اور یہ 71 سال پہ محیط ہے انہوں نے 454ہجری میں 84 سال کی عمر میں وفات پائی۔ غایة النهایة: 363/1

❷ یوسف بن علی بجبارة ابو قاسم ہذلی یشکری استاد کبیر کثرت سے علم کے لیے سفر کرنے والے تھے جیسا کہ ابن جزری بیان فرماتے ہیں تقریبا 390 کی حدود میں پیدا ہوئے طلب قراءت میں بہت سے ممالک کا سفر کیا امت محمدیہ میں قراءت کے حصول کے لیے ان کی طرح کسی نے سفر نہیں کیا اپنی کتاب (الکامل) میں لکھتے ہیں میں تقریبا 365 مشائخ سے سفر مغرب تک علم حاصل کر چکا تھا۔(المختصر) معرفة القراء: 429/1، غاية النهاية: 397/2

❸ حسن بن احمد بن حسن امام حافظ استاذ ابوعلا ہمذانی عطار ہمذان کے شیخ اور عراقیوں کے امام ہیں۔ جزری فرماتے ہیں: حفاظ زمانہ میں سے ایک ہیں ثقہ، دین خیر کبیر القدر 569 ہجری میں فوت ہوئے۔ معرفة القراء: 542/2، غاية النهاية: 204/1

❹ حسین بن محمد بن جبش ابوعلی دینوری ابن جزری کہتے ہیں حاذق ضابط متقن امام دانی فرماتے ہیں علم قراءت میں متقدم مشہور بالاتفاق۔ثقہ، مامون (ت 373) معرفة القراء: 322/1، غاية النهاية: 250/1

❺ علی بن محمد بن حسن بن محمد ابوحسین خبازی جرجانی نزیل نیساپور اور وہاں کے قراء کے شیخ ابن جزری کہتے ہیں امام ثقہ مؤلف محقق۔

حاکم کہتے ہیں لوگوں میں سب سے زیادہ قاری حسن اداء کے ماہر اور تلقی میں سب سے زیادہ مجتہد مجھے یہ بات بھی پہنچی کہ ان سے دس ہزار لوگوں نے علم حاصل کیا۔ متوفی نیساپور 398، غاية النهاية: 577/1، الكامل هذلی نسخه شیخ عامر: 309، النشر ابن جزری: 410/2

❻ حمید بن قیس ابوصفوان مکی اعرج ابن جزری فرماتے ہیں ''ثقہ'' مجاہد بن جبر سے قراءت پڑھی اور ان سے تین مرتبہ دور کیا ان سے ابوعمرو بن علا سفیان بن عیینہ ابراہیم بن ابی حیۃ قراءت نقل کرتے ہیں ان سے امام مالک اور ثوری نے سماعت کیا معمر ان سے احادیث روایت کرتے ہیں متوفی 130ھ، معرفة القراء: 97/1، غاية النهاية: 265/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن محیصن ❶ اور ابن شنبوذ ❷ سے بھی مروی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفا ثابت ہے جیسا کہ دانی نے اپنی سند سے مجاہد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بیس مرتبہ سے زائد قرآن ختم کر کے سنایا وہ ہر مرتبہ مجھے حکم دیتے کہ میں ﴿أَلَمْ نَشْرَحْ﴾ سے تکبیر کہا کروں۔ ❸

دانی نے اپنی سند سے حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے عکرمہ بن خالد مخزومی کے پاس قراءت کی جب ''والضحیٰ'' پہ پہنچا تو انہوں نے کہا ٹھہریئے میں نے پوچھا کیا مطلب؟ انھوں نے کہا تکبیر کہیے میں نے اپنے مشائخ کو دیکھا ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ پہ قراءت کرتے تھے وہ انہیں ''والضحیٰ'' سے تکبیر کا حکم دیتے۔ ❹

❶ محمد بن عبدالرحمان بن محیصن سہمی مولاھم کی ابن کثیر کے ساتھی مقری مکہ ہیں ابن جزری فرماتے ہیں ثقہ ابوبکر بن مجاہد کہتے ہیں ابن محیصن کو مذہب عربیہ میں کمال مہارت تھی، لوگ ان کی قراءت میں ابن کثیر کی اتباع کی وجہ سے بڑی رغبت رکھتے تھے، متوفی مکہ 123ھ، معرفة القراء: 98/1، غاية النهاية: 167/2

❷ محمد بن احمد بن ایوب بن صلت ابوالحسن بن شنبوذ بغدادی جزری کہتے ہیں عراق کے قراء کے شیخ، استاذ کبیر، طلب قراءت کے لیے کثرت سے سفر کرنیوالے ثقہ، خیر، صلاح وعلم، متوفی 328ھ۔ معرفة القراء: 276/1، غاية النهاية: 52/2

❸ دانی فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا فارس بن احمد نے قال ثنا عبداللہ بن حسین قال ثنا احمد بن موسیٰ قال ثنا عبدالله بن سليمان قال ثنا يعقوب بن سفيان قال ثنا الحميدی ابوبكر قال ثنا سفيان قال ثنا ابراهيم بن ابی حية اوران کا نام یسع بن اشعث یمنی ہے قال ثنا حميد عن مجاهد پھر روایت بیان کی۔

قُلْتُ:..... حمیدی: عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ قریش اسدی ابوبکر کی اور ابراہیم بن ابی حیۃ کے متعلق ابو حاتم نے منکر الحدیث کیا ہے یحییٰ بن معین فرماتے ہیں شیخ ثقہ۔ (مختصر)

❹ دانی فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالفتح نے وہ فرماتے ہیں: ثنا عبدالله، قال ثنا شاذان قال ثنى الوليد بن عطار، قال أخبرني الحارث بن عبدالله ابی ربيعة المخزومی، قال ثنا حنظلة بن ابی سفيان، قال قراءت على عكرمة بن خالد المخزومی

قلت:..... ابن رقی ابوالحسن علی بن حسین ہیں جبکہ عکرمہ خالد بن عاصم بن ہشام بن مغیرۃ مخزومی قرشی مکہ کے کبار تابعین میں سے ہیں، 110 ہجری میں فوت ہوئے۔ مشاهير علماء الأمصار: 82، غاية النهاية: 515/1

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دانی نے اپنی سند سے ❶ شبل بن عباد ❷ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن محیصن اور عبداللہ بن کثیر قاری کو دیکھا جب وہ "اَلَمْ نَشْرَحْ" پر پہنچتے تو تکبیر کہتے یہاں تک قرآن ختم ہو جاتا اور کہتے تھے ہم نے مجاہد کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے اور مجاہد ابن عباس کے حوالہ سے یہی کہتے ہیں عبدالملک بن جریج ❸ مجاہد سے روایت کرتے ہیں وہ "والضحیٰ" سے "الحمد" تک تکبیر کہتے۔ ❹

ابن جریج کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ امام اور غیر امام دونوں کے لیے جائز ہے سفیان بن عیینہ کہتے ہیں ❺ میں نے حمید اعرج کو دیکھا لوگ ان کے اردگرد تھے وہ انہیں پڑھا رہے تھے جب وہ" والضحی" پہ پہنچے تو ہر سورت ختم ہونے پہ تکبیر کہی۔

❶ جامع البیان (ق 371/ب) فرماتے ہیں: قال ثنا فارس بن احمد قال ثنا عبداللہ بن الحسین قال ثنا ابو الحسین علی بن الحسین معروف قال ثنا شاذان بن سلمة قال ثنا الولید بن عطار عن الحسن بن محمد بن عبیدا للّٰہ بن ابی یزید قال اخبرنی شبل بن عباد

قلت: شاذان نضر بن سلمۃ مروزی ہیں ابو عمرو نے ان کی بہت تعریف کی ہے ابن حبان فرماتے ہیں ان سے سوائے اعتبار میں روایت جائز نہیں۔ المیزان: 257/4

❷ شبل بن عباد مکی ابن کثیر کے ساتھی ہیں اہل مکہ کے مقری ہیں ان سے سفیان بن عیینہ نے حدیث بیان کی اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے ان کی احادیث بخاری، ابوداؤد، اور نسائی میں ہیں 148 ہجری کے بعد فوت ہوئے۔ معرفۃ القراء: 129/1

❸ جامع البیان (ق 372ب) کے نسخہ خطی میں ہے۔ یہ عبدالحمید بن جریج ہیں اور جو مجاہد سے روایت کرتے ہیں وہ عبدالملک ہیں اور ان کی روایت میں اختلاف ہے البتہ مجھے ان کے متعلق علم نہیں۔

❹ اس کی سند دانی کے ہاں ہے ثنا ابو الفتح ، قال ثنا عبد اللّٰه ، قال ثنا علي بن حسن قال ثنا قنبل بن عبدالرحمان بن قنبل قال ثنا أحمد بن عون القدس قال ثنا عبد الملك بن جریج ، اور ایک اور سند سے بھی عبدالملک بن جریج عن مجاہد ثابت ہے کہ وہ "الضحیٰ" سے ختم قرآن تک تکبیرات کہتے۔ (مختصر)

❺ دانی فرماتے ہیں: حدثنا ابوالفتح ، قال ثنا عبداللہ ، قال ثنا احمد (ابن موسی ابن مجاهد) قال ثنا : عبد الله (ابن سلیمان) قال ثنا یعقوب (بن سفیان) قال ثنا الحمیدی ، قال ثنا سفیان ابن عیینة پھر حدیث ذکر کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حمیدی کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے پوچھا: میں نے اپنے ہاں بعض لوگوں کو ایک کام کرتے دیکھا ہے، قاری رمضان کے مہینے میں ختم کے وقت تکبیر پڑھتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے صدقہ بن عبداللہ بن کثیر ❶ کو ستر سال سے زائد امامت کرواتے ہوئے سنا ہے، وہ جب بھی قرآن ختم کرتے تکبیر کہتے۔ ❷

حمیدی سے ہی روایت ہے ہمیں محمد بن عمر بن عیسیٰ نے خبر دی ان کو ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے لوگوں کو رمضان میں امامت کروائی تو انہیں ابن جریج نے اس بات کا حکم دیا کہ وہ "وَالضُّحٰی" سے ختم قرآن تک تکبیر کہیں۔ ❸

حمیدی سے روایت ہے میں نے عمر بن عیسیٰ کو سنا، انہوں نے رمضان میں ہمیں نماز پڑھائی تو "وَالضُّحٰی" سے ختم تک تکبیرات کہیں لوگوں نے اس پہ انکار کیا تو انہوں نے کہا مجھے ابن جریج نے حکم دیا ہے ہم نے ابن جریج سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں میں نے ان کو حکم دیا ہے۔ ❹

قنبل سے روایت ہے کہ مجھے ابن المقری ❺ نے بیان کیا ہے کہ وہ ابن شہید جحی کے پیچھے رمضان میں نماز پڑھتے تو وہ مقام ابراہیم کے پاس یہی تکبیرات کہتے۔

پس یہ سنت تکبیر اہل مکہ کے ہاں مشہور و معروف ہے وہ اس کو اپنے شیوخ سے نقل کرتے آرہے ہیں صرف بزی پہ اعتماد نہیں کرتے ❻ چونکہ یہ ان کے ہاں ثابت و مشہور ہے لہٰذا روایت فرد کی متابعت کی ضرورت ہی نہیں۔

---

❶ ان کا تفصیلی تعارف غاية النهاية: 336/1 میں موجود ہے۔

❷ اس کو دانی نے جامع البیان میں سابقہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ق 373ب)

❸ دانی نے اس روایت کو سند سابقہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ❹ أيضاً

❺ محمد بن عبداللہ بن یزید قرشی عدوی ابو یحییٰ بن ابی عبدالرحمان مقری مولیٰ آل عمر بن خطاب 256 ہجری میں فوت ہوئے۔ تهذيب الكمال: 570/25

❻ دانی فرماتے ہیں: ثنا فارس بن احمد قال ثنا عبدالله قال ثنا ابوالحسن الرقي ، قال أخبرني قنبل.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اہوازی ❶ کہتے ہیں: اختتام قرآن پہ تکبیرات اہل مکہ کے ہاں سنت منقولہ ہے اس کو دروس اور نماز کی قراءت میں بھی معمول بہ سمجھتے ہیں۔ ❷

مکی ❸ کہتے ہیں اہل مکہ سے " والضحٰی " تا اختتام قرآن تکبیرات روایت کی جاتی ہیں۔ اور یہ تمام قراء کے لیے ہیں ابن کثیر اور ان کے علاوہ بھی جس کو وہ اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں۔ ❹

ابوطیب عبدالمنعم بن غلبون ❺ کہتے ہیں اور یہ سنت منقولہ و ثابتہ رسول اللہ ﷺ، آپ کے صحابہ اور ان کے تابعین سے مروی ہے اور اس سنت پہ اہل مکہ کا اتنا عمل ہے کہ وہ اسے چھوڑتے ہی نہیں وہ اس سلسلہ میں صرف بزی کی روایت پہ اعتماد نہیں کرتے۔ ❻

دانی نے اپنی سند سے موسیٰ بن ہارون ❼ سے روایت کیا ہے مجھے بزی نے بتایا کہ ان کو ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اگر تم نے تکبیرات چھوڑ دیں تو تم نے رسول

❶ الاھوازی وہ حسن بن علی بن ابراہیم بن یزداد بن ہرمز ابوعلی کے استاد ہیں ابن جزری فرماتے ہیں اپنے زمانہ کے قراء کے شیخ ہیں۔ دنیا میں سب سے عالی سند کا درجہ رکھنے والے امام کبیر اور محدث تھے یہ 446 میں فوت ہوئے۔ معرفة القراء: 402/1، غاية النهاية: 221/1

❷ النشر: 410/2

❸ مکی بن ابی طالب ابومحمد قیسی قیراوانی اندلسی قرطبی، ابن جزری کہتے ہیں: امام علامہ محقق عارف قراء مجودین کے استاد 437 ہجری میں وفات پائی۔ معرفة القراء: 394/1، غاية النهاية: 309/2

❹ ابن جزری نے النشر: 410/2 میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ دیکھئے مقارنہ کے لیے۔ التبصرة: 656

❺ عبدالمنعم بن عبداللہ بن غلبون ابوطیب حلبی مقری، ابوالحسن کے والد جو کہ التذکرة اور التلخیص کے مؤلف ہیں ابوطیب (الارشاد فی القراءات) کے مؤلف ہیں ابن جزری کہتے ہیں: "استاذ ماهر كامل محرر ضابط ثقة خير صالح دين" متوفی مصر 339۔ معرفة القراء: 755/1، غاية النهاية: 470/1

❻ اس کو ابن جزری نے ان سے النشر: 411/2 میں ذکر کیا ہے۔

❼ موسیٰ بن محمد بن ہارون ابومحمد مکی مقری۔ غاية النهاية: 323/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت چھوڑ دی۔ ❶

ابومحمد حسن قرشی ❷ کہتے ہیں میں نے مقام ابراہیم کے پاس مسجد حرام میں لوگوں کو نماز تراویح کی امامت کروائی ختم قرآن کی رات" والضحیٰ " سے آخر تک میں نے نماز میں تکبیرات کہیں ، جب میں نے سلام پھیرا تو ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی بھی میرے پیچھے نمازیوں میں تھے ، انہوں نے مجھے دیکھا اور کہا: شاباش تم نے سنت پر عمل کیا ہے۔ ❸

حافظ ابن کثیر ❹ اپنی تفسیر میں امام بزی کی روایت کے بعد یہ روایت ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں اور یہ عمل حدیث کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

❶ دانی فرماتے ہیں: حدثنا فارس بن احمد قال ثنا ابوالحسین المقریٰ: قال ثنا علی بن محمد الحجازی الی آخر الاسناد، معرفة القراء: 327/1

❷ الحسن محمد بن عبداللہ بن ابی یزید ابومحمد مکی۔ غاية النهاية: 232/1

❸ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مجاہد نے اس کو روایت کیا ہے: عن ابی محمد مضرین محمدبن خالد الضبی عن حامدین یحیٰی بن هانی البلخی نزیل طرسوس عن الحسن بن محمد بن عبدالله بن ابی یزید ابی موسی القریشی لمکی اس کو اہوازی نے بھی روایت کیا ہے عن ابی الفرج محمدبن احمدبن ابراهیم الشنبودی عن ابی شنبود عن مضر .

قلت: ...... ابن شنبوذ: محمد بن احمد بن ایوب بن صلت ابن شنبوذ ہیں ابوالحسن راوی ان کی حالات زندگی خطیب بغدادی نے ذکر کیے ہیں اور قراءت شاذہ سے ان سے طلب توبہ کا واقعہ بھی لکھا ہے تاہم ان پہ جرح نہیں کی۔ تاریخ بغداد: 280/1

شنبوذی: یہ غلام شنبوذ سے مشہور ہیں ان کا نام ابوالفرج محمد بن احمد بن ابراہیم ہے خطیب کہتے ہیں قراءت میں ان کی کتابیں ہیں ان کی روایات میں کلام ہے۔ تاریخ بغدادی: 271/1

حامد: بن یحییٰ البلخی ابوعبداللہ ثقہ حافظ ہیں۔ تقریب التهذیب: 146/1 مگر حسن بن محمد مکی ضعیف ہے، ان کی شافعی سے روایت بوجہ روایت بزی کی معتبر ہے۔

❹ تفسیر ابن کثیر: 552/2 اور حافظ ابن کثیر کی کلام اس بات کی دلیل ہے کہ ابومحمد حسن بن محمد قریشی مکی کی روایت قابل قبول ہے، اور یہ روایت نماز میں بھی تکبیرات کہنے کی دلیل ہے جیسا کہ ابن جریج کی کلام میں گزر گیا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ سنت تمام بلاد اور ہر علاقہ کے قراء کے ہاں ثابت ومشہور ہے اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں۔ لہٰذا یہ سنت اس قدر مشہور ہے کہ اس کو اسناد کے ساتھ ثابت کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ ❶

ابن جزری فرماتے ہیں اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ تکبیرات مکہ کے قراء، علماء، ائمہ اور ان کے راویوں کے ہاں اس قدر صحیح مشہور اور عام ہے کہ تواتر کی حد کو پہنچتی ہے یہ روایت موسیٰ کی ابوعمرو سے، عمری کی ابوجعفر سے بالکل صحیح ہے تمام قراء سے یہ عمل منقول ہے یہ امام ابو الفضل رازی، ابوقاسم ہذلی، حافظ ابوعلا سے بھی مروی ہے اسی پہ تمام قراء کا تمام علاقوں میں عمل ہے وہ ختم قرآن کے وقت محافل اور اجتماعات پہ بھی اس پہ عمل کرتے ہیں بلکہ ان میں سے اکثر تو رمضان المبارک کی راتوں میں نماز تراویح میں اس کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑتے۔ ❷

---

❶ جب روایت کی سند ضعیف ہو لیکن اہل علم نے اس معنی کو قبول کیا ہو تو اس کا ضعف نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اہل علم کا عمل اس کی صحت کی علامت بن جاتا ہے، یہی حال سنت تکبیر کا ہے کیسے ابن کثیر نے اہل مکہ کے عمل سے اس کی صحت کو دلیل بنایا ہے اور ایسے ہی امام شافعی کی کلام سے اس قاعدہ کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ خطیب بغدادی، الفقیه والمتفقه: 189/1 طبع شیخ اسماعیل انصاری میں فرماتے ہیں اور یہ کلام قضا کے مسئلہ میں حدیث معاذ کے ضمن میں ہے۔ بیشک اہلِ علم نے اس کو قبول کیا ہے۔ اور اسے دلیل بھی بنایا ہے تو ہم اس کی موافقت میں ان کے ہاں صحت حدیث کی بات ہی کریں گے اور ایسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث "لا وصية لوارث" اور سمندر کے متعلق آپ کا فرمان "هو الطهور" اور آپ کا قول "اذا اختلف المتابيعان في الثمن ---'' اور آپ کا فرمان "الدية على العاقلة" تو یہ حدیثیں اگرچہ سنداً ثابت نہیں لیکن جب انہوں نے ان کو قبول کر لیا تو گویا صحت اسناد سے مستغنی ہو گئے۔ ابومجاہد کہتے ہیں یہاں مسئلہ تکبیر میں بھی یہی حکم ہے باوجودیہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ثابت بھی ہے اور اگر نہ بھی ہوتا تو تلقی بالقبول ہی اس کیلئے کافی تھا جیسا کہ امام شافعی کی کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ (مختصر)

❷ النشر: 410/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعائے ختم قرآن اور حال و مرتحل

قراء کے لیے مسنون اعمال میں سے یہ بھی ہے کہ جب وہ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی قرات سے فارغ ہوتے ہیں تو سورۃ البقرہ کی پانچ آیات ﴿وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ تک تلاوت کرتے ہیں اس کو حال و مرتحل کہتے ہیں پھر دعائے ختم کرتے ہیں کیونکہ یہ قبولیت کے اوقات میں سے ہے۔

اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ثابت ہیں آپ سے پوچھا گیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے آپ نے فرمایا" الحال المرتحل" راوی نے پوچھا الحال المرتحل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو شروع سے آخر تک قرآن مجید پڑھے جب آخر پہ پہنچے تو پھر شروع کر دے۔ ❶

---

❶ اس کو امام ترمذی نے سنن: 198/5 اور دارمی نے 337/2 میں صالح المری عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی کے طریق سے روایت کیا ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو ابن عباس کی سند کی علاوہ کسی اور طریق سے نہیں جانتے اور اس کی سند قوی نہیں۔

قُلْتُ:...... اس سند کو صالح المری کی وجہ سے ضعیف کرتے ہیں کیونکہ وہ ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب: 358/1 میں لکھا ہے۔ لیکن اس روایت میں حصین بن نافع عنبری تیمی ابو نصر دراق نے ان کی متابعت کی ہے۔ دیکھئے: الجرح والتعدیل ابی حاتم: 197/3 انہوں نے اس کو قتادہ سے روایت کیا ہے حافظ ابو عمر دانی جامع البیان فرماتے ہیں، ثنا ابو بکر الوراق، قال ثنا ابو طاهر الجلی المقری قال ثنا عبيدالله بن الحسين بن عبدالرحمان الانطاكي، قال ثنا سليمان بن شعيب الكسائي، قال ثنا الحصين بن نافع، قال ثنا صالح المری، قتادة عن زرارة بن ابی أوفی عن ابی هريره رضی اللہ عنہ پھر حدیث ذکر کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابو عمرو دانی ❶ اپنی سند سے عبداللہ بن کثیر عن درباس ☆ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ اور وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے تو ''الحمد'' سے شروع فرما دیتے پھر بقرہ کی ﴿وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ تک تلاوت کرتے پھر ختم قرآن کی دعا کرتے اور کھڑے ہو جاتے۔ ❷ دانی نے اپنی سند سے اعمش عن ابراہیم ❸ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم) اس بات کو مستحب سمجھتے تھے کہ جب قرآن ختم ہو تو شروع سے آیات کی

---

❶ دانی جامع البیان (ق 373 / ب) میں فرماتے ہیں: میں نے عبدالعزیز بن محمد پہ قرات کی عن عبدالواحد بن عمر ، قال ثنا العباس بن احمد العنبری ، قال ثنا عبدالوهاب بن فليح المكى ، قال ثنا عبدالملك بن عبدالله بن مسعوة عن خاله ، وهب بن رفعة بن صالح عن عبدالله بن كثير---

اور فرمایا: أخبرنی ابوالحسن علی بن محمد الربعی ، قال ثنا علی بن مسرود قال ثنا احمد بن ابی سلیمان قال ثنا سحنون بن سعید ، قال ثنا عبدالله بن وهب قال اخبرنی ابن لهيعة عن هشام بن سعد عن زيد بن اسلم أنَّ رسول الله ﷺ سئل أيّ الأعمال افضل؟ فقال: الحال والمرتحل۔

ابن وہب کہتے ہیں: میں نے ابوحیان مدنی کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: یہ خاتمہ قرآن مع ابتدا قرآن ہے۔

❷ دیکھیے النشر ابن جرزی 2-441-450 اس روایت کو انہوں نے صالح المری سے بہت سی اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور انہی پر ہی زیادہ کلام کی ہے۔

☆ مجہول راوی ہے۔ جس بنیاد پر حدیث ضعیف ہے۔ یاد رہے کہ یہ مسئلہ اختلافی و اجتہادی ہے نہ کہ قطعی کہ جس پر ضلالت اور بدعت کا فتویٰ لگایا جائے۔ بحث کو طول دیے بغیر امام جزری رحمہ اللہ کا خلاصہ پیش خدمت ہے، وہ فرماتے ہیں: بہر حال ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ قاری پر لازم ہے بلکہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے امام فارس بن احمد وغیرہ نے کہا ہے "من فعله فحسن ومن لم يفعله فلا حرج عليه" جس نے کیا اس نے اچھا کیا، اور جس نے نہیں کیا کوئی حرج نہیں۔ النشر ، ص: 704 (مترجم)

❸ ابراہیم نخعی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قراءت فرماتے۔ ❶

ابو مجاہد کہتے ہیں ہم نے حرمین میں نماز تراویح کے وقت جس چیز پر عمل دیکھا ہے وہ یہ کہ امام جب ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی قراءت سے فارغ ہوتا ہے تو رکوع سے پہلے ہاتھ بلند کر کے دعا کرتا ہے۔

عباس بن عبدالعظیم ❷ کہتے ہیں میں نے مکہ اور بصرہ میں بھی لوگوں کو ایسے کرتا دیکھا ہے اہل مدینہ سے بھی اسی طرح کا کچھ عمل ثابت ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی مذکور ہے۔

حنبل کہتے ❸ ہیں میں نے احمد کو ختم قرآن کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا جب تو ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ کی قراءت سے فارغ ہو تو رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کر میں نے کہا اس مسئلہ میں آپ کس کے قول پہ اعتماد کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے اہل مکہ کو ایسے کرتا دیکھا ہے اور سفیان بن عیینہ بھی مکہ میں لوگوں کو دعا کرواتے تھے۔ ❹

چونکہ ختم قرآن دعا کی قبولیت کا وقت ہے جیسا کہ گزر چکا ہے اسی لیے انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم ہوتا اپنے اہل خانہ کو جمع فرماتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔ یاد رہے اس بات میں بھی کوئی فرق نہیں کہ دعا خارج نماز ہو یا نماز کے اندر کیونکہ دعا نماز کے اعمال میں سے ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز میں سورۃ بقرہ، نساء اور آل عمران کی تلاوت فرمائی آپ جب بھی آیت تسبیح سے

---

❶ اس کی سند میں دانی کہتے ہیں۔ میں نے عبدالعزیز بن محمد پہ پڑھا، عن عبد الواحد بن عمر قال ثنا احمد بن صالح الاكفانی قال ثنا سليمان بن موسىٰ محمدی ، قال ثنا حمدون بن الحارث قال ثنا ابو عمارة عش الميبی بن شريك عن الاعمش۔

❷ عباس بن عبدالعظیم عنبری بصری حافظ ابوالفضل، ابوحاتم فرماتے ہیں۔ صدوق امام نسائی کہتے ہیں: ثقہ، مامون۔ یہ 246 ہجری میں فوت ہوئے۔ تهذيب الكمال: 222/14

❸ حنبل بن اسحاق بن حنبل ابوعلی شیبانی امام احمد بن حنبل کے بھتیجے ہیں، ان کا تعارف طبقات حنابلہ ابی یعلی 143/1 میں ہے۔

❹ المغنی: 608/2

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گزرتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے آیت رحمت سے گزر ہوتا تو رحمت کا سوال کرتے اور اس کا فضل مانگتے ، اور جب کسی آیت میں عذاب کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے عذاب سے پناہ طلب فرماتے۔ ❶ ☆

www.kitabosunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
32786

❶ لیکن لمبی لمبی دعاؤں میں تکلفات اور ملی جلی عبارتیں یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اس میں بہت سے آئمہ مساجد پڑے ہوئے ہیں جبکہ بہت سے علماء نے اس کا انکار کیا ہے اور اس انکار کی وجہ بنتی بھی ہے۔ ملے جلے کلمات کے ساتھ دعاؤں میں اس قدر تکلف آ چکا ہے کہ ایک شخص نے اپنی دعا میں یہ الفاظ پڑھے، "اللهم إنا نعوذ بك من أكل الديدان" اے اللہ ہم تجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں کیڑے مکوڑے کھانے سے! میں نے اس سے کہا تجھے اس کی کیا مجبوری ہے؟ اس نے کہا میری مراد یہ نہیں بلکہ میری مراد ہے کہ وہ ہمارے جسم کو نہ کھائیں تو میں نے کہا یہ دعا میں زیادتی ہے۔ کیونکہ قبروں میں اجسام کا ان سے محفوظ رہنا یہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے یا پھر بطور کرامت غیر نبی سے بھی ممکن ہے تاہم کرامات کو طلب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ آئمہ مساجد ثابت شدہ دعاؤں پر اکتفا کریں اور انہیں اپنے لیے کافی سمجھیں۔

☆ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے ختم قرآن پر دعا کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق یہ دعا سنت سے ثابت نہیں ہے زیادہ سے زیادہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا عمل ہے اور وہ بھی خارج نماز، کہ انہوں نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا کروائی جب قرآن مجید ختم ہوا۔ یہ نماز میں نہیں ہے۔ فتاوی أركان اسلام: 354 (مترجم)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

سنن القراء ومناهج المجودين

الوقف القرآني الخيري

كلية القرآن الكريم والتربية الإسلامية

Phone: 049-4513116 Mob: 0333-4434193
049-4510314 0333-4084583
www.quraancollege.com Email.alwaqafalquraanialkhairi@gmail.com